اُمّتِ مسلمہ کی اِصلاحِ حیاتُ کا مکمّل دستور

موسوم بہ

نظامِ عمل

تالیف

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

تخریج وترتیب

عبدالعلیم قادری مجیدی

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام (القرآن)

امت مسلمہ کی اصلاح حیات کا مکمل دستور

موسوم بہ

نظامِ عمل

تالیف

مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

تخریج وترتیب

عبد العلیم قادری مجیدی

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف (یوپی)

سلسلۂ مطبوعات (108)

کتاب:	نظامِ عمل
تالیف:	مولانا **محمد عبدالحامد** قادری بدایونی
تخریج وترتیب:	**عبدالعلیم** قادری مجیدی
طبع اول:	۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء/ بموقع عرس قدیری، بدایوں

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: qadri.info

Distributor
Maktaba Jam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

مَیں اپنی اس حقیر سی کاوش کو اپنے استاذ، مربی، مشفق اور رہبر و رہنما
شہید بغداد عالم ربانی حضرت علامہ **شیخ اسید الحق قادری** علیہ الرحمۃ
کے نام
کرتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت اور رہنمائی و اصلاح کی بنا پر
مَیں اس کتاب کی تخریج و ترتیب کی انجام دہی میں کامیاب ہو سکا۔

عبد العلیم قادری مجیدی

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۰۷ر کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جو شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد اب نشر واشاعت کا یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادۂ گرامی مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن وخوبی انجام پا رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما ومشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہٖ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں۔ لہٰذا پیش نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی تکمیل کا ایک حصہ ہے۔ جو مدرسہ قادریہ کے ایک ہونہار طالب علم کی محنت کا نتیجہ ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

تزکیہ قلوب کا نظام

65.....89

جسمانی طہارت کا نظام

90......138

مظاہرہ مؤدت ومحبت کا نظام عمل (حج)

153......168

حقوق العباد کا نظام عمل

169......211

حکومت وسلطنت کا نظام عمل

212......242

دعوت حق کا نظام عمل

243......248

مدارس وخانقاہوں کا نظام عمل

249......250

اسلام کا تجارتی نظام عمل

251......264

نظام وراثت

265......275

☆☆☆

ابتدائیہ

خانوادۂ قادریہ عثمانیہ بدایوں اور مدرسہ عالیہ قادریہ کے فرزندوں نے ہر دور میں ملت و مذہب کی ایسی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جن کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔تحریکِ آزادی ۱۸۵۷ء کا میدانِ جہاد ہو یا فتنۂ اسماعیلیہ ووہابیہ کی سرکوبی کا مسئلہ، ملت کی شیرازہ بندی ہو یا تصوف وروحانیت کی فضا استوار کرنا، ہر جگہ ابنائے مدرسہ عالیہ قادریہ نہ صرف یہ کہ صف اول میں موجود ملیں گے بلکہ قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔اسی طرح تبلیغ اسلام کے میدان میں بھی اپنی تقریر وتحریر کے ذریعے فرزندانِ مدرسہ عالیہ قادریہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جو تاریخ کی پیشانی پر جلی حرفوں میں مرقوم ہیں۔

ان ہی قابل فخر شخصیات میں سے ایک خانوادۂ قادریہ کے چشم و چراغ حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ (وفات ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) ہیں۔مولانا بدایونی نے ملت ومذہب کی وہ عظیم خدمات انجام دی ہیں کہ جن کی بنیاد پر مولانا بدایونی کو امت کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔مولانا بدایونی نے اپنی مصروف ترین زندگی میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔زیر نظر کتاب ''نظامِ عمل'' ان ہی میں سے ایک ہے۔

اس کتاب میں ہم مولانا کا تفصیلی تعارف بھی شائع کررہے ہیں جس سے قارئین کو اندازہ ہوگا کہ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے کیسی عمدہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور مولانا نے ان صلاحیتوں کا کیا خوب استعمال کیا۔

مولانا کی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔اس لیے اس کو عوام و خواص تک پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس کتاب کے نام ہی سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔مسلمان کی زندگی کا نظام جو قرآن وسنت سے ثابت ہے اس کو آسان لب و لہجے میں یکجا کیا گیا ہے۔جا بجا قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔اسلوب

اگر چہ خطیبانہ ہے مگر دل چسپ ہے۔

پیدائش سے موت تک کا سفر کیسا ہونا چاہیے؟ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کیسے حاصل ہوگی؟ ایک عام زندگی کو اسلامی زندگی کیسے بنایا جاتا ہے؟ ان تمام سوالوں کے جوابات مولانا بدایونی نے اس کتاب میں بہت ہی سلیقے سے تحریر کیے ہیں۔ کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس پر تحریر تقاریظ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ ہر طبقے اور ہر مکتب فکر کے عالم و پیشوا نے اس کتاب کی پذیرائی کی اور اس کو پوری قوم بالخصوص نوجوانوں کے لیے بے حد مفید قرار دیا۔ ان تقاریظ سے اس بات کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا بدایونی کی شخصیت عوام وخواص میں کس قدر مقبولیت کی حامل تھی اور آپ کی تصانیف کو کتنی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

اس کتاب میں اس حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ صرف اسلام ہی ایسا نظام عمل دے سکتا ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں کار آمد ثابت ہوتا ہے اور آج بھی اس کی ضرورت ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات سے رشتہ مضبوط کریں اور اپنی زندگی کو اسلامی زندگی میں ڈھال لیں۔ آج ملت اسلامیہ جس کشمکش کا شکار ہے اس کا حل بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی پوشیدہ ہے۔ آج بھی اگر امت مسلمہ معلم کائنات نور مجسم محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور قرآنی ہدایات پر عمل پیرا ہو جائے تو دنیا ایک بار پھر شوکت فاروقی کا نظارہ کرسکتی ہے۔

امت مسلمہ کے بگڑتے حالات اور اس کی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے مولانا بدایونی نے یہ کتاب تصنیف فرمائی تھی تا کہ ملت کی اصلاح ہو سکے اور اسلامی زندگی عام ہو اور اسی جذبے کے پیش نظر ہم یہ مفید کتاب جدید آب وتاب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں پہلی بار شائع ہوئی تھی، لہٰذا اس زمانے کے تقاضوں کے مطابق اس کی طباعت عمل میں آئی تھی۔ مگر اب ہم اس کو جدید تقاضوں کے مطابق شائع کر رہے ہیں۔

کچھ ترتیب جدید کے بارے میں:

☆ مصنف نے جہاں قرآنی آیات کا ذکر کیا تھا وہاں صرف سورت کے نام پر اکتفا کیا تھا، ہم نے اس سورت کے آیات نمبر بھی ذکر کر دیے گئے ہیں۔

☆ کتاب میں جہاں حدیث شریف ذکر کی گئی تھی وہاں صرف کتاب کا نام رقم تھا، ہم نے تمام احادیث کی جدید انداز میں تخریج کر دی تا کہ قاری کو اصل ماخذ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

☆بعض مقامات پر مصنف نے کتاب کا نام بھی ذکر نہیں کیا تھا ہم نے ان مقامات کی بھی تخریج کر دی ہے۔
☆مصنف نے جو فہرست تیار کی تھی ہم نے اس کو حذف کر کے اس کی جگہ اپنی طرف سے جدید فہرست تیار کی ہے۔
☆اس کتاب کی پہلی اشاعت میں جو تقاریظ اس پر مرقوم تھیں ہم نے انہیں بھی باقی رکھا ہے تاکہ محفوظ ہو جائیں۔ البتہ "تقاریظ علمائے فرنگی محل" کے ضمن میں جو تقاریظ تھیں وہ دستیاب نہیں ہو سکی، صرف اس کے ذیل میں چند سطور مرقوم تھیں، ہم نے ان کو کتاب سے خارج کر دیا۔
☆جہاں ہم نے اپنی طرف سے کسی عبارت کا اضافہ کیا ہے اس کو ایک مخصوص بریکٹ ﴿......﴾ میں کر دیا ہے تاکہ اصل کتاب سے امتیاز رہے۔
☆ہم اپنے مخلص دوست جناب ثاقب رضا قادری صاحب (پاکستان) کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو اسکین کروا کے ہمیں بھیجا جس سے اس کتاب کی اشاعت میں آسانی ہوئی، کیوں کہ اس سے قبل ہمارے پاس کتب خانہ قادری میں جو نسخہ تھا وہ ناقص تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔
☆اس کتاب کی تخریج وترتیب جدید کا مکمل کام عالم ربانی حضرت علامہ شیخ اسید الحق محمد عاصم قادری علیہ الرحمہ (شیخ صاحب) کے شاگرد رشید مولوی عبدالعلیم قادری مجیدی سلمہ نے کیا ہے۔ یقیناً یہ کام بہت دشوار تھا مگر حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ کی توجہات اور عزیزم موصوف کی محنت اور ان کے استاذ ومربی شیخ صاحب کا روحانی تصرف اس کام کی آسانی کا سبب بنا۔ عزیزم موصوف ابھی مدرسہ عالیہ قادریہ میں زیر تعلیم ہیں۔ رب مقتدر موصوف کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور یہ اسی طرح دین کی خدمات انجام دیتے رہیں اور راقم کو بھی حضرت اقدس کی کفش برداری اور مدرسہ عالیہ قادریہ کی جاروب کشی کے طفیل دین وسنیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ہم یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کا یہ اصول بن گیا تھا کہ آپ خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ قادریہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اعراس میں کسی نہ کسی کتاب کا شایان شان اجرا کروایا کرتے تھے اور اس طرح اپنے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں سرگرم عمل

تھے۔اب آپ کی شہادت کے بعد ہم اپنے اس اشاعتی منصوبے کو اسی طرز پر قائم رکھیں گے تاکہ نشرواشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا اجرا شیخ المشائخ مفتیٔ اعظم عاشق الرسول حضرت الشاہ عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہٗ العزیز کے ۵۶ر ویں عرس کے موقع پر کرتے ہوئے ہم فخر ومسرت محسوس کررہے ہیں۔

یہاں اس بات کا اعتراف ضروری ہے کہ یقیناً شیخ صاحب کی شہادت کے بعد ادارہ جن حالات سے دوچار ہوا وہ قابل بیان نہیں، یہ سب تاجدار اہلسنت حضرت اقدس الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری کی ہمت وصبر اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنے اشاعتی سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ شیخ صاحب کی شہادت کے بعد ہمارے اشاعتی کام میں کوئی نہ کوئی خامی یا کمی ضرور نظر آئے گی جس میں ہماری کوتاہی اور کم علمی کو دخل ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ ہماری کوتاہیوں کو درگزر فرمائے، ہمیں علم وعمل سے آراستہ فرمائے اور اکیڈمی کے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عطیف قادری

خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں

۱۴ر جولائی ۲۰۱۴ء/ ۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

تعارف مصنف

از: عالم ربانی شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری بدایونی

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ولادت :۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء)ابن مولانا حکیم عبدالقیوم قادری جید عالم،شعلہ بیان خطیب،ملی قائد،مصنف اور صاحب طرز شاعر تھے۔آپ کی تعلیم مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں ، مدرسہ شمس العلوم بدایوں اور مدرسہ الٰہیات کانپور میں ہوئی۔ اساتذہ میں استاذ العلما مولانا محبّ احمد قادری بدایونی،مولانا حافظ بخش قادری آنولوی ،مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی، مولانا مشتاق احمد کانپوری،مولانا عبدالسلام فلسفی اور حضرت عاشق الرسول مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی کے نام قابل ذکر ہیں۔

سرکار صاحب الاقتدار حضرت شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم کی حیثیت سے کیا، پھر اپنے بڑے بھائی مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کے ساتھ ملی اور قومی تحریکات سے وابستہ ہوگئے۔تحریک خلافت وترک موالات کے سرگرم اراکین میں شامل رہے، بعد میں مسلم لیگ سے وابستہ ہوگئے اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور ناظم نشرواشاعت کی حیثیت سے اس تحریک کو مضبوط کیا۔تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے، وہاں مہاجرین کی بازآبادکاری کے لیے مخلصانہ جدوجہد کی۔۱۹۴۸ء میں مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی قیادت میں پاکستان کے لیے اسلامی دستور کا خاکہ مرتب کیا اور اس کے نفاذ کا مطالبہ لے کر بانئ پاکستان محمد علی جناح صاحب سے ملاقات کی۔

قوم پاکستان کی دینی رہنمائی کے لیے جمعیۃ علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا، آپ ابتدا سے جمعیۃ کے سرگرم رکن رہے، بعد میں جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر منتخب کیے گئے اور اپنی وفات تک اس عہدے پر فائز رہے۔ سعودی عرب، مصر، ایران، عراق، لبنان، شام، بیت المقدس، روس، چین، برطانیہ، امریکہ اور سوئزر لینڈ سمیت دنیا کے بے شمار ملکوں کا دورہ کیا اور تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

۱۹۶۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں ناموس رسالت کے ایک محافظ و مجاہد کی حیثیت سے قائدانہ کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں کراچی اور سکھر جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ قادیانیت کے فتنے سے عالم اسلام کو روشناس کرانے کے لیے عرب ممالک کے علما و زعما سے ملاقاتیں کیں اور ان سے ختم نبوت کے سلسلے میں فتاویٰ حاصل کیے۔

۱۹۵۲ء میں سعودی حکومت کی جانب سے مسجد نبوی کی توسیع کے بہانے گنبد خضریٰ کو منہدم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا، اس وقت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحفظ گنبد خضرا اور صیانت آثار مبارکہ کی ایک عالمگیر مہم چلائی، جس کے تحت پاکستان میں مختلف اجلاس کیے گئے۔ پھر حج (۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک نمائندہ وفد حجاز روانہ ہوا، وہاں وفد نے متعلقہ اہم افراد کے علاوہ اس زمانے کے ولی عہد مملکت (بعد میں سعودی بادشاہ) امیر سعود بن عبدالعزیز سے ملاقات کر کے اپنے مطالبات پیش کیے۔ جس کے نتیجے میں سعودی حکومت انہدام گنبد خضریٰ کے ارادے سے باز رہی۔

۱۹۵۲ء کی اس کامیاب تحریک کے بعد ۱۹۶۱ء میں پھر مولانا نے صحابہ و اہل بیت کے منہدم شدہ مزارات کی تعمیر نو اور گنبد خضرا کے تحفظ و صیانت کے لیے عالم گیر مہم چلائی۔ پہلے آپ نے قبور و مزارات پر قبوں کے شرعی جواز پر ایک فتویٰ مرتب کیا، پھر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش (جو اس وقت مشرقی پاکستان تھا) کا دورہ کر کے وہاں کے معتبر علما و مشائخ سے اس فتوے پر تصدیق و تائید حاصل کی، ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے ۲۵۹/ اکابر علما نے اس فتوے پر دستخط کیے۔

پھر آپ نے عالم عرب اور ایران کا دورہ کیا اور وہاں کے سرکردہ علما سے اس فتوے پر تصدیقیں اور تقریظات حاصل کیں، آپ نے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قبوں اور مزارات

کے انہدام پر روک لگائی جائے اور جو مزارات منہدم کر دیے گئے ہیں ان کو از سر نو تعمیر کر کے ان کے اوپر کتبے لگائے جائیں۔ مولانا کا فتویٰ، ہند و پاک کے علما کی تصدیقات اور سعودی حکومت سے مطالبات کو یکجا کر کے بنام ''جامع فتویٰ'' کراچی سے شایع کیا گیا۔ پھر اس فتوے کا عربی ترجمہ کیا گیا اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ اور تصدیقات حاصل کی گئیں۔ مولانا بدایونی نے شاہ سعود کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کو عالم اسلام کے علما کے جذبات سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے مطالبات پیش کیے۔ اس تمام مواد کو یکجا کر کے عربی زبان میں ''الجواب المشکور علی اسئلة القبور'' کے نام سے شایع کیا گیا۔

مزارات صحابہ و اہل بیت کی حفاظت و صیانت کی اس تحریک کو عالمگیر بنانے اور عالم اسلام کی رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے آپ نے عالم اسلام کا دورہ کیا۔ یہ سفر ۱۷/مئی ۱۹۶۱ء کو کراچی سے شروع ہو کر ۳۰/جولائی ۱۹۶۱ء کو کراچی ہی میں ختم ہوا۔ کم و بیش ڈھائی ماہ کے سفر میں آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ (سعودی عرب)، عمان (اردن) بیت المقدس، بیروت (لبنان) دمشق (شام) قاہرہ، اسکندریہ (مصر) بغداد، نجف کربلا (عراق) اور طہران، قم، مشہد، اصفہان، خراسان (ایران) کا دورہ کیا، ان بلاد کے علما و مشائخ اور عمائدین مملکت سے ملاقاتیں کیں اور اپنی تحریک کے حق میں ان کی حمایت حاصل کی۔ اس سفر کی روداد 'ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ' کے نام سے ۱۹۶۱ء میں کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ سفر نامے کے مطالعے سے عالم اسلام کے علما و زعما کے درمیان مولانا عبد الحامد بدایونی کی اہمیت و وقعت اور ان کی اس تحریک کی عالم گیریت کا اندازہ ہوتا ہے۔

میدان سیاست اور میدان خطابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کے نقوش چھوڑے، جو مختلف دینی اور سیاسی موضوعات پر آج بھی قوم و ملت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ جو تصانیف اب تک ہمارے علم و مطالعے میں آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

[۱] فلسفۂ عباداتِ اسلامی (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی مئی ۲۰۱۲ء)

[۲] تصحیح العقائد (تاج الفحول اکیڈمی اس کو 'عقائد اہل سنت' کے نام سے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع کر چکی ہے۔)

[۳] نظامِ عمل

[۴] کتاب وسنت غیروں کی نظر میں

[۵] اسلام کا زراعتی نظام

[٦] اسلام کا معاشی نظام

[۷] مرقعِ کانگریس (مطبوعہ ۱۹۳۸ء)

[۸] مشرقی کا ماضی وحال

[۹] انتخابات کے ضروری پہلو

[۱۰] الجواب المشکور (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء)

[۱۱] اسلامک پریئرز (انگریزی)

[۱۲] حرمتِ سود

[۱۳] تاثراتِ دورۂ روس

[۱۴] تاثراتِ دورۂ چین

[۱۵] مشیر الحجاج

[۱٦] بالشیزم اور اسلام

[۱۷] دعوت عمل (یہ کتاب اردو میں ہے۔ تاج الفحول اکیڈمی نے اس کو اردو کے علاوہ انگلش، ہندی، گجراتی اور مراٹھی میں بھی شائع کر دیا ہے۔)

[۱۸] جذبات حامد حصہ اول و دوم (مجموعہ کلام نعت و مناقب)

[۱۹] سفرنامہ ممالک عربیہ و ایران

مولانا نے علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لیے ایک عظیم منصوبے کے تحت کراچی میں ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' قائم فرمایا۔

۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی، اور اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کیے گئے۔ قیام پاکستان کے لیے آپ کی جدو جہد کے اعتراف میں ۱۹۹۹ء میں حکومت پاکستان نے آپ کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔

☆☆☆

تقریظ

حضرت شمس الافاضل مولانا سید دیانت حسین صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الجامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ عظیم آباد)

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی دیرینہ خدمات قومی و مذہبی سے تمام ہندوستان واقف وآگاہ ہے۔ اُن کا خاندان صدیوں سے علمی و مذہبی خدمات کا مرکز رہا ہے۔ ممدوح کے آباواجداد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

مولانائے محترم نے اپنی تازہ تالیف نظام عمل مرتب فرما کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ یوں تو دیگر مصنفین اور مؤلفین نے بھی اسلامی مسائل کو اُردو میں جمع کیا ہے، لیکن آج کل کی تمام ضروریات کو اس انداز پر کہ مغربیت سے متاثر ہونے والے اصحاب بھی اسلام کی حقانیت و ہمہ گیری کے معترف ہو جائیں۔ مولانا کی یہ تالیف ہر لحاظ سے جامع ہے اور اس لائق ہے کہ ہمارے انگریزی مدارس کے طلبا استفادہ کریں۔

میری دلی دُعا ہے کہ مولانا کی یہ خدمت شرفِ قبول حاصل کرے۔

فقیر سید دیانت حسین

تقریظ نظامِ عمل

ازمولانا سیفی ندوی

(ناظم اُردو اکاڈمی لکھنؤ)

امابعد، برادر محترم حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی اَفَادَنا اللّٰہ بارشادہٖ کی تصنیف مسمّٰی بہ 'نظامِ عمل' کا مَیں نے کامل غور وخوض کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس سے مستفیض ہوا۔ جی تو یہ چاہتا تھا کہ ایک مفصل اور مبسوط تبصرے کی صورت میں جی کھول کر تصنیف کی داد دوں، لیکن اس خیال سے اختصار کو ترجیح دینا پڑی کہ خواہ مخواہ مصارف طباعت اور زیادہ بڑھیں گے اور نتیجے میں حسب تجربہ ناظرین کتاب تقریظ وتبصرہ پڑھنے کی زحمت بہت کم گوارا فرمائیں گے۔

بہر حال غائر مطالعے کے بعد مَیں کامل وثوق کے ساتھ مسلمانوں سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ کتاب ہر نوعیت سے قابل قدر ہے اور مسلمانوں پر مصنف کا ایک احسان ہے جس کا شکریہ محض اشاعت کتاب کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کی بیش از اشاعت سے آپ خدمت ملی اور تبلیغ دعوتِ اسلامی کا ثواب حاصل کریں گے۔ یقین ہے کہ یہ تصنیف اس دور کے نوجوانوں کے لیے خصوصی طور پر بہت زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ مصنف مشاب نے مدارج عمر کی تقدیم وتاخیر کا لحاظ کرتے ہوئے بچپن سے موت تک کے تمام مسائل ضروریہ کو بہتر ترتیب سے کافی تفصیلی اور استناد واعتبار کے ساتھ واضح کر دیا ہے، ساتھ ہی موجودہ دور کی ضروریات اور جا بجا اُن مہماتِ مباحث پر بڑے حسن وخوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جو اکثر زمانۂ حاضرہ کے نوجوانوں میں ذہنی کشمکش پیدا کرتی ہیں۔ مبحث کو شگفتہ اور دل نشیں بنانے کے لیے مقررانہ اندازِ بیان کے ساتھ عبارت نہایت سلیس اور زوردار ہے۔

خشک مسائل سے لوگوں کی دلچسپیاں کم ہوتی جارہی ہیں اس لیے ضرورت تھی کہ ان باتوں کو نئے انداز اور نئے عنوان کے ساتھ پیش کیا جائے۔'نظام عمل' اس میں بہت کامیاب ہے۔ اسلامی زندگی کو ایک لائحۂ عمل بنا کر اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی تنظیم اس لائحۂ عمل سے مدد لیے بغیر دشوار ہے۔

مسائل اور ابحاث کی صحت سے مَیں بالکلیہ متفق ہوں، بجز دو ایک جگہوں کے جہاں صرف طریقۂ کار کے متعلق محض رائے کا اختلاف ہے۔ ترتیب و طباعت بہت عمدہ اور دل پسند ہے۔ کاش یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں نظر آتی اور ہر قلب مضمحل نظام عمل کی اہمیت سے باخبر ہو جاتا۔

والسلام

فقیر ناچیز سیفی ندوی کان اللہ لہٗ

تقریظ

ازحضرت علامہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ

مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی تازہ تصنیف نظامِ عمل کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ مسلمانوں کی ساری ضرورتوں کو اس کتاب نے سوا دو سو (۲۲۵) صفحوں میں بیان کر دیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ پیدائش سے موت تک ایک انسان کو ایک مسلمان انسان بننے کے لیے جو کچھ ضروری ہے وہ اُس کو سب بتا دیا جائے۔

مضامین اختصار کے ساتھ سارے مسائل پر حاوی ہیں۔ طرز بیان صاف ہے، آیات و احادیث سے مدلل موجودہ ضرورتوں کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور سیاسیات کے پورے مباحث و تعلیمات اس میں مسلمانوں کو بتائے گئے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب جو مصنف کی بالغ نظری اور مسلمانوں کی خالص خدمات کے جوش عمل کی دلیل ہے مسلمان نوجوانوں میں پھیلے گی اور قبول خاص پائے گی۔

سید سلیمان ندوی

۲۷ر رجب ۱۳۵۵ھ

تقریظ

وحید العصر علامہ مولانا یعقوب بخش صاحب قادری راغبؔ بدایونی

مسلمانوں کی موجودہ پستی اور بدحالی پر جس قدر غور کیا گیا ہے وہ تھوڑا نہیں بہت ہے اور جس زمانے سے اُن کی اصلاح کی کوششیں کی گئی ہیں اُسے بھی برسیں گزر گئی ہیں۔ کہنے والوں نے بہت کچھ کہا اور لکھنے والوں نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے، لیکن مسلمان وہیں ہیں جہاں تھے اور اُن کا جو قدم (خصوصاً ہندوستان میں) اُٹھ رہا ہے وہ ترقی کی طرف نہیں بلکہ پستی کی طرف ہے، یہ کیوں؟ اس لیے کہ افراد کا رُخ اپنے اصلی نصب العین سے ہٹ گیا ہے اور ایسی حالت میں جب تک کہ عام مسلمانوں کو مسلمان رہنے اور اسلام پر قائم اور ثابت رکھنے کے لیے کوئی کوشش نہیں ہوگی وہ اپنے نصب العین کو نہ پہچان سکیں گے اور نہ اُس کے حصول کی کوشش کر سکیں گے۔ مسلمانوں کی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمان رہیں اور کتاب و سنت کی طرف پھر پلٹ جائیں۔ یہ وہ اصل کلیہ ہے جس پر مسلمانوں کی دینی ترقیوں کی بنیاد قائم کی جاسکتی ہے اور دنیاوی اطمینان و سکون کی بھی کتاب و سنت کی طرف دعوت اصل میں ایک ایسی مبارک دعوت ہے جس پر لبیک کہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''مَیں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک اُن سے تمسک رکھو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسری اپنے رسول کی سنت''۔

مسلمان جب سے کتاب و سنت سے ہٹ گئے ہیں افراد میں افراتفری پڑ گئی اور جماعت کا کوئی نظام باقی نہیں رہا۔ علما نے یہ یقین کر لیا کہ محض کتابیں پڑھنے سے ہماری نجات ہو جائے گی خواہ عمل ہو یا نہ ہو۔ اُمرا نے علم دین کو بھی چھوڑا اور اُس کے ماتحت عمل کو بھی۔ دیلمی کی ایک حدیث ہے جس کو مَیں نے کنز العمال میں دیکھا ہے، آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''میری اُمت کے دو گروہ ہیں کہ جب بگڑے تو سب بگڑ گئے اور جب صلاحیت پا گئے تو سب کے سب صالح ہو گئے۔ علما، اُمرا''۔ اب دیکھیے کہ ہمارے علما اور اُمرا کا کیا حال ہے؟ اور کس قدر سچائی سے آں حضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی

ثابت ہوگئی کہ عوام کا طبقہ بگڑ کر بدترین حالت میں پہنچ گیا۔ عمل اب نہ دینی باقی رہا نہ دنیاوی، بے کاری میں بداخلاقی کا عموماً زور ہو ہی جاتا ہے اور جب افراد کے اخلاق بگڑ گئے تو قوم کی حالت کیوں کر سدھر سکتی ہے۔ اصلاح تو جب ہی ہوسکتی ہے جب نظامِ عمل قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

اسی ضرورت کے ماتحت میرے مکرم بھائی مولانا عبدالحامد قادری معینی بدایونی نے ''نظامِ عمل'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی زندگی کے سُدھارنے کے لیے بہترین کاوش فکر ونظر صرف فرما کر آیات واحادیث کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے، ایک مسلمان کی زندگی میں جو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں اُن سب کے متعلق آیات کتاب الٰہی اور احادیث رسول مع ترجمہ درج کر دی ہیں، فقہ کے مسائل فرائض وعبادات اور معاملات کی بہترین تشریح فرما کر اپنے متنور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر اُن لوگوں کو جو اپنے کوئی روشنی والا سمجھتے ہیں اس بات کا یقین کرنا پڑے گا کہ وہ تاریکی میں تھے اور نورِ ہدایت یہ ہے جس کی تجلیاں اس کتاب سے ظاہر ہیں۔ کتاب کی فہرست مضامین دیکھ کر مولانا کی محنت کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان کو اجر جزیل دے کہ انہوں نے مسلمانوں کے اصلاح کی سعیٔ مشکور فرمائی۔ کتاب ہر موضوع سے مکمل ہے۔ مولانا کے مسلسل سفر اور خدمت قومی کی مشغولی کے زمانے میں سوا دوسو صفحے (۲۲۵) کی کتاب مرتب ہو جانا اُن کے شغف علمی کا ثبوت ہے۔ طباعت بہت اچھی ہے کہ پچاس سالہ مجھ بوڑھے نے بغیر عینک کے اُسے پڑھ لیا۔

میری رائے میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اِسے پڑھے، دوسروں کو سنائے، بچوں کے نصاب تعلیم میں داخل کی جائے۔ کیا اچھا ہو کہ ہمارے اسلامیہ مکاتب اور اسکولوں میں اس کتاب کو رواج دیا جائے تاکہ آئندہ نسلیں مسلمان رہیں اور مسلمان رہ کر ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچیں۔

اللہ سے دُعا ہے کہ برادر مکرم مولانا موصوف کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور عام و خاص مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ والسلام

محمد یعقوب بخش راغبؔ بدایونی

بدایوں محلّہ سوتھہ

۱۳/اکتوبر ۱۹۳۶ء/ ۲۶/رجب ۱۳۵۵ھ

تقریظ

شیخ الطلبا مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی

(صدر المدرس مدرسہ تعلیم الاسلام ریاست جے پور)

محترمی و معظمی مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی کی تازہ تالیف ''نظامِ عمل'' معلومات کا ایک ایسا نادر ذخیرہ ہے جس کو انسانی زندگی کا مکمل دستور العمل کہنا چاہیے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ مولانائے محترم کو اگر اشغال مذہبی و قومی سے تھوڑا سکون میسر آجاتا تو وہ اس تالیف میں ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اُن تمام شبہات کا ازالہ فرما دیتے جنھیں مغربی تعلیم نے اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ اسلام کے پاس انسان کی ترقی وعروج کا سامان نہیں، لیکن پھر بھی مولانا نے جگہ جگہ اس قدر دلچسپ بحثیں فرمائی ہیں کہ بہت سے شبہات دور ہو جاتے ہیں۔

اگر ہمارے نوجوانوں نے اس تالیف کا معائنہ فرمایا تو وہ بھی مولانائے بدایونی کی محنت کو سراہیں گے۔

میری دلی دعا ہے کہ یہ تالیف مبارک خاطر خواہ نتائج پیدا کرے اور مسلمان اُس کے مطالعے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں۔

محمد قدیر بخش عفی عنہ

تقریظ

عالی جناب نواب مسعود یار جنگ ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب

(وزیر تعلیمات بھوپال اسٹیٹ)

مَیں نے اپنے محترم دوست مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی جدید تصنیف 'نظامِ عمل' کو شروع سے آخر تک بغور پڑھا اور کتاب کو اس قدر دل چسپ پایا کہ جب تک ختم نہ ہوگئی ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ کتاب نہایت سلیس اُردو میں لکھی گئی ہے جس سے ہر وہ شخص جو تھوڑی بہت اُردو جانتا ہے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ میرے خیال میں ہر مسلمان کو اس کتاب کو پڑھنا چاہیے۔ مولانا صاحب موصوف نے عام فہم اُردو میں مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی کا نقشہ نہایت دل چسپ پیرایے میں کھینچا ہے اور احادیث نبویہ و مسائل فقہیہ کو بہترین طریقے پر جمع کیا ہے۔ نیز فرائض و عبادات اور دیگر احکام اسلام پر نہایت جامع طور پر بحث کی ہے۔

مَیں اِس تصنیف کو موجودہ دور میں جب کہ مسلمانوں کا ہر شعبۂ زندگی کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے ایک بہترین اصلاح کرنے والی کتاب سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مولانا نے جس محنت اور جاں فشانی سے اس کتاب کو لکھا ہے وہ ہرگز بے کار نہ جائے گی اور جس اسلامی 'نظام' کو اِس کتاب میں بتلایا گیا ہے اس پر مسلمان 'عمل' پیرا ہو کر اپنی معاشرتی، اخلاقی، اقتصادی غرض ہر طرح کی اصلاح کریں گے۔

میری دعا ہے کہ مولانا عبدالحامد صاحب قادری اسی طرح مسلمانوں کی خدمت عرصۂ دراز تک کرتے رہیں۔

فقط

سید راس مسعود

بھوپال

۲۱ر دسمبر ۱۹۳۶ء

تقریظ

علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب

(آئی سی ایس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے نظامِ عمل کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اسلام دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیات کا مرکز ومخزن ہے اور قرآن کریم سارے جہاں کا مصلح ہونے کی حیثیت سے اپنے اندر علم وعمل کی وہ تمام دفعات رکھتا ہے جن کی دنیاوالوں کو ضرورت ہے۔

نظامِ عمل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ایک سچے مسلمان کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی کے فرائض، اس کی عبادات و اعتقادات کے احکام اور شب و روز پیش آنے والے واقعات کے متعلق ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

دوسرا حصہ حقوق العباد کے متعلق ہے جو اسلامی زندگی کا ایک نمایاں اور امتیازی پہلو ہے۔ اس کی بدولت انسان معاشرت کے سیدھے سادے اصولوں سے واقف ہو کر یہ محسوس کر سکتا ہے کہ انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے اس پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔

میرے خیال میں مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری تمام مسلمانوں کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسی مفید کتاب لکھی ہے۔

عبداللہ یوسف علی پرنسپل

تقریظ

جناب ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب

(بیرسٹرایٹ لالاہور)

جناب مولانا السلام علیکم

آپ کی کتاب نظام عمل مَیں نے دیکھی۔ اِس زمانے میں جب کہ احکامِ دین سے بے خبری عام ہوگئی ہے آپ کی کتاب عام مسلمانوں کے لیے ہدایت کا مرقع ثابت ہوگی۔

جزاك الله احسن الجزاء

محمد اقبال

۵؍نومبر ۱۹۳۶ء

تقریظ

جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی

کتاب نظامِ عمل کے مؤلف بدایوں کے ایک مشہور اور قدیم صاحب علم و صاحب طریق خاندان کے رُکن ہیں اور خود بھی ماشاء اللہ اپنے ہم چشموں میں ممتاز۔ قومی اور ملی خدمات میں تو عرصۂ دراز سے منہمک تھے۔ اب بعض مشاہیر قوم کی فرمائش پر ایک ایسی جامع تالیف پیش کرنے کے لیے قلم اُٹھایا ہے جو آیات و احادیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو اور یہ الزام بھی رفع ہو جائے کہ علمائے اُمت جو مواد پیش کرتے ہیں وہ یا تو اس درجہ مغلق ہوتا ہے جسے سمجھنا دشوار ہو اور یا کام کی باتیں کم حواشی زائد۔

ظاہر ہے کہ ایسے موضوع کے مبارک و محمود ہونے سے کس کو اتفاق نہ ہوگا؟

موقع ہوتا تو ترتیب کتاب نیز بعض مسائل کے سلسلے میں جناب مؤلف سے کچھ عرض کرنے کی گنجائش تھی اور کسی تصنیفی کوشش میں اس کو گنجائش نہیں ہوتی۔

لیکن اب طبع کتاب کے بعد بہر حال اس کا تو موقع نہیں۔ حیرت اس پر ہوتی ہے اور داد اس پہلو سے دینے کو جی چاہتا ہے کہ اتنی شدید قومی و ملی مصروفیتوں کے باوجود موصوف اتنی ضخیم و مفصل کتاب تیار کرنے کے لیے وقت کیوں کر نکال سکے۔

خدائے تعالیٰ اُن کی کوششوں کو قبول و بار ور کرے اور وہ دین کی راہ میں بہتر سے بہتر خدمتوں اور اعلیٰ سے اعلیٰ کارگزاریوں کی توفیق سے اُنہیں سرفراز فرمائے۔

عبدالماجد

تقریظ

عالی جناب نواب محمد اسماعیل خاں صاحب

(سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

محترمی برادر مکرم جناب مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی تقریباً اٹھارہ سال سے قومی، مذہبی تحریکات میں غیر معمولی شغف کے ساتھ شریک ہیں۔ حضرت امام العلما مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت اور معیت نے اُن کے اندر قومی و مذہبی خدمات کا وہ مضبوط اور مستحکم جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اسلامی ہند کی تحریکات مذہبی و قومی ہیں، اُن کی خدمات نمایاں قابلِ قدر و تحسین ہیں۔

سال گزشتہ مولانائے ممدوح سے مَیں نے اور بعض مشاہیر نے تفصیلی مذاکرات میں عرض کیا کہ زبانِ اُردو میں ایک ایسی تالیف کی شدید ضرورت ہے جو مسلمانوں کی دینی دنیوی ضروریات پر حاوی ہو اور جسے بطور نظام عمل کے قوم کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ مولانا نے وعدہ فرمایا کہ مَیں اپنے قومی اشغال کے باوجود کوشش کروں گا کہ ایسی تالیف مرتب ہو۔

مقام مسرت ہے کہ مولانا نے ۳ ماہ کی عمیق محنت فرما کر ۲۲۵ صفحات کی جامع کتاب نظام عمل مرتب فرمائی۔ مَیں نے اس تالیف کا بغور مطالعہ کیا، مَیں پوری بصیرت و قوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا نے ہماری تمام ضروریات کو سامنے رکھ کر سیر حاصل بحثیں فرمائی ہیں۔ قرآنی تعلیمات اور فرامین نبویہ کو اس انداز سے یکجا کیا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کا صحیح نصب العین معلوم ہو جائے۔

ہمارے نوجوان طبقے کے دل و دماغ پر موجودہ اور ناقص نصاب تعلیم کی وجہ سے جن خیالات کا ہجوم ہے اُس کے دفعیے کے لیے مولانا کی یہ تالیف مشعل راہِ ہدایت ہوگی۔ مولانائے محترم کو ان کی اس کامیاب محنت پر جس قدر مبارک باد دی جائے کم ہے۔

مَیں عام و خاص مسلمانوں اور تعلیمی اداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس تالیف کو اپنے ہاں منگوائیں، بلکہ نصابِ تعلیم میں داخل کریں اور مولانائے مکرم کو اس کا موقع دیں کہ وہ اس کتاب کے علاوہ دوسری مفید تصانیف ملک و قوم کے سامنے پیش کر سکیں۔

محمد اسماعیل خاں

تقریظ

جناب مولانا ابوالجمال محمد جمیل احمد صاحب سوختہ قادری بدایونی

(امام سنی خواجہ مسجد بمبئی)

رسالہ مبارکہ نظامِ عمل (مولفہ برادر معظم فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری دامت برکاتہم) کو مَیں نے بالاستیعاب دیکھا۔ کتاب شروع سے آخر تک مسلمانوں کی اصلاح حیات کا مکمل دستور عمل ہے۔ جدید تعلیم یافتہ مسلم طبقہ جو ہنوز اسلامی صحیح تعلیم سے ناآشنا ہے۔ رسالے کی شان استدلال، اندازِ برہان سے لطف اندوز ہی نہیں، بلکہ حقیقی روحانی استفاضہ کرسکتا ہے۔

مولانا اپنے شغف علم وعمل کے لحاظ سے نہ صرف ہندوستان کے واحد فصیح وشیریں بیان واعظ ومتکلم ہیں، بلکہ آپ نے کتاب میں بھی سلاست ولطافت زبان دانی اور ادبی جامعیت کے دریا بہا دیے ہیں۔ خدائے قادر وقیوم نے مولانا کے سینے میں اپنے اکابر واخلاف کے نور باطن کی امانت پنہاں کر رکھی ہے جس کا اظہار نظام عمل میں موجود ہے۔

کاش! یہ کتاب عموماً مسلمانوں کی درس گاہوں میں خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ کے تمام مدارس میں زیر درس لائی جائے اور خدائے پاک آپ کو اجر جمیل عطا فرمائے۔

فقیر جمیل احمد قادری کان اللہ

تقریظ

جناب طبیب علی عبدالرسول شاکر

(ایڈیٹر نسیم سحر جبل پور، روح رواں جماعت بوہرہ)

مخدومی مولانا مدظلہ العالی!

نظام عمل کا ایک نسخہ موصول ہوا۔ آپ کی عنایت کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کتاب کو مَیں نے مختلف مقامات پر دیکھا۔ کتاب کیا ہے مسلمانوں کی بہبودی اور ہدایت کے لیے بہترین دستورالعمل ہے۔ آپ نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے شریعت نبوی کی روشنی میں جو ہدایتیں تحریر فرمائی ہیں وہ نہایت نافع اور سودمند ہیں۔ باری تعالیٰ آپ کو اس دینی خدمت کے صلے میں اجرِ جمیل عطا فرمائے۔

نیازمند

طبیب علی عبدالرسول شاکر

قطعہ تاریخ

(کتاب لاجواب و بے بدل نظامِ عمل مؤلفہ فاضل اجل عالم باعمل عارفِ اکمل حضرت مولانا قاری شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری مقتدری بدایونی دامت برکاتہم)

لسان الحسان مولانا یعقوب حسین صاحب ضیا قادری بدایونی

محمد عبد حامد قادری آں فاضل یکتا — کہ مقبول است درار باب دانش جاہ واجلالش

دریں عہد مبارک کرد یک تالیف لاثانی — یقیناً نیست در دنیائے علم و فضل تمثالش

ز قرآں آں چناں احکام یکجا کرد مولانا — مدون شد کتاب تازہ از تفصیل و اجمالش

ضیا اندیشۂ تاریخ تا کے بشنو از ہاتف

بگو آیات قرآن و احادیثِ نبی سالش

۱۳۵۵ ھ

ولہٗ

کیا نظامِ عمل مرتب جناب حامد میاں نے جن کو — بجا ہے گر دورِ حاضرہ کا فقیہ کہیے امام کہیے

مسائلِ شرع کو مدون حدیث وقرآں سے کرکے یکجا — کتاب نادر لکھی وہ جس کو پیامِ خیرالانام کہیے

حیات انساں کا روح پرور وہ درس نامہ ہے یہ صحیفہ — برائے تنظیم ملت حق جسے مکمل نظام کہیے

عبارتیں عام فہم و دلکش جدا جدا مختصر مضامین — سلیس وسادہ زباں وہ جس کو پسند ہر خاص وعام کہیے

ضیا سنہ عیسوی و ہجری ہے گر نظامِ عمل کی لکھنا

نظام خیر و صلاح کہیے کتاب خیر الکلام کہیے

۱۳۵۵ ھ   ۱۹۳۶ ء

☆☆☆

قطعہ تاریخ

(نظامِ عمل مصنفہ مولانا عبدالحامد صاحب عثمانی القادری بدایونی)

جناب منشی قمرالحسن صاحب قمر بدایونی

کیا عبدِ حامد نے وہ نیک کام — جو ہے حاصل سعی حسنِ عمل

لکھی وہ مفید اور بہتر کتاب — ہے وابستہ جس سے حیات و اجل

منور مرصع سیاق و سباق — دلائل سب اپنی جگہ بے بدل

مجھے فکر تاریخ ہجری کی تھی — کہا ہاتف غیب نے برمحل

قمر سوچنا کیا ہے لکھ دیجیے

مدلل مکمل نظام عمل

۱۳۵۵ھ

☆☆☆

قطعہ تاریخ نظامِ عمل

از مولوی مجتہد الدین صاحب عیشؔ بدایونی

تصنیف کی وہ حامد عالی وقار نے
جو حاوی مسائل شرع شریف ہے

ہے ترجمہ کلام خدا و رسول کا
کیا خوب کارنامۂ دین حنیف ہے

تحقیق تامہ کا کیا ہے یہ اہتمام
ہے بے سند نہ کوئی روایت ضعیف ہے

یا رب نصیب ہو اسے حسن قبول عام
اچھا مآل کاوشِ طبع منیف ہے

کس کس بیان واقعہ کی داد دیجیے
مضمون ہے لاجواب عبارت لطیف ہے

تصنیف ہے یہ ایسی ہی حیرت نہ کیجیے
مائل جو مدح خوانی پہ اس کی حریف ہے

تاریخ کا ہے حکم مگر اس کو کیا کرے
فرصت نہیں ہے عیشؔ کو اور وہ نحیف ہے

پھر بھی خیال سال کیا اور یہ کہہ دیا
نسخہ نفیس و نادر و پاک و لطیف ہے

۱۳۵۵ھ

☆☆☆

قطعہ تاریخ نظامِ عمل

ازمولوی حاجی عبدالجامع صاحب جاؔمی بدایونی

حضرت حامد فقیہ نامور مفتی دیں ہادیٔ شرع پیمبر رہبر راہِ صواب
ذات والا وقف ہے بہر فلاح ملک وقوم اس سراپا فیض سے ہے اک زمانہ فیض یاب
لکھتے رہتے ہیں رسالے بھی ہدایت کے لیے ایک وعظ و پند ہی ان کا نہیں کارِ ثواب
وہ کیا ہے آج کل تالیف دستور العمل جس کا ماخذ فقہ اقوال نبی ام الکتاب
جس کے عامل دین اور دنیا کی پائیں نعمتیں اُن سے راضی ہوں نبی خوش مالک یوم الحساب
مستفید و کار آمد مستند ہر ایک بات ہر کتاب فقہ کا بہتر سے بہتر انتخاب
جس کا ہر مضمون ہے سرمایۂ دین حنیف مخزن صد حکمت و دانش ہے جس کا باب باب
کیا عقائد کیا فرائض کیا سنن کیا واجبات جس میں ہر شئے کی ہدایت جس میں ہر شئے کا جواب

ہاتھ آیا خوب جاؔمی مصرعہ تاریخ بھی
نادر و بے مثل ہے تالیف یہ احسن کتاب
۱۹۳۶ء

خاکسار
جاؔمی بدایونی غفرلہ
۱۱؍اکتوبر۱۹۳۶ء

بسم الله الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمۃ الکتاب

زمانہ جسے بہتر معلم کہا گیا ہے وہ ہر قوم کو سبق دے رہا ہے کہ اپنے اندر ولولۂ عمل پیدا کرو، فطری طاقتوں کو کام میں لاکر آگے بڑھو، مردہ حسیات کی بجائے علم وعمل سے وہ جذبات پیدا کرو جن سے روحِ حیات تازہ ہو۔

محققین و مستشرقین بھی اپنی دماغی و ذہنی، عقلی وفکری قوتوں سے ایسا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں جو مقصودِ اصلی تک پہنچادے، چوں کہ عقولِ انسانی مختلف ہیں اس لیے تحقیقات کے نتائج و تجربے بھی جدا جدا صورتوں میں رونما ہوتے ہیں۔

آج ایک جماعت ایک نظریہ قائم کرتی ہے دوسرا گروہ کل اُس کے خلاف دستور بات وضع کرتا ہے۔

اس تمام جد و جہد کے بعد انسان کے سامنے وہ حقیقت آجاتی ہے جس کا نام مذہب یا خدائی قانون ہے۔یہی وہ قانون ہے جو انسانی تخیلات سے بلند اور مستحکم ہے اور جسے خالق ارض و سماوات نے عالمِ انسانیت کے لیے قولِ فیصل کے طور پر تجویز فرمایا۔

مذہب نام ہے انسان کی زندگی کو مضبوط اور استوار کرنے کا۔ مذہب اگر ایک طرف اخلاق و عادات درست کرتا ہے تو دوسری جانب ترقی کے وہ تمام پوشیدہ خزانے بتاتا ہے جہاں ظاہری آنکھ نہیں پہنچ سکتی۔ مذہب انسان کو جوہر کامل بنانا چاہتا ہے۔ایسا مذہب جو زندگی کے کسی خاص شعبے کو درست کر سکے، بقیہ اُمور میں رہنمائی کے لائق نہ ہو کامیاب نہیں ہوسکتا، نہ عقل بہ آسانی قبول کرسکتی ہے۔ مذہب کے لیے ضروری ہے کہ وہ دُنیا کے سامنے مکمل نظامِ عمل پیش کرے تاکہ

انسان اُس وسیع دستور پر چل کر کامیاب ہو اور مقصودِ حیات تک پہنچ سکے۔ یہ عزت صرف قرآن کریم اور سیرتِ نبویہ کو حاصل ہے کہ اُس نے دنیا کے سامنے جامع ہدایات پیش فرمائیں۔

آج محققین جس حقیقت کی تلاش میں سرگرداں ہیں ہادیِ عالم ﷺ تیرہ سو برس پہلے ان تمام مشکلات کا حل پیش فرما چکے۔ مسلمانوں کے عروج و ترقی کی تاریخ شاہد ہے مکہ کے بادیہ نشین جن کی ابتدائی حالت فقر و فاقہ سے لبریز تھی اور جو حضرت ختمِ رسالت روحی لہ الفداہ کے فیضِ صحبت و معیت اور اپنی قوت عمل کی بدولت محیر العقول ترقیاں کر گئے اُنہوں نے قرآنی نظامِ عمل پر گامزن ہو کر زمانے سے تسلیم کرا لیا کہ وہ اپنے پاس مکمل قانونِ حیات رکھتے ہیں اور اسلام ہی صحیح ترقیات کا مرکز و مخزن ہے۔ قرآن کریم آج بھی دُنیا کو پیام دے رہا ہے کہ وہ سارے جہان کا مصلح ہے اور اپنے اندر دنیا کے لیے علم و عمل کی دفعات رکھتا ہے۔

اس اعلان کے بعد ہر دماغ میں سوال پیدا ہوگا کہ وہ نظام کیا ہے؟ یہی سوال ہماری اس تالیف کا محرک ہوا، مزید برآں عالی جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات حیدرآباد دکن، نواب مسعود جنگ، ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب وزیر تعلیمات بھوپال، عالی مرتبت مسٹر شعیب قریشی مشیر المہام ریاست بھوپال، نواب محمد اسمٰعیل خاں سابق پرو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے محترم حضرات کے ارشادات نے مجبور کیا کہ مَیں ایک ایسی جامع تالیف پیش کروں جو آیات و احادیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو اور یہ الزام بھی دفع ہو جائے علمائے امت جو مواد پیش کرتے ہیں وہ یا تو اس درجہ مغلق ہوتا ہے جسے سمجھنا دشوار ہو یا کام کی باتیں کم حواشی زائد۔ یا زندگی کے لیے مکمل شکل میں کوئی ایسا نظامِ عمل پیش نہیں کیا جاتا جسے ہمارے دل و دماغ قبول کر سکیں۔

شبانہ روز کے قومی و مذہبی اشغال کے باعث اس قدر اہم تالیف کا مکمل ہونا ناممکن نہیں مگر دُشوار ضرور تھا۔ خدائے قادر و مقتدر کا فضل ہی شاملِ حال ہوا کہ گزشتہ ماہ صیام میں یہ تالیف مرتب ہوگئی۔

ہماری ہر تحریک کا دار و مدار قوتِ عمل پر ہے۔ مسلمان کسی زمانے میں قرآنی احکام کی بجا آوری، اطاعتِ نبوی میں ضرب المثل تھے وہ اسلامی نظام کی ترویج و تبلیغ میں اپنے عمل سے بنیانِ مرصوص کی طرح قائم ہو جاتے تھے۔

آج ہم ان واقعات کو قصہ کہانیاں سمجھ کر فراموش کر دیتے ہیں اور اپنے اندر ماضی کے حالات سے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتے۔ یقین کیجیے ہم روزمرہ جس اطاعت و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ امتحان عمل کا محتاج ہے۔ محبت رسمی چیز نہیں بلکہ محبت نام ہے رضائے محبوب کے لیے اپنی ہستی فنا کر دینے کا۔ سچ ہے:

المحبة تحفة الٰهية ليس فيها للعبد اختيار

یہاں اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کے نقطۂ خیال میں اشیائے عالم کے مفید ہونے کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو وہ اشیا خود ہی مقصود بالذات ہوں جیسے غلہ جس کی ہر حالت میں ضرورت ہوتی ہے یا بذاتِ خود تو مفید و کارآمد نہ ہوں لیکن اشیائے مرغوب بہ کے حصول کا ذریعہ ہوسکتی ہیں جیسے روپیہ کہ اُس سے مایحتاج مہیا کیا جاتا ہے۔ انسان کی ساری کوششیں ان دو قسموں کے حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ یہی حال نیکیوں کا ہے بعض نیکیاں مقصود بالذات ہیں جیسے سچائی، انصاف، شفقت، اطاعت وغیرہ اور بعض اُن کے حاصل کرنے کا واسطہ جیسے نماز کا قیام و قعود یا روزے میں ترک غذا وغیرہ۔ عمومیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاقی خوبیاں مقصود بالذات ہیں اور مذہبی عبادتیں اُن کے تحصیل کا ذریعہ۔

عبادتوں کی غرض یہ ہے کہ انسان پر اُن کا نمایاں اثر اور عملی فائدہ مرتب ہو۔ نماز اس حیثیت سے ادا کی جائے کہ قلب میں خوف و خشیت پیدا ہو، خدا ترسی آئے، کبر و نخوت کی بجائے انسانی ہمدردی و محبت کے جذبات پیدا ہوں، فواحش کے ارتکاب سے احتراز ہو۔ کیا یہ مناسب ہے ہم نماز تو پڑھیں اور دوسری برائیاں ترک نہ کریں، روزہ رکھیں اور صبر و حلم کی بجائے غصہ و بدمزاجی بڑھ جائے۔ فحش کلامی، غیبت و کذب بیانی سے کام لیا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے اور دوسرے اہم حقوق عباد سے روگردانی ہو۔ فریضۂ حج کے بعد بھی قلب خوفِ الٰہی سے خالی ہو، انکساری و محبت کی جگہ بغض و عناد کے جذبات پیدا ہوں؟۔

تن پروری خلق فزوں شد ز ریاضت — جز گرمی افطار ندارد رمضاں ہیچ

اس باب میں حضور انور روحی لہ الفدا کی تعلیم تو یہ بتاتی ہے کہ صرف غیبت سے روزہ، نماز، وضو سب کچھ فاسد ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے جس قدر بھی اعمال و عبادات مقرر کیے ہیں اُن کی غرض انسان کے اخلاق و

عادات کی درستی اور اُس کے اندر ملکوتی صفات پیدا کرنا ہے۔ عبادتیں انسان کو مقصود حیات تک پہنچانے کے لیے بہترین راستہ بتاتی ہیں۔ اگر مسلمان احکام اسلام کے پابند ہو کر اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کے لیے اسلام آیا اور دنیا میں اُنہیں ممتاز کر گیا تو یقیناً معرف الٰہی حاصل ہوگی اور ہم ترقی ٔ روحانی اور اصلاحِ باطنی کی اُس معراجِ کمال پر پہنچ جائیں گے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

[ا] فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً(١)

جب تک عبادتوں کے ساتھ دوسرے تمام خصائل حسنہ پیدا نہ ہوں اُن کا صحیح نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ میرے ان معروضات پر احادیثِ شریفہ کی روشنی میں غور فرمایئے۔

احیاء العلوم میں ہے:

من لم تنه صلوته عن الفحشاء والمنکر لم یزدد من اللّٰه الّا بُعداً(٢)

جس شخص کو اُس کی نماز نے ناپسندیدہ اور مکروہ باتوں سے نہ روکا اُس نے اُسے اللہ سے اور بھی زیادہ دور کر دیا۔

[٢] کم من قائم حظّه من صلوته التّعب والنصب (٣)

بہت سے ایسے قیام کرنے والے ہیں کہ اُن کی نماز سے اُن کو بجز کوفت اور تکلیف کے کچھ حاصل نہیں۔

[٣] لیس للعبد من صلوته اِلّا ماعقل منها (۴)

بندے کے لیے اُس کی نماز میں سے وہی ہے جو اُس نے سمجھ کر کیا۔

[۴] اِنّما الصلوة تمسکن وتواضع وتضرّع و تاوّه و تنادم (۵)

بے شک نماز خاک ساری اور تواضع اور گریہ وزاری اور شرم ساری ہے۔

[۵] مـن لـم یدع قول الزور والعمل به فلیس للّٰه حاجة فی ان یدع طعامه و

ا۔ الکہف: ١١٠۔

٢۔ احیاء علوم الدین: کتاب اسرار الصلوة و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ ج ١/ص ١٠٠۔

٣۔ احیاء علوم الدین: کتاب اسرار الصلوة و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ ج ١/ص ١٠٠۔

۴۔ احیاء علوم الدین: کتاب اسرار الصلوة و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ ج ١/ص ١٠٠۔

۵۔ احیاء علوم الدین: کتاب اسرار الصلوة و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ ج ١/ص ١٠٠۔

شرابه (٦)
جو شخص قولاً عملاً جھوٹ نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اُس کا کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

احادیث شریفہ کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو نماز روزہ مقصود بالذات ہیں وہ ان محاسنِ باطنی پر حاوی ہیں جن پر صفاتِ حمیدہ، اخلاقِ حسنہ کا انحصار ہے۔ جب تک عبادات کی صحیح کیفیت ولذت نہ پیدا ہو، انسان خصائل رذیلہ کو ترک نہ کرے وہ عبادات کی روح نہیں پا سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ہم نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود اُن برکات سے محروم ہیں جن کا قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے مژدہ سنایا تھا۔

بلاشبہ مسلم کی زندگی اگر قرآنی نظامِ عمل کی پابند ہو تو کامیابی وکامرانی اُس کے قدم چومے گی، نکلنے والا سورج اُس کے مناقب پڑھتا ہوا طلوع ہوگا۔ جب تک مسلمانوں میں روحِ حیات موجود رہی وہ دنیا کی ہر ملت سے آگے تھے، دُنیا اُن کی شاگرد اور وہ معلم تھے۔ اُن کی عملی زندگی تاریخ کا ہمیشہ جلی عنوان بنی رہی۔ اُنہوں نے اپنی ہی زندگی کو درست نہیں کیا، بلکہ عالمِ انسانیت کی قسمت کو پلٹ دیا۔ بلاشبہ آج بھی اُن کے یہاں یہ تمام خزانے اوراقِ کتب میں محفوظ ہیں۔ زندگی کی اصلاح وترقی کا ہر شعبہ بدرجہ اکمل موجود ہے۔ ضرورت عملی اقدام اور قرآنی آیات و احادیث کے مطالعے کی ہے۔ قومیں الفاظ سے نہیں، بلکہ عمل سے بنتی ہیں۔

دُنیا کے مذاہب اسلامی نظامِ عمل سے متمتع ہو رہے ہیں اور بے خبر مسلمان اپنے گھر کی دولت سے محروم ہو کر سمجھ رہے ہیں کہ اُن کے پاس کوئی دستورِ حیات موجود نہیں۔ کاش ہمارے نوجوان اسلام کے زریں اُصول کا بغور مطالعہ فرمائیں تو اُنہیں ماننا پڑے گا کہ دُنیا میں جو بھی تحریکات پیدا ہو رہی ہیں وہ اسلام کا بتایا ہوا سبق ہے۔

مسلمانوں کی ضروریاتِ زندگی پر غور وفکر کرتے ہوئے مَیں نے اس کتاب کی تالیف شروع کی، تمام ضروری عنوانات کو آیات واحادیث اور مسائل کے ساتھ جمع کر دیا تا کہ پڑھنے والوں کو سہولت اور اسلامی نظامِ عمل سے واقفیت پیدا ہو سکے۔ عبادات وفرائض وغیرہ کے عنوانات میں ایک حد تک طوالت ہوگئی، مگر یہ وہ اہم ضروریات ہیں جن کی مسلمانوں کو ہر وقت حاجت ہے پھر یہ کہ بار بار اس قسم کی تالیفات کا شائع کرنا آسان نہیں۔

٦۔ صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم۔ حدیث نمبر ۱۹۰۳۔

آخری معروضہ:

مؤلف کی یہ محنت اشاعت وطباعت کی صعوبتوں کے باوجود آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اگر اہلِ علم، مدارس ومکاتب، عام وخاص مسلمانوں نے اعانت فرمائی تو دوسری مفید تصانیف پیش کرنے کا موقع حاصل ہو سکے گا۔ خدائے قادر ومقتدر اس محنت کو قبول اور فقیر کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حتی الامکان اس کتاب میں پوری محنت وجاں سوزی واحتیاط سے کام لیا گیا، ممکن ہے کسی جگہ بشری غلطی ہو جائے۔ اگر ایسی کوئی صورت ناظرین کو معلوم ہو تو فقیر کو مطلع فرمائیں دوسری اشاعت میں اصلاح کر دی جائے گی۔

مورخہ ۱۱/ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ/ مطابق ۶/مارچ ۱۹۳۶ء در سفر اوجین وسورت تحریر نمود۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری معینی بدایونی
خادم دار التصنیف
مولوی محلّہ بدایوں

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ولادت، تربیتِ اطفال، عقیقہ وغیرہ

اسلام ایک ایسے نظامِ عمل کا نام ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کا ہر شعبۂ زندگی بدرجۂ اکمل موجود ہے۔ اس رسالے کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ از اول تا آخر فرائض وعبادات، اعتقادات، اصول وفرائض اور مسلم کی زندگی کا ہر عنوان ابواب کے ماتحت آیاتِ قرآنیہ اوراحادیثِ نبویہ کی روشنی میں آ جائے اور جو ضروری تشریحات اور مسائل ہوں اُن کو پیش کر دیا جائے تاکہ ہر شخص اس ایک رسالے کو پڑھ کر اسلامی نظامِ عمل سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔ اب ہم بچپن کی زندگی سے رسالے کا آغاز کرتے ہیں۔

پیدائش:

جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اُس کے نہلانے دُھلانے کے بعد داہنے کان میں اذان، بائیں میں اقامت حی علی الفلاح کے بعد قدقامت الصلاۃ کہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں سرکارِ رسالت مآب ﷺ نے اذان و اقامت فرمائی۔ اگر گھر کا کوئی بزرگ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ بچے کے کان میں سب سے پہلی جو آواز جائے وہ خدا کا نام ہو۔

علما نے اذان و اقامت کے علاوہ ذیل کی دعائیں بھی پڑھنے کے لیے نقل فرمائی ہیں:

اللهم اجعله برا تقيا وانبته في الاسلام نباتا حسنا

یعنی اے اللہ تو اس کو نیک اور پاک کر اور اسلام میں اچھی طرح نشو ونما پائے۔

اعيذه باللّٰه الصمد من شر حاسد اذا حسد

یعنی اس بچے کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو حسد کرنے والوں کی برائی اور حسد سے پاک اور بے نیاز ہے۔

اللھم انی اعیذہ بك و ذریته من الشیطان یعنی خداوندا! اس بچے اوراس کی ذریت کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

عقیقہ:

عقیقہ کرنا سنت ہے۔ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا دستور تھا۔ اُس وقت جانور کا خون بچے کے سر سے لگایا جاتا تھا۔ اسلام چوں کہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے آیا اس لیے حضور پاک نے جاہلیت کی بری رسموں کو مٹا کر جو عمدہ باتیں تھیں اُن کو باقی رکھا۔ گھر کے بزرگ کو چاہیے کہ وہ اذان وغیرہ دے کر شہد یا کھجور، چھوارہ چبا کر بچے کے تالو میں لگادے۔ پیدا ہونے کے بعد سے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا دو مینڈھے، دُنبے، لڑکی کی جانب سے ایک۔ جانور قربانی کی طرح صحیح وتندرست اور فربہ ہونا چاہیے۔ سرکارِ عالم ﷺ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے عقیقے میں دو مینڈھے قربان کیے۔ حضور سیدہ ﷺ فاطمہ ﷺ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا بچوں کا سر منڈا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردیں۔ عقیقے کا جانور باپ خود ذبح کرے اگر کوئی غیر بھی کردے تو جائز ہے۔

ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم ھذہ عقیقة ابنی (فلان) یا بنتی (فلانة) دمھا بدمه ولحمھا بلحمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلدہ شعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا فداءا لابنی (یا) لابنتی من النار بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر

اگر لڑکا ہے تو فلاں کی جگہ اُس کا نام لیں، لڑکی ہے تو اُس کا ضمیروں کا فرق کرلیں۔ عقیقے کا گوشت ایک تہائی خیرات کردے، باقی دو تہائی کچا تقسیم کردے یا پکا کر احباب واعزہ کو کھلائے۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی یہ لوگ جو گوشت نہیں کھاتے ہیں اس کی غرض فقط اس قدر ہے کہ اپنے بچے کی جان کا فدیہ وصدقہ تھا خود اپنے صدقے میں سے بلاضرورت کیوں کھائیں، لیکن شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ جانور کی ہڈی نہ توڑنی چاہیے۔

ساتویں دن نام رکھنا بھی سنت ہے۔ حضور پاک ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ناموں پر نام رکھنا چاہیے۔ گھاسی، بدھو، نتھو، خیرو، کلو وغیرہ جیسے مکروہ ناموں سے احتراز چاہیے۔ قبیح اور خراب

ناموں کو حضور انور ﷺ تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔ نام کی تاثیر نام والے کے اندر ہوتی ہے۔ عجب نہیں کہ عمدہ اور برے اسما کا اثر بچے کی عادات و اطوار پر پڑے۔

اگر انسان کو مقدور ہو تو اس موقع پر دعوت و ضیافت کر سکتا ہے جس کی ممانعت نہیں۔ ایسے موقع پر سودی قرض لے کر تقریبات کرنا معصیت ہے۔

احادیث عقیقہ:

[۱] عن الحسن عن سمرة قال قال رسول الله ﷺ الغلام مُرْتَهِنٌ بعقيقة تذبح عنه يوم السابع ويسمٰى ويحلق راسه(۷)

حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے رہن رہتا ہے۔ ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اُس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

[۲] عن سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول الله ﷺ يقول مع الغلام عقيقة فاهرقوا عنه دما وأميطوا عنه الاذىٰ(۸)

حضرت سلمان بن عامر الضبی روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے آں حضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی دُور کرو۔

گندگی دور کرنے کا حکم اسی مصلحت سے فرمایا کہ بطنِ مادر میں بچہ جن آلائشوں کے ساتھ تھا اُسی کو لے کر باہر آتا ہے جب تک صاف نہ کیا جائے گا گندگی رہے گی۔ اسی لیے غسل و ختنہ وغیرہ کا حکم دیا گیا۔

[۳] وفی رواية ابی داؤد والنسائی قال من ولد له ولد فاحب ان ينسك عنه فلينسك عن الغلام شاتين وعن الجارية شأة(۹)

۷۔ **جامع ترمذی**: ابواب الاضاحی، باب من العقيقة۔ **حدیث نمبر** ۵۲۲۔

۸۔ **صحیح بخاری**: کتاب العقيقة، باب اماطة الاذىٰ عن الصبی فی العقيقة۔ **حدیث نمبر** ۵۴۷۲۔

۹۔ **الف**: یہ حدیث حضرت شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے۔ دیکھیے **سنن ابوداؤد**: کتاب الضحايا، باب فی العقيقة۔ **حدیث نمبر** ۲۸۴۲۔

ب: یہ حدیث سنن نسائی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: من احب ان ينسك عن ولده فلينسك عنه عن الغلام شاتان و عن الجارية شاة۔ دیکھیے **سنن نسائی**: کتاب العقيقة، باب عن الغلام شاتان۔ **حدیث نمبر** ۴۲۱۷۔

ابوداؤد و نسائی میں یوں ہی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو مَیں دوست رکھتا ہوں کہ اُس کی جانب سے قربانی کی جائے ،لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری۔

ختنہ:

ختنہ بھی شعارِ اسلامی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کیا جائے۔ فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ ختنہ نہ کرائیں اُن سے بادشاہِ اسلام مقاتلہ کرے اس کے لیے کسی خاص وقت کا تعین تو نہیں ہے، البتہ اگر ابتداً کر دیا گیا تو بہت سے امراض کا بھی انسداد ہو جائے گا۔

تربیتِ اطفال و رضاعت:

بچوں کی تربیت کا مسئلہ اس دور میں مختلف صورتوں کے ساتھ دائر ہے جن پر نقد و تبصرہ کا یہ محل نہیں۔ ہمیں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ والدین کے لیے بچوں کی تربیت کا زمانہ ہی وہ زمانہ ہوتا ہے اگر اُس کو صحیح راستے پر لگایا جائے تو بچے کار آمد ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں والدین کے لیے سب سے زیادہ ضروری مسئلہ یہ ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اپنا خود بہتر نمونہ پیش فرمائیں تا کہ بچوں کی ذہنیت وطبیعت پر دوہرا اثر ہو۔ ایک کام سے ماں باپ بچے کو منع کریں اور خود اُس کے عامل نہ ہوں اس صورت میں بچہ فطرتاً خیال کرے گا کہ اگر یہ چیز بری ہوتی تو سب سے پہلے ماں اور باپ کیوں اُسے ترک نہ کرتے۔

بچوں کے دل پر ماں باپ ابتدا سے جو نقش قائم کریں گے وہ دیرپا ہوگا۔ اگر اُن کے دل میں والدین نے نیک باتیں ڈال دیں تو سعادتِ دینی و دنیوی ان کو حاصل ہوگی اور اگر غفلت سے اولاد بگڑ گئی، بدوں کی صحبت میں پڑی رہی تو ضرور خدا کی نافرمانیاں کرے گی۔

بچہ جب زبان کھولے تو سب سے پہلے اللہ کہلوائیں اور آہستہ آہستہ اُس کو نیک و بد سے واقف کریں۔ بات بات پر بچوں کو مارنا غلط ہے۔ بجائے مہمل اور بے اصل طوطا مینا کی کہانیاں سنانے کے مذہبی، اخلاقی و اصلاحی تاریخی قصے سنائے جائیں تا کہ اُس کے قلب میں ابتدا سے جوشِ مذہب، پاسِ غیرت، عزم و استقلال، شجاعت و بہادری، اِطاعتِ الٰہیہ، محبتِ نبویہ کے جذبات پیدا ہوں۔ اگر اس رنگ پر بچوں کی تربیت کی جائے تو پھر یہ بچے آگے چل کر قوم کے بہترین فرزند کہلائے جا سکتے ہیں۔ کوئی اسکول یا مدرسہ بچوں کی زندگی کی اصلاح اُس وقت تک

نہیں کرسکتا جب تک والدین اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں۔

رضاعت:

آیات:

والدالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة و علی المولودله رزقھن و کسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا لا تضار والدة بولدھا ولا مولودله بولده وعلی الوارث مثل ذٰلك فان ارادا فصالا عن تراض منھما وتشاور فلا جناح علیھما وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف واتقوا اللّٰه واعلموا أن اللّٰه بما تعملون بصیر(۱۰)

جوشخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو اُس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں جس کا وہ بچہ ہے، اس پر دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا کپڑا دینا لازم ہے۔ کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر وہیں تک کہ اُس کی گنجائش ہو۔ ماں کو بچے کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے۔ دودھ پلانے کا نان ونفقہ جیسا اصلی باپ پر ہے ویسا وارث پر ہے۔ اگر وقت سے پہلے دودھ چھٹانا چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں اگر (دایہ کا) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق دینا طے کیا تھا اُن کے حوالے کردو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، جان لو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں رضاعت کے مسائل وغیرہ بیان کیے گئے۔ دودھ پلانے والی عورت میں حتی الامکان تمام باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اُس کے اطوار کیسے ہیں، حسب ونسب کیا ہے تاکہ بچے پر ان امور کا اثر نہ پڑے۔ جس طرح دودھ کی خرابی کا اثر بچے کی صحت پر ہوگا اسی طرح اعمال واطوار کا اثر بچے کی عادات پر بھی ہوگا۔ دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے احکام اس آیت میں بیان کیے گئے۔ اگر ماں معذور نہ ہو تو اُس کے ذمے دودھ پلانا واجب ہے، اگر طلاق کے بعد عدت گزر چکی تو بلا اُجرت دودھ پلانا واجب نہیں۔ دوسروں کی مثل اگر اُجرت مانگے تو باپ کو دینا ہوگی، اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو اُس کو مجبور نہ کیا جائے

۱۰۔ البقرہ:۲۳۳۔

گا۔ہاں اگر پلانا چاہے تو باپ کو جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کا دودھ پلوائے۔ باپ کے ہوتے بچے کا خرچ باپ کے ذمے ہے اُس کے بعد اگر بچے کا مال ہو تو اُس سے ورنہ اُس کے اعزہ وغیرہ کے ذمے۔مشرکہ ونصرانیہ عورت کا دودھ ہرگز نہ پلائیں۔

احادیث:

[ا]عن انس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من عال جارتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة انا وھو ھکذا وضم اصابعه(۱۱)

حضرت انس راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جو شخص دولڑکیوں کا اُن کے بالغ ہونے تک کفیل رہا قیامت کے روز مَیں اور وہ شخص اس طرح آئیں گے جیسے میری اُنگلیاں (یعنی مَیں اور وہ بے حد قریب ہوں گے)۔

[۲]عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من کانت له انثی فلم یئدھا ولم ینھھا ولم یوثر ولدہ علیھا یعنی الذکور ادخله اللّٰہ الجنة (۱۲)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضورﷺ نے ارشاد کیا جس کے ہاں بیٹی ہو اُس نے اُس کو نہ تو زندہ درگور کیا، نہ ذلت کی حالت میں رکھا، نہ اولاد ذکور کو اُس پر ترجیح دی خدائے تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔

تعلیم وادب:

[ا]عن جابر بن سمرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لان یؤدب الرجل ولدہ خیر له من ان یتصدق بصاع (۱۳)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات سے بہتر ہے۔یعنی چھوٹی چھوٹی تادیبی باتوں پر بھی ثواب ملے گا۔

۱۱۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والادب، باب فضل الاحسان الی البنات۔حدیث نمبر ۶۶۹۵۔

۱۲۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتامی۔حدیث نمبر ۵۱۴۶۔

۱۳۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی ادب الولد۔حدیث نمبر ۱۹۵۱۔

[۲] عن ایوب بن موسی عن ابیه عن جده ان رسول اللّٰه ﷺ قال ما نحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن (۱۴)

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے راوی ہیں اور وہ اپنے جد سے حضور نے فرمایا کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

اولاد کے ساتھ محبت وشفقت:

صحیحین میں حضرت انس کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضور انور ﷺ حضرت ابراہیم (صاحبزادے) کی مزاج پُرسی کو ابو یوسف لوہار کے گھر (جن کی بیوی صاحبزادے کو دودھ پلاتی تھیں) تشریف لے گئے آپ نے گود میں لے کر:

[۳] فقبله وشمه ثم دخلنا علیه بعد ذلك و ابراهیم یجود بنفسه فجعلت عینا رسول اللّٰه ﷺ تذرفان فقال له عبدالرحمن بن عوف وانت یا رسول اللّٰه ﷺ فقال یا ابن عوف انها رحمة ثم اتبعها بأخری وقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا لفراقك یا ابراهیم لمحزونون (۱۵)

چوما اور اُن کے چہرے پر اپنا چہرہ اور ناک اس طرح رکھی کہ گویا کوئی شخص کسی چیز کو سونگھ رہا ہے اُس کے بعد جو پھر ہمارا وہاں جانا ہوا تو ابراہیم حالت نزع میں تھے اور حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، حضرت ابن عوف نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اے ابن عوف! یہ رحمت کا اثر ہے اور فرمانے لگے آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غم گین ہوتا ہے اور ہم وہی کرتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے اور اے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں مغموم ہیں۔

بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بار حضور سرورِ عالم ﷺ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیار فرما رہے تھے حابس کا فرزند اقرع تمیمی نے کہا میرے تو دس فرزند ہیں، مگر مَیں نے اُن میں سے ایک کو بھی کبھی نہیں چوما یہ سن کر آپ نے اُس کی طرف دیکھا

۱۴۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی ادب الولد۔ حدیث نمبر ۱۹۵۲۔

۱۵۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بك لمحزونون۔ حدیث نمبر ۱۳۰۳۔

ب: صحیح مسلم: الفاظ مختلف ہیں۔ کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال۔ حدیث نمبر ۶۰۲۵۔

اور فرمایا:

[۴]من لا یرحم لا یرحم (۱۶)

جو کسی پر مہربانی نہیں کرتا اُس پر خدا بھی مہربانی نہیں فرماتا۔

حضرات حسنین علیہما السلام کو گود میں لے کر فرماتے:

[۵]اللھم ارحمھما فانی ارحمھما (۱۷)

خداوندا! ان دونوں پر نظرِ کرم فرمانا، کیوں کہ مَیں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوں۔

[۶]عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت جاء تنی امرأة ومعھا ابنتان لھا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرة واحدة فاعطیتھا ایاھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا ثم قامت فخرجت فدخل النبی ﷺ فحدثته فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشیٔ فاحسن الیھن کُنَّ له سترا من النار(۱۸)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی اُس کے ہمراہ دو بچیاں تھیں، مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا، مَیں نے اُس کو وہ کھجور دے دی عورت نے آدھی آدھی کھجور دونوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا اور اُٹھ کر چلی گئی۔ مَیں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس واقعے کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے مبتلائے تکلیف ہو اور ان کے ساتھ سلوک کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے دوزخ کی آگ سے روک اور پردہ ہو جائیں گی۔

رسالے کا سلسلۂ ترتیب یہ تھا کہ بچپن ہی کے زمانے میں ضروری ضروری مسائل و احکام سے والدین بچوں کو باخبر کر دیں۔ اب ہم یہاں مستقلاً باب الایمان کے ماتحت ضروری ارکان وغیرہ کا بیان کریں گے۔

۱۶۔ صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته۔ حدیث نمبر ۵۹۹۷۔

۱۷۔ مصنف سے شاید یہاں نقل کرنے میں تسامح ہوا ہے، کیوں کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے اور حضرت حسن کو پکڑ کر اپنے زانوئے مبارک پر بٹھاتے اور اس طرح ارشاد فرماتے۔ دیکھیے صحیح بخاری: کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ۔ حدیث نمبر ۶۰۰۳۔

۱۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته۔ حدیث نمبر ۵۹۹۵۔

ب: صحیح مسلم: الفاظ مختلف ہیں۔ کتاب البر والصلة، فضل الاحسان الی البنات۔ حدیث نمبر ۶۶۹۳۔

جس طرح ہر چیز کی اصل ہوتی ہے اسلام کے بھی اصول وارکان ہیں جن پر اُس کی بنیاد قائم ہے، جب تک ان کا وجود متحقق نہ ہوگا اسلام ثابت نہ ہوگا۔ اس عظیم الشان قلعے کے جو بنیادی ستون ہیں پہلے اُن کو سمجھنا اور یاد کرنا ضروری ہے۔

☆

ایمان واسلام

ایمان واسلام کو اگرچہ اہل لغت دو جدا جدا لفظ ٹھہراتے ہیں، مگر نتیجہ دونوں کا یکساں ہے۔ اسی لیے شریعت میں ایک کی جگہ دوسرے کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو مسلمان ہے اُسے مومن بھی کہتے ہیں اور جو مومن ہے اُسے مسلم بھی کہتے ہیں۔ ایمان دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام ظاہری اعمال کے بجالانے کا۔

یوں تو ایک شخص صرف لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے سے داخل اسلام ہو جائے گا، لیکن دوسرے کلموں سے ایمانی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کے متعلق اپنی اپنی جگہ احادیث درج ہوں گی۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

[۱] کلمہ طیبہ پڑھنا خدا کی وحدانیت کا قائل ہونا، حضور انور ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنا

[۲] نماز پڑھنا

[۳] زکوٰۃ دینا

[۴] حج کرنا

[۵] ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ اب ان ہی ارکان کو آگے بیان کیا جاتا ہے۔

پہلا رُکن ایمان

کلمۂ طیب:

لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ

نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر اللہ کے۔ محمد ﷺ اُس کے رسول ہیں۔

کلمۂ شہادت:

اشهد ان لا اله الّا اللّٰه واشهد ان محمدا عبده ورسوله

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے قابل اللہ ہی ہے اور محمد ﷺ اُس کے بندے و رسول ہیں۔

کلمۂ تمجید:

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

پاکی و حمد خدائے تعالیٰ کو ہے اور کوئی معبود برحق نہیں مگر اُسی کی ایک ذات کے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ نہ کسی سے قوت اور نہ کسی طرف رجوع ہے، مگر اللہ کی طرف جو بڑی عظمت والا ہے۔

کلمۂ توحید:

لا الہ الّا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر

کوئی معبودِ برحق بجز خدا کی ذات کے نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا شریک نہیں، اُسی کی سلطنت و حکومت ہے، اُسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کلمۂ تمجید:

سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ استغفراللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

اللہ ہی کو پاکی ہے اور وہی مستحقِ تعریف ہے۔ خدائے عظیم کے لیے پاکی ہے وہی قابل تعریف ہے۔ مَیں اللہ سے اپنے سب گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔

کلمۂ ردکفر:

اللھم انی اعوذ بك من ان اشرك بك شیئا وانا اعلم بہ واستغفرك لمالا اعلم بہ تبت عنہ تبرات من الکفر والشرك والمعاصی کلھا واسلمت وامنت واقول لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

خداوندا! مَیں تیرے ساتھ کسی کو جان بوجھ کر شریک کرنے کی معافی و پناہ مانگتا ہوں اور تجھی سے طالبِ مغفرت ہوں اُن گناہوں سے جو نادانستہ سرزد ہوئے، کفر و شرک اور سب گناہوں سے توبہ اور بےزار ہوتا ہوں۔ مَیں نے اسلام اختیار کیا اور کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کے اور محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔

کلمۂ استغفار:

استغفراللّٰہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدا او خطا سرا وعلانیۃ واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انك علام الغیوب وغفار الذنوب وکشاف القلوب ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

مَیں اپنے اُن تمام گناہوں سے جو قصداً یا بھول چوک سے سرزد ہوئے ظاہر میں یا سب سے پوشیدہ کیے، خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور خداوندا تو پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا، گناہوں کا بخشنے والا اور دلوں کا کھولنے والا ہے۔ کوئی قوت وطاقت نہیں ہے مگر رب العزت صاحب عظمت ہی کی طاقت ہے۔

ان کلمہ جات سے مسلمان کے قلب میں تازگی وزیادتی ایمان پیدا ہوتی ہے۔

ایمانِ مجمل:

آمنت باللّٰہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ

مَیں خدا پر اور اُس کے اسماوصفات پر ایمان لایا اور مَیں نے اُس کے احکام کو قبول کیا۔

ایمانِ مفصل:

آمنت باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہٖ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت

مَیں خدا پر اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور تقدیر الٰہی پر ایمان لایا۔ اُس کے ہونے سے قبل خدا جانتا ہے اور ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔

☆

عقائد

گزشتہ اوراق میں ایمان واعتقاد کے وہ کلمے جن میں عقائد کی سب اصولی و بنیادی چیزیں آگئیں درج ہو چکے ہیں، مگر یہاں اُن کی ایک گونہ علیحدہ علیحدہ تصریح کی جائے گی تاکہ ہر رُکن کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

اللہ:

انسان ہوش سنبھال کر اپنی اُن تمام فطری طاقتوں کے باعث جو اُسے خلاق عالم نے عطا

گیں اور جن کی بدولت اُس کا رُتبہ واعزاز عرشیوں سے افضل واعلیٰ ہوگیا اور اشرف المخلوقات ٹھہرایا گیا۔اس کارخانۂ عالم کی ہر شئے کا جب مطالعہ کرتا ہے تو اُس کی حقیقت میں نگاہِ قلب میں یہ وجدان وکیفیت پیدا کرتی ہے کہ کل شئ یدل علی صانعہ یعنی ہر شئے اپنے صانع اور بنانے والے کے وجود کو پکارتی ہے، کبھی تو وہ لہلہاتے ہوئے چمنوں کو دیکھ کر متحیر ہوتا ہے، کبھی سبزہ زاروں پر اُس کی متعجب نگاہ جم جاتی ہے اور اُس کا دل رنگ برنگ کے پھولوں کی مہک پر راغب ہوکر کہتا ہے کہ کیا زمین کی قوت، پانی کی طاقت، باغبان کی محنت نے یہ تختہ لگا دیا ہے؟ وہاں سے ہٹ کر وہ بہتے آبشاروں، اُبلتے چشموں، خوف ناک سمندروں کے مدوجزر کو دیکھ کر سوچتا ہے کہ کیا یہی میرا مطلوبِ اصلی ہیں، یہاں بھی اُس کا اطمینانِ قلب نہیں ہوتا تو وہ زمین سے نگاہیں بچا کر سیارگانِ شب سے باتیں کرتا ہے۔ یکایک اُس کے سامنے حجلۂ عروسی سے نکل کر ماہتابِ حسن نمودار ہوتا ہے جس کی جلو میں تمام ستارے اپنی رفتار کا تماشا دکھاتے ہوئے اپنی منزلِ سفر ختم کرتے ہیں اور یہ متلاشیِ حق پکارنے لگتا ہے انی لا احب الافلین

غرض سب کو دیکھ کر اور ہر طرف نقل وحرکت کے بعد پھر وہی ایک شئے انسانی دماغ وقلب میں حرکت کرتی ہے کہ ان سب مخلوقات سے ارفع واعلیٰ کوئی طاقت ہے جو میرے درد کا مداوا اور مرض کی دوا ہے۔قلب پکارتا ہے کہ وہ اللہ ہے۔

قرآن کریم نے انسانی فہم وعقل کے مطابق جگہ جگہ روزمرہ کی مثالیں دے کر خدا کے وجود کے بے شمار دلائل دیے۔اب رہی یہ بات کہ اللہ کیا ہے؟ اسے مختصراً یوں سمجھ لو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ نہیں کہ کسی نے اُس کو موجود کیا، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور سب حادث ہیں۔ایک وقت ایسا تھا کہ کوئی نہ تھا پھر اُس کی قدرت وحکم سے موجود ہوگئے۔ اب پھر ایسا وقت آئے گا کہ خدا کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا جو قدیم وازلی ہے وہی رہے گا۔ھوالاول والاخر والظاھر والباطن (۱۹)

نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ اُس کا کوئی باپ ہے۔وہ کسی کا محتاج نہیں سب اُسی کے تابع وفرماں بردار ہیں۔اللہ کا کوئی شریک نہیں، اُسی کا وجود واجب الوجود ہے اور اس لائق ہے کہ اُس کی عبادت وبندگی کی جائے۔انسان کی تمام تدبیریں وذہنی وفکری ارتقا ترقیات وایجادات کی تمام

۱۹۔الحدید:۳۔

بلند پروازیاں اُس کی قوت وقدرت کے مقابلے میں سطحی وکمزور ہیں۔

اس مختصر سی کیفیت کے ساتھ ایسے وجود کی کچھ صفات بھی ہیں اور وہ اپنے صفاتی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔زندگی، علم، قدرت، ارادہ، سننا، دیکھنا، کلام کرنا، پیدا کرنا یہ سب صفات بھی اُس کی قدیم ہیں۔عجز وجہل، کذب اور تمام عیبی صفات ذاتِ الٰہی میں نہیں اور نہ اُن کا ہونا ممکن۔وہ جسم وجوہر وغیرہ سے پاک ہے۔زمانہ جہت سے بھی مبرا ہے۔

یہ بات کہ وہ عرش سے اوپر ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اُس کی جہت ہے۔عرش اور ماسوائے عرش جو کچھ ہے وہ اُس کی مخلوق ہے وہ عرش یا ماسوائے عرش میں محدود نہیں۔عرش میں مخلوقات سے زیادہ نورانیت ہے اس طور پر عرش آئینۂ ظہور عظمت وکبریائی ہے، ورنہ عرش اور دیگر مخلوق مخلوق ہونے کے لحاظ سے مساوی ہیں۔قلبِ مومن میں بھی اُس کی تجلیات موجود ہیں۔نحن اقرب الیہ من حبل الوری ﴿ہم اس کی شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے﴾د(۲۰) اُس کی نزدیکی و قرب کی شاہد ہے۔

خدا کسی مجموعے کا نام نہیں جسے اتحاد ثلٰثہ باپ، بیٹا، روح القدس یا روح، مادہ جیسے وجودوں کو قدیم بالذات مان کر مجموعے کا نام خدا رکھیں۔نہ وہ کسی میں حلول کیے ہوئے ہے، نہ اُس کے حصے تجزی ہو سکتے ہیں۔مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثل ہے اُس کی خدائی کی نہ تجزی ہے نہ تقسیم، نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ سہیم۔

توحید ورد شرک:

آیات:

[۱]ومن ید ع مع اللّٰہ الٰھا آخر لابرھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون(۲۱)

جو کوئی خدا کے سوا دوسرے معبود کو پکارے جس کی وہ اپنے خدا کے پاس کوئی دلیل نہیں رکھتا تو اُس کا حساب پروردگار ہی کے پاس ہے جو کافروں کو فلاح نہیں دیتا۔

[۲]قل ھواللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد(۲۲)

۲۰۔ق:۱۶۔ ۲۱۔المومنون:۱۱۷۔

۲۲۔الاخلاص:مکمل۔

کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُس کی برابر ہے۔

[۳]والھکم الہ واحد لا الہ الّا ھو الرحمن الرحیم(۲۳)

تمہارا معبود خدائے واحد ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

[۴]واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً(۲۴)

اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہ کرو۔

[۵]قل اندعو من دون اللّٰہ مالا ینفعنا ولا یضرنا(۲۵)

کہہ دو کیا ہم اللہ کے سوا اُن کو پکاریں جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

[۶]لو کان فیھما آلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا(۲۶)

اگر آسمان وزمین میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتے تو اُن میں فساد ہو جاتا۔

شرک پر طلب بُرہان:

[۱]ام اتخذوا من دونہ آلھۃ قل ھاتوا برھانکم(۲۷)

کیا خدا کو چھوڑ کر اُنہوں نے اپنے معبود قرار دیے ہیں اُن سے کہو لاؤ اپنی دلیلیں۔

[۲]ام من یبدء الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض أالہ مع اللّٰہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین(۲۸)

کون آفرینش کا آغاز کرتا پھر اُسے لوٹاتا ہے؟ کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا خدا کے سوا کوئی معبود ہے؟ اے پیغمبر! اُن سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

[۳]لا تجعل مع اللّٰہ الھا آخر فتقعد مذموما مخذولا(۲۹)

نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ورنہ بیٹھا رہے گا مذموم و بے کس ہو کر۔

۲۳۔البقرہ:۱۶۳۔ ۲۴۔النساء:۳۶۔

۲۵۔الانعام:۷۱۔ ۲۶۔الانبیاء:۲۲۔

۲۷۔الانبیاء:۲۴۔ ۲۸۔النمل:۶۴۔

۲۹۔بنی اسرائیل:۲۲۔

[۴]قل تعالوا اتل ماحرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا(۳۰)
کہہ دوآؤمَیں سنادوں جوتم پرتمہارے خدانے حرام کردیا وہ یہ ہے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

[۵]قل هذه سبیلی ادعو الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی (۳۱)
کہہ دو یہ ہے میرا راستہ بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کرمَیں اور جتنے میرے تابع ہوں۔

احادیث:

[۱]عن معاذ قال قلت یا رسول الله اخبرنی بعمل یدخلنی الجنة ویباعدنی من النار قال لقد سألت عن امر عظیم وانه یسیر علی من یسره الله تعالٰی علیه تعبد الله ولا تشرك به شیئا وتقیم الصلٰوة وتوتی الزکٰوة وتصوم رمضان وتحج البیت الخ(۳۲)
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ راوی ہیں مَیں نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور کردے۔ فرمایا تو نے ایک بڑے امر کو پوچھا یہ آسان ہے جس پر خدا آسان کردے۔ خدا کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ شریک نہ کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھ، حج بیت اللہ کر۔

[۲]وعن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول الله ما الموجبتان قال من مات یشرك بالله شیئا دخل النار ومن مات لا یشرك بالله شیئا دخل الجنة (۳۳)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول خدا ﷺ نے دو باتیں دو چیزوں کی واجب کرنے والی ہیں۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وہ دونوں باتیں کیا ہیں؟ ارشاد ہوا جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرتا ہوا مر گیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو خدا کے ساتھ شریک نہ کرتا ہوا مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳۰۔الانعام:۱۵۱۔ ۳۱۔یوسف:۱۰۸۔
۳۲۔جامع ترمذی:ابواب الایمان ،باب ما جاء فی حرمةالصلاة۔حدیث نمبر ۲۶۱۶۔
۳۳۔صحیح مسلم:کتاب الایمان ،باب الدلیل علی ان من مات لا یشرك بالله شیئا دخل الجنة۔حدیث نمبر ۲۶۹۔

[۳]عن ابی هریره قال قال رسول اللّٰہ ﷺ قال اللّٰہ تعالیٰ کذبنی ابن آدم ولم یکن له ذلك وشتمنی ولم یکن له ذلك فاماتکذیبه ایای فقوله لن یعیدنی کما بدأنی ولیس اول الخلق باھون علیّ من اعادتِه واماشتمه ایای فقوله اتخذ اللّٰہ ولدا وانا الاحد الصمد الذی لم الد ولم اُولد ولم یکن لی کفوا أحد(۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضورﷺ نے فرمایا خداوند برتر فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے جھٹلایا یہ اُس کے لیے زیبا نہ تھا اُس نے مجھے برا کہا اُسے ایسا نہ چاہیے تھا میرے حق میں اُس کی تکذیب یہ کہنا ہے کہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کرے گا مجھ کو جیسا کہ ابتدا کی، حالاں کہ نہیں ہے مجھ پر اول پیدائش دشوار اعادے سے اور اُس کا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے اپنے لیے بیٹا بنایا، حالاں کہ مَیں ایک بے پرواہ ذات ہوں جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

[۴]عن علی رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایؤمن عبد حتی یومن باربع یشھد ان لا اله الّا اللّٰہ وانی محمد رسول اللّٰہ ﷺ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت ویؤمن بالبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر(۳۵)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک چار باتوں کا اقرار نہ کرے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی گواہی میری رسالت کا اقرار اس صورت سے کہ خدا نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور موت پر ایمان لائے اور موت کے بعد قیامت اور قدر پر۔

[۵]عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بنی الاسلام علی الخمس شھادة ان لا اله الّا اللّٰہ وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان(۳۶)

۳۴۔ **صحیح بخاری**:کتاب التفسیر،باب سورة الاخلاص۔**حدیث نمبر**۴۹۷۴۔

۳۵۔ **جامع ترمذی**:ابواب القدر،باب ما جاء ان الایمان بالقدر۔**حدیث نمبر**۲۱۴۵۔

۳۶۔ **الف**:**صحیح بخاری**:کتاب الایمان ،باب دعائکم ایمانکم۔**حدیث نمبر**۸۔
ب:**صحیح مسلم**:کتاب الایمان،باب بیان ارکان الاسلام۔**حدیث نمبر**۱۱۳۔
ج:**مشکوٰۃ المصابیح**:الفصل الاول، کتاب الایمان۔**حدیث نمبر**۴۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی، گواہی محمد ﷺ کی عبدیت و رسالت کا اقرار، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

[۶]عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال اتی اعرابی النبی ﷺ فقال دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد اللّٰه و لا تشرك به شیئا و تقیم الصلوٰة المکتوبة و تؤدی الزکٰوة المفروضة و تصوم رمضان قال والذی نفسی بیده لا ازید علی هٰذا شیئا و لا انقص منه فلما ولی قال النبی ﷺ من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هٰذا (۳۷)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک اعرابی نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا کہ مجھے آپ ایسا عمل بتائیں جسے اختیار کر کر جنت میں جاؤں۔ فرمایا خدا کی عبادت کر اور اُس کے شریک نہ کر، نمازِ مفروضہ ادا کر، زکوٰۃ دیتا رہ، رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے عرض کیا خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس میں کمی یا زیادتی نہ کروں گا جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جسے اچھا معلوم ہو کہ وہ جنتی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔

[۷]عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه ﷺ مفاتیح الجنة شهادة ان لا اله الّا اللّٰه(۳۸)

معاذ بن جبل راوی ہیں فرمایا گیا جنت کی کنجیاں گواہی دینا اِس کا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کی ذات کے۔

علامتِ ایمان:

عن ابی امامة ان رجلا سأل رسول اللّٰه ﷺ ماالایمان قال اذا سرتك حسنتك

۳۷۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب وجوب الزکوۃ۔ ۱۳۹۷۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الذی یدخل به الجنة۔ حدیث نمبر ۱۰۷۔
ج: مشکوۃ المصابیح: الفصل الاول، کتاب الایمان۔ حدیث نمبر ۱۴۔

۳۸۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث: کتاب الایمان۔ حدیث نمبر ۴۰۔
ب: مسند احمد: ج ۳۶/ص ۴۱۸۔

وسائتك سيتك فانت مؤمن قال يا رسول اللّٰه فما الا ثم قال اذا حاك فی نفسك شی فدعه(۳۹)

حضرت ابی امامہ سے مروی ہے ایک شخص نے حضورﷺ سے پوچھا ایمان کیا ہے؟ (یعنی ایمان کی علامت کیا ہے؟) فرمایا جب بھلائی تجھے بھلی معلوم ہو اور برائی سے تو ناخوش ہو اُس وقت تو مومن ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہﷺ گناہ کیا ہے؟ فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز چبھے تو اُس کو چھوڑ دے (یعنی بری معلوم ہو)۔

☆☆☆

۳۹۔مسند احمد: ج۵/ص۲۵۲۔

تزکیۂ قلوب کا نظام (خشیت الٰہی وتقویٰ)

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ہر وقت خدائے پاک کے احکام کا خیال کرتا رہے، اعمالِ صالحہ کا پابند ہو، اپنے دل میں اُس کی تو عظمت قائم کرے، ہر عمل میں ڈرتا رہے۔ خدا سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اُس کی مرضی کا تابع ہو، کوئی کام اُس کے خلاف نہ ہو۔ وہ باتیں جن کے نہ کرنے کا اُسے حکم دیا گیا اُس سے بچے یہی تقویٰ ہے۔ سوائے خدا کے خوف کے مخلوق کا خوف اُس کے دل میں نہ آئے۔

آیات:

[**۱**] وامامن خاف مقام ربہٖ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماویٰ (۴۰)

(جواب دہی کے لیے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

[**۲**] فایای فارھبون (۴۱) میرا ہی خوف رکھو۔

[**۳**] واتق اللّٰہ (۴۲) اور اللہ سے ڈر۔

[**۴**] ولا یخشون احدا الا اللّٰہ وکفی باللّٰہ حسیبا (۴۳)

وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور اُن کا محاسب اللہ ہے۔

[**۵**] انما المؤمنون الذین اذا ذکراللّٰہ وجلت قلوبھم (۴۴)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

[**۶**] واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا (۴۵)

۴۰۔ النازعات: ۴۰۔ ۴۱۔ النحل: ۵۱۔ ۴۲۔ الاحزاب: ۳۷۔
۴۳۔ الاحزاب: ۳۹۔ ۴۴۔ الانفال: ۲۔ ۴۵۔ الانفال: ۲۔

اور جب آیات تلاوت کی جائیں تو وہ آیتیں اُن کا ایمان بڑھا دیں۔

[۷]ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب (۴۶)اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں حساب کی سختی کا۔

[۸]اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ(۴۷)

کیا تم اس سے ڈرتے ہو، حالاں کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرو۔

[۹]ان اکرمکم عند اللہ اتقکم(۴۸)

تم میں خدا کے نزدیک وہی زیادہ عزت والا ہے جو متقی زیادہ ہو۔

توکل:

مسلمان کو بتایا گیا ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرے، اپنی سعی وکوشش پر ہی نازاں نہ ہو۔ جس نے پیدا کیا ہے اُس نے اپنے بندے کے لیے رزق بھی مقرر کر دیا ہے۔ توکل کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر باندھ کر بیٹھ جائے، بلکہ خدا پر پوری طرح توکل بھروسہ کرے وہ ضرور عطا کرے گا۔ جو بندگانِ خدا اُس کی اطاعت ومحبت میں محو ہو جاتے ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے خدا اُن کے پاس جس طرح چاہتا ہے رزق بھیجتا ہے۔

آیات:

[۱] قل ھو ربی لا الہ الا ھو علیہ توکلت والیہ متاب(۴۹)

تم ان سے کہہ دو وہی میرا پروردگار ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

[۲]وتوکل علی الحي الذی لا یموت وسبح بحمدہ(۵۰)

اُس پر بھروسہ رکھ جس کو موت نہیں اور تسبیح کر اُس کی حمد کے ساتھ۔

احادیث:

[۱]عن صھیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجبا لامر المؤمن ان امرہ کلہ لہ خیر ولیس ذلك لاحد الا للمؤمن ان اصابتہ سراء شکر فکان خیر الہ وان

۴۶۔الرعد:۲۱۔ ۴۷۔التوبۃ:۱۳۔ ۴۸۔الحجرات:۱۳۔
۴۹۔الرعد:۳۰۔ ۵۰۔الفرقان:۵۸۔

اصابته ضراء صبر فکان خیراله (۵۱)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا مومن کا عجیب حال ہے اُس کے واسطے ہر کام میں بہتری ہے اور یہ چیز مسلمان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر اُس کو خوشی ہو تو شکر کرے یہ بھی اُس کے واسطے بہتر ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ بھی اُس کے لیے بہتر ہے۔

[۲]عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لو انکم تتوکلون علی اللّٰہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا(۵۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم خدا پر پورا بھروسہ کرو گے تو وہ تم کو اسی طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے لوٹتے ہیں۔

[۳]عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الرزق لیطلب العبد کما یطلبہ اجلہ (۵۳)

حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا رزق بندے کو اُسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت ڈھونڈتی ہے۔

تسبیح:

خدا کی تسبیح وتحمید بندے کا فرض ہے۔قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہ میں جگہ جگہ تسبیح کی تاکید کی گئی ہے اور اُس کے بہتر ومناسب اوقات بھی بتا دیے گئے ہیں، اگر خلوصِ نیت اور سچی خشیت وخوف کے ساتھ بندہ اپنے رب کی تسبیح کرتا رہے تو ضرور اُس کا فیض حاصل کرے گا۔

الفاظِ تسبیح یہ ہیں:

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ

۵۱۔صحیح مسلم:کتاب الزھد، باب المؤمن امرہ کلہ خیر۔حدیث نمبر۷۵۰۰۔

۵۲۔الف:مشکوۃ المصابیح:الفصل الثانی، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر۔حدیث نمبر۵۲۹۹۔

ب:سنن ابن ماجہ:ابواب الزھد، باب التوکل والیقین۔حدیث نمبر۴۱۶۴۔

۵۳۔مشکوۃ المصابیح:الفصل الثالث، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر۔حدیث نمبر۵۳۱۲۔

العلی العظیم

آیات:

[**۱**]وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن الليل فسبحه وادبار السجود (**۵۴**)

اپنے رب کی تسبیح وحمد کروسورج نکلنے سےقبل اورغروب سے پہلے اور کچھ رات کے حصے میں اُس کی تسبیح کرواورنمازوں کے بعد بھی۔

[**۲**]وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آنائ الليل(**۵۵**)

آفتاب نکلنے سےقبل اورڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔اُس کی تسبیح کرو رات کے وقتوں میں۔

[**۳**]فسبح واطراف النهار لعلك ترضٰی(**۵۶**)

تسبیح کیا کروتا کہ تم خوش ہوجاؤ۔

[**۴**]سبح اسم ربك الاعلی الذی خلق فسوی(**۵۷**)

اے پیغمبر!اپنے پروردِگارعالی کے نام کی تسبیح کیا کروجس نے (تمام مخلوقات کو) بنایااور درست کیا۔

[**۵**]فسبح بحمد ربك وكن من الساجدين (**۵۸**)

پس تسبیح کرواپنے رب کی حمد کے ساتھ اورسجدہ کرنے والوں میں ہوجاؤ۔

[**۶**]لتؤمنوا باللّٰه ورسولهٖ وتعزروه وتوقروه تسبحوه بكرة واصيلاً (**۵۹**)

تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اوراُس کے رسول پراوراُس کی تعظیم وتوقیرکرواوراُس کی تسبیح صبح وشام کرو۔

[**۷**] فسبح باسم ربك العظيم (**۶۰**)

پس تسبیح کر اپنے رب کی جو بڑا ہے۔

[**۸**]سبح للّٰه مافی السموات وما فی الارض(**۶۱**)

۵۴۔ق:۴۰۔ ۵۵۔طٰہ:۱۳۰۔ ۵۶۔طٰہ:۱۳۰۔ ۵۷۔الاعلیٰ:۲-۱۔

۵۸۔الحجر:۹۸۔ ۵۹۔الفتح:۹۔ ۶۰۔الواقعہ:۷۴۔ ۶۱۔الحدید:۱۔

تسبیح کر اللہ کے واسطے اُسی کا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔

احادیث:

[۱]عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللّٰه ﷺ احب الكلام الى اللّٰه اربع سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الّا اللّٰه واللّٰه اكبر لا يضرك بايهن بدأت (۶۲)

سب سے زیادہ مجرب کلام اللہ کے نزدیک چار ہیں: سبحان الله، والحمد لله، ولااله الا الله، والله اكبر اللہ پاک نہیں ضرر کرتا تجھ کو یہ کہ کسی نام کے ساتھ تو شروع کرے۔یعنی خواہ پہلے سبحان اللہ کہے یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ۔

[۲]عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من قال لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير فى يوم مأة مرة كانت له عدل عشر رقاب وكتبت له مائة حسنة ومحيت عنه مائة سيئة وكانت له حرزاً من الشيطان يومه ذلك حتى يمسى ولم يأت احد بافضل مما جاء به الارجل عمل اكثر منه (۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے جس نے لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمدوهو على كل شئ قدير *دن میں سو بار پڑھا اُس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اُس کے اعمال میں لکھی جائیں گی اور اسی طرح سو برائیاں دور کی جائیں گی۔شیطان سے اُس کو پناہ ہوگی اُس دن شام تک نہیں لایا کوئی عمل اس چیز سے بہتر کہ نہ دے گا اُس کو مگر وہ شخص کہ عمل کیا زیادہ اُس سے۔*

[۳]عن جابر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من قال سبحان اللّٰه العظيم وبحمدهٖ غرست له نخلة فى الجنة (۶۴)

۶۲۔**صحیح مسلم**:كتاب الآداب ،باب كراهية التسمية بالاسماء القبيحة۔**حدیث نمبر**۵۶۰۱۔

۶۳۔ **الف: صحیح بخاری**:كتاب الدعوات ،باب فضل التهليل۔**حدیث نمبر**۶۴۰۳۔

ب:صحیح مسلم:كتاب الذكر والدعاء ،باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء۔**حدیث نمبر**۶۸۴۲۔

۶۴۔**جامع ترمذی**:ابواب الدعوات، باب فی فضل سبحان الله و بحمده۔**حدیث نمبر**۳۴۶۴۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس نے سبحان الله العظیم وبحمده پڑھا اُس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے۔

[۴]عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ افضل الذکر لا اله الا اللّٰہ وافضل الدعاء الحمد للّٰہ (۶۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا تمام ذکروں میں افضل لا الـه الا الله ہے اور افضل دعاؤں میں الحمد للہ ہے۔

تسبیح میں خلوص اور اُس کا نتیجہ:

[۱]عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما قال عبد لا اله الا اللّٰہ قط مخلصا الا فتحت له ابواب السماء حتی تفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر (۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرمایا جب بھی کوئی بندہ خلوص کے ساتھ لا الـه الا الـله کہتا ہے خدا اُس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولتا ہے یہاں تک کہ وہ عرش کے قریب ہو جاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

[۲]وعنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من قال حین یصبح وحین یمسی سبحان اللّٰہ وبحمده مائة مرة لم یأت احد یوم القیامة بافضل مما جاء به الا احد قال مثل ما قال اوزاد علیه (۶۷)

جس نے صبح وشام سبحان اللہ وبحمدہ سو بار پڑھا نہیں لائے گا کوئی عمل بہتر قیامت میں اُس چیز سے کہ لائے گا یہ شخص مگر وہ کہ کیا اُس نے اُس کی مانند یا اُس پر زیادہ کیا۔

توبہ واستغفار:

اسلام دین فطرت ہے اس لیے اُس کا ہر حکم اپنے اندر حقائق رکھتا ہے۔ چوں کہ بندہ بشری

۶۵۔جامع ترمذی: ابواب الدعوات، باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة۔حدیث نمبر ۳۳۸۳۔

۶۶۔جامع ترمذی: ابواب الدعوات، باب دعاء ام سلمة۔حدیث نمبر ۳۵۹۰۔

۶۷۔الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہو سکی۔دیکھیے: کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح۔ حدیث نمبر ۶۴۰۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء۔حدیث نمبر ۲۶۹۲۔

حیثیت سے عام طور پر اچھائی اور برائی دونوں کی قوت رکھتا ہے، اس لیے وہ اگر کسی وقت شہواتِ نفسانی، خدشاتِ شیطانی کے باعث گناہ و معصیت میں مبتلا ہو جائے تو اب یہ نہیں کہ خطاؤں کی معافی کے لیے کوئی شکل ہی باقی نہ ہو۔ اسلام مقدس نے ایسے اوقات پر حکم دیا انسان اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اُس کے الفاظ بھی معین کر دیے گئے، اگر توبہ کے بعد انسان اُس معصیت میں دوبارہ آلودہ نہ ہوا تو پھر صالح بندوں میں جا ملے گا اور خدائے رحیم و کریم اُس کے لیے رحمت و رضوان کے دروازے کھول دے گا۔

توبہ اصل میں توبۂ نصوح ہونی چاہیے۔ آج کل کے زمانے میں ہم صدہا بار توبہ کرتے ہیں اور پھر اُسی معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالتیں درست فرمائے۔

اب ذیل میں توبہ واستغفار کے متعلق چند آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں۔

آیات:

[۱]واستغفر اللّٰہ ان اللّٰہ کان غفورا رحیما(۶۸)

خطاؤں کی معافی خدا سے چاہو، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

[۲]ومن یعمل سوءا اویظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما(۶۹)

جس نے کوئی برائی کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت چاہی تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائے گا۔

[۳]استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ (۷۰)

اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اُسی کی طرف توبہ کرو۔

[۴]یا أیھا الذین آمنوا توبوا الی اللّٰہ توبۃ نصوحا(۷۱)

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں خالص توبہ کرو۔

[۵]وھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیات ویعلم ماتفعلون (۷۲)

وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور خطائیں معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔

۶۸۔النساء:۱۰۶۔ ۶۹۔النساء:۱۱۰۔
۷۰۔ہود:۹۰۔ ۷۱۔التحریم:۸۔
۷۲۔الشوریٰ:۲۵۔

احادیث:

[۱]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ واللّٰہ انی لاستغفراللّٰہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ(۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا کی قسم مَیں ایک دن میں استغفاروتوبہ خدا کی بارگاہ میں ستر سے زیادہ بار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں اُمت کو رغبت دلانا مقصود تھا آپ معصوم ہوکر ستر بار استغفار فرمائیں تو امت کو زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔

[۲]عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللّٰہ علیہ(۷۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ جس وقت اعتراف گناہ کرکر پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

[۳]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ ان تاب واستغفرصقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذالکم الران الذی ذکر اللّٰہ تعالٰی "کلا بل ران علی قلوبھم ماکانو یکسبون" (۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد کیا جب مومن گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ ہوجاتا ہے، اگر توبہ واستغفار کرتا ہے تو اُس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرتا ہے تو وہ نکتہ زیادہ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اُس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ پس یہ ہے ران جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ''ہرگز نہیں

۷۳۔ *صحیح بخاری:* کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلۃ۔ *حدیث نمبر* ۶۳۰۷۔

۷۴۔ *الف:* *صحیح بخاری: یہ ایک طویل حدیث کا جز ہے۔* کتاب التفسیر، باب لو لا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون و المؤمنات خیراً۔ *حدیث نمبر* ۴۷۵۰۔

ب: صحیح مسلم: کتاب التوبۃ، باب فی حدیث الافک۔ *حدیث نمبر* ۷۰۲۰۔

۷۵۔ *جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔ دیکھیے:* ابواب تفسیر القران، باب من سورۃ ویل للمطففین۔ *حدیث نمبر* ۳۳۳۴۔

یوں بلکہ زنگ باندھا ہے اُن کے دلوں پر اُس چیز نے کہ وہ کرتے تھے‘‘۔

[۴]عن ابن عباس رضی اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من لزم الاستغفار جعل اللّٰـہ لـہ مـن کـل ضیـق مـخـرجـا ومـن کل ھم فرجا ورزقـہ من حیث لا یحتسب(۷۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے استغفار پڑھنا لازم کرلیا مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے تنگی سے نکلنے کی راہ کو اور ہر غم سے خلاصی اور رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں کرتا۔

اولاد کی طرف سے استغفار وتوبہ کا بدلہ:

[۱]عن ابی ھریرۃ رضـی الـلّٰـہ عـنـہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ عزوجل لیـرفـع الـدرجۃ لـلـعبـد الـصـالـح فی الجنۃ فیقول یارب انّٰی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک(۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد کیا خدا نیک بندے کا درجہ بہشت میں بلند کرے گا، بندہ کہے گا اے پروردگار! یہ درجہ کہاں سے حاصل ہوا؟ ارشاد ہوگا تیرے فرزند کے استغفار کی بدولت۔

[۲]عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ماالمیت فی الـقبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تـلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فـاذ الحقتہ کان احب الیہ من الدنیا ومافیھا وان اللّٰہ تعالٰی لیدخل علی اھل الـقبـور مـن دعـاء اھـل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم(۷۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مردے کی حالت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے (یعنی اُس کا کوئی ہاتھ پکڑے) وہ فریادی باپ،

۷۶۔ الف:سنن ابوداؤد:کتاب الوتر، باب فی الاستغفار۔حدیث نمبر۱۵۱۸۔
ب:سنن ابن ماجہ:ابواب الادب، باب الاستغفار۔حدیث نمبر۳۸۱۹۔
۷۷۔مسند احمد:ج۱۶/ص۵۷-۳۵۶۔ ۷۸۔شعب الایمان:ج۷/ص۱۶۔

ماں، بھائی اور دوست کی دعائیں پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے، جب دعا اُس کے پاس پہنچتی ہے تو اُس کو یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بے شک خدا (اجر) پہنچاتا ہے قبر والوں کو زمین والوں کی دعا کے باعث مثل پہاڑوں کے۔ زندوں کا مردوں کے لیے ہدیہ یہ ہے کہ وہ اُن کے لیے استغفار کریں۔

ملائکہ:

فرشتے خدا کی مخلوق ہیں جن پر ہمیں ایمان لانے کا حکم ہوا۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے جو کام اُن کے لیے مقرر فرمادیے گئے ہیں بلا کم و کاست اُن کو انجام دیتے ہیں۔ وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ کچھ تو وہ ہیں جو بجز تسبیح و تحمید کے اور کچھ نہیں کرتے۔ بعض کو خدا نے انبیا و مرسلین پر وحی پہنچانے کے لیے مقرر فرمادیا ہے۔ ان فرشتوں کے حق میں خطا بھول چوک نہیں۔ وہ جو کچھ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں حق ہے، اُس میں احتمال کا محل ہی نہیں۔

فرشتوں کے متعلق کچھ آیات درج کی جاتی ہیں۔

آیات:

[۱]الحمد للّٰہ فاطر السموات والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنٰی وثلٰث ورباع یزید فی الخلق مایشاء(۷۹)

تمام تعریفوں کا مستحق خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنائے اور اُس نے فرشتوں کو پیامبر بنایا جن کے دو دو تین تین چار چار بازو ہیں۔ بناوٹ میں جو چیز چاہے بڑھا دیتا ہے۔

[۲]والملئکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض(۸۰)

فرشتے اپنے رب کی تسبیح اور تعریف میں لگے ہوئے ہیں۔ زمین والوں کے لیے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔

[۳]من کان عدوا للّٰہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللّٰہ عدو للکافرین(۸۱)

جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں، رسولوں، جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہو پس اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

۷۹۔ فاطر:۱۔ ۸۰۔ الشوریٰ:۵۔ ۸۱۔البقرہ:۹۸۔

[۴]وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون (۸۲)
حالاں کہ تم پر ہمارے محافظ کراماً کاتبین مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُن کو معلوم رہتا ہے۔
[۵]له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امراللّٰه (۸۳)
(انسان کے) آگے پیچھے خدا کی طرف سے حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہیں۔
[٦]لا یعصون اللّٰه ما امرهم ویفعلون مایؤمرون (۸۴)
خدا اُن کو جو حکم دیتا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔

ان آیات شریفہ سے مختصراً فرشتوں کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے۔ مشہور فرشتوں میں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل ہیں جن کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں۔ اسلام سے قبل بعض جہال کا خیال تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اس مذموم خیال کی قرآن مجید میں باوقات مختلف تردید فرمادی گئی ہے۔ بعض افراد اِس زمانے میں ملائکہ کے وجود ہی سے انکار کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ اگر گنجائش ہوتی تو اس بارے میں مزید تشریح کی جاتی۔

جنات:

فرشتوں کے علاوہ دوسرے گروہ کا نام جنات ہے جو فرشتوں سے ملتے جلتے ہیں۔

کتبِ الٰہیہ:

تیسری چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے خدا کی وہ تمام کتابیں ہیں جو خدا نے قرآن مجید سے قبل اُتاریں۔ صحیح اور کامل تعداد تو نہیں بتائی گئی، البتہ اُن میں مشہور چار ہیں:

[۱] **توراۃ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
[۲] **زبور:** حضرت داؤد علیہ السلام پر
[۳] **انجیل:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
اور آخر میں تمام کتابوں کا سرچشمہ خداوند برتر کا مکمل صحیفہ
[۴] **قرآن کریم:** حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔
ان چاروں کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۸۲۔ الانفطار: ۱۱۔ ۸۳۔ الرعد: ۱۱۔ ۸۴۔ التحریم: ٦۔

لیکن اس چیز کو بھی سمجھتے جاؤ کہ قرآن مجید سے قبل ایک کتاب بھی ایسی نہ تھی جس میں تحریف و تبدیلی نہ کر دی گئی ہو۔ ہمارا ایمان اُن کتب ماسبق پر ہے جو خدا کے یہاں سے ان حضرات پر نازل فرمائی گئیں۔ بالفعل یہ عزت سوائے قرآن مجید کے اور کتاب کو حاصل نہیں کہ وہ اپنی اصلی و حقیقی شان کے ساتھ موجود ہے۔

[۱]قل آمنابالله وما انزل علینا وماانزل علی ابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون(۸۵)

اے محمد! کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور جو اُتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر اور جو دیا گیا موسٰی اور عیسٰی اور نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے۔ ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک میں بھی اور ہم تو اُسی کے حکم بردار ہیں۔

[۲]یا ایهاالذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله والکتٰب الذی نزل علی رسوله والکتٰب الذی انزل من قبل ومن یکفر بالله وملئکته ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا(۸۶)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کتاب پر جو اُس پر اُتاری گئی اور اُس کتاب پر جو اس سے پہلے اُتری جو خدا اور اُس کے فرشتوں، رسولوں اور قیامت سے انکار کرے پس وہ بہت دور بھٹک گیا۔

[۳]آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن بالله وملئکته وکتبه ورسله (۸۷)

ہمارے پیغمبر ﷺ نے مان لیا جو اُن پر پروردگار کی طرف سے اُترا اور مسلمانوں نے بھی۔ سب کے سب ایمان لے آئے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور پیغمبروں پر۔

۸۵۔آل عمران:۸۴۔ ۸۶۔النساء:۱۳۶۔

۸۷۔البقرہ:۲۸۵۔

﴿قرآن مجید﴾:

عالم انسانیت کو درس دینے والی آخر و مکمل کتاب۔ جس چیز نے مسلمانوں کو برباد کیا وہ قرآن کریم سے بے توجہی ہے جو کتاب سارے جہان کے لیے بشیر و نذیر ہو، جس کے دروازے بلا امتیاز ہر قوم وملت کے لیے کھلے ہوئے ہوں، جس میں عالم انسانیت کی دینی، دنیوی، اخلاقی، معاشرتی، علمی، تجارتی واقتصادی ضروریات زندگی کے ہر شعبے کو مکمل کرنے کا سامان ہو اس صحیفۂ الٰہی کے حقائق و معلومات سے مسلمان ہی بے خبر ہیں! بلاشبہ تلاوتِ قرآن پاک بھی باعث اجر و ثواب ہے مگر قرآن کریم تو جگہ جگہ تعقلون تعلمون وغیرہ کی قیود لگا کر بتا رہا ہے کہ پڑھنے والا اُس کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرے۔ ہمیں اس کا تو شوق ہے کہ قرآن کریم عمدہ عمدہ غلافوں میں محفوظ رہے یا کبھی مصیبت و تکلیف کے وقت اوراقِ شریفہ کی ہوا دیدی جائے۔ یقین کیجیے مسلمانوں نے خدا کے اس آخر اور مکمل صحیفے پر عمل کرنے کے بعد دُنیا کے ہر حصے کو ہلا ڈالا۔ آج بھی اگر ہم اپنی فوز وفلاح چاہتے ہیں تو احکامِ قرآنی سے باخبر ہو کر اُس پر عمل کریں۔

فضائل قرآن و ماہرین قرآن:

احادیث:

[۱]عن عثمان رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (۸۸)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں وہ شخص ہی بہتر ہے جس نے قرآن کو سیکھ کر (دوسروں کو) سکھایا۔ (یہاں سیکھنے سے مراد قرآن کریم کے حقائق و دقائق بھی مراد ہیں)

[۲]عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة والذی یقرء القرآن ویتتعتع فیه وهو علیه شاق له اجران (۸۹)

۸۸۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن و علمه۔ حدیث نمبر ۵۰۲۷۔

۸۹۔الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ مثل الذی یقرا القرآن و هو حافظ له مع السفرة الکرام البررة ومثل الذی یقرا القرآن و هو یتعاهده وهو علیه شدید فله اجران۔ کتاب التفسیر، باب سورة عبس ۔ حدیث نمبر ۴۹۳۷۔

ب: صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل ماهر القرآن والذی یتتعتع فیه۔ حدیث نمبر ۱۸۶۲۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن کا ماہر اُن فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو نیکوکار بزرگ ہیں اور جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور یہ بات اُس پر گراں ہے اُسے دوہرا اجر ہے۔
ماہر تو افضل ہی ہے مگر اٹک کر پڑھنے والے کو باعتبار مشقت کے ثواب ہے۔

قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنے کا بدلہ:

[۱]عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یقال لصاحب القرآن اقرأ و ارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلك عند آخر آیة تقرأها(۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا (قیامت میں) پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور چڑھ جا (بہشت کے درجوں پر) اور اُس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دُنیا میں پڑھتا تھا پس تیرا درجہ آخر آیت کے نزدیک ہے کہ تو اُس کو پڑھے گا۔
صاحبِ قرآن سے یہاں مراد وہ شخص ہے جو قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت اور اُس پر عمل کرتا ہے۔

[۲]عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یقول الرب تبارك و تعالیٰ من شغله القران عن ذکری و مسئلتی اعطیته افضل مااعطی السائلین وفضل کلام اللّٰہ علی سائر الکلام کفضل اللّٰہ علی خلقه(۹۱)

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا رب تبارک تعالیٰ فرماتا ہے جس کو باز رکھے قرآن میری اور سوال کرنے سے مَیں اُس کو اور مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں۔ کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں سے ایسی ہے جیسے خدا کی تمام مخلوق پر۔
من شغله القرآن سے مراد یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم یاد کرنے اور اُس کے معانی سمجھنے میں مشغول رہے تو مَیں اُس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

قرآنِ کریم پر عمل کرنے والوں کا درجہ:

عن معاذ الجهنی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من قرء القرآن وعمل بما فیه البس

۹۰۔الف: جامع ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء ان الذی لیس فی جوفه من القرآن کالبیت الخرب۔۲۹۱۴۔ ب: مسند احمد: ج۱۱/ص۴۰۳۔

۹۱۔جامع ترمذی: ابواب فضائل القرآن ،باب الا رجل یحملنی الی قومه لابلغ کلام ربی۔حدیث نمبر ۲۹۲۶۔

والداه تاجا يوم القيامة ضوءه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بھٰذا(۹۲)

معاذ جہنی راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن کی تلاوت کرے اور جو کچھ اُس میں ہے اُس پر عمل کرے اُس کے ماں باپ قیامت کے دن تاج پہنائے جائیں گے جس کی روشنی آفتاب سے اچھی ہوگی جو دُنیا میں ہمارے گھروں میں ہے۔

جب تک قرآن کریم پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے:

[۱]عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ نزل القرآن علٰی خمسة اوجه حلال وحرام ومحکم ومتشابه وامثال فاحلوا الحلال وحرموا الحرام واعملوا بالمحکم وآمنوا بالمتشابه واعتبروا بالامثال(۹۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن نازل ہوا پانچ طریقوں کے ساتھ حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال۔ پس حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو اور محکم کے ساتھ عمل کرو، متشابہ پر ایمان رکھو اور قرآنی مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔

[۲]عن مالك بن انس مرسلا قال قال رسول اللّٰه ﷺ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰه وسنة رسوله(۹۴)

مالک بن انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم اُن دونوں سے تمسک کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول کی سنت۔

[۳]عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال من تعلم کتاب اللّٰه ثم اتبع مافیه ھداه اللّٰه من الضلالة فی الدنیا ووقاه یوم القیامة سوء الحساب وفی روایة قال من اقتدی بکتاب اللّٰه لا یضل فی الدنیا ولا یشقٰی فی الاخرة ثم تلا ھذه

۹۲۔ **الف:** ابوداؤد: کتاب فی الوتر، باب فی ثواب قراة القرآن۔۱۴۵۳۔

۹۳۔ **الف:** مشکوة المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ حدیث نمبر ۱۸۲۔
ب: شعب الایمان: ج۲/ص۴۲۷۔

۹۴۔ مؤطا: ج۵/ص۱۳۲۳۔

الاية فمن اتبع هداى فلا يضل و لا يشقى (۹۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں جس نے قرآن پاک کو سیکھا اور اُس کے بعد جو کچھ قرآن میں ہے اُس کی پیروی کی تو خدا دنیا میں اُس کو ہدایت پر ثابت کرے گا اور گمراہی سے بچائے گا جب تک وہ دنیا میں زندہ ہے اور قیامت میں بھی بڑے حساب سے اُس کے ساتھ مواخذہ نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی نہ تو وہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں اُس پر عذاب ہوگا اُس کے بعد قرآن کریم کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے جس نے قرآن پاک کا اتباع کیا وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ بد بخت ہوگا۔

[۴]عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایؤمن احد حتی یکون هواه تبعالما جئت به(۹۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ہوتا تم میں سے کوئی کامل الایمان ﴿اس وقت تک نہیں ہوسکتا﴾ جب تک کہ اُس کی خواہشات تابع نہ ہوں اُس کی (قرآن مجید کی) جس کو مَیں لے کر آیا۔

انبیائے ماسبق اور اسلام:

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ انبیائے ماسبق کے درجات عالیات اور اُن کے مراتب کی تصدیق کرنے میں اسلام سے زیادہ کسی نے حصہ نہیں لیا۔ مسلمان کے عقیدے میں ہر مقدس نبی کی عزت اور اُس پر ایمان لانا فرض قرار دے دیا گیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر انبیا آئے ہمارا سب پر ایمان ہے۔ انبیا کا کام بندوں کو صراط مستقیم دکھانا ہے اور توحید کا درس دے کر خدا تک پہنچانا ہے۔ اس اصول میں تمام انبیا ایک ہی تعلیم دینے آئے، البتہ قوموں کے حالات و ضروریات کے لحاظ سے خاص خاص ہدایات جدا جدا رنگ میں پیش فرماتے رہے۔ بعض پیغمبروں پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا بے دینی اور کفر ہے مسلمان کا درجہ اس مرتبے میں بھی سب سے

۹۵۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول: ج۱/ص۸۱۔

۹۶۔ شرح السنۃ: ج۱/ص۹۸۔

اعلیٰ ہے وہ بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہے کہ اپنے باپ دادا انبیائے بنی اسرائیل کے علاوہ دوسرے انبیا کا انکار کرے۔ اسلام تو اُن الزامات کو بھی دفع کرتا ہے جو اُن اقوام نے اپنے مقدس انبیا پر لگا رکھے تھے۔

اب رہا یہ امر کہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی، یہ ایک مشاہدہ ہے کہ ہر انسان اپنے اندر مختلف النوع خصوصیات رکھتا ہے۔ ہر شخص مساوی درجات نہیں رکھتا کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے کسی میں کوئی جوہر، لیکن اسلام کسی پیغمبر میں ادنیٰ نقص کا بھی قائل نہیں۔

[۱]اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین(۹۷)

اُس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا جو دنیا و آخرت میں باعزت اور مقرب بندوں میں ہوگا اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کرے گا۔

[۲] ماکان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وماکان من المشرکین(۹۸)

حضرت ابراہیم یہودی و نصرانی نہ تھے، بلکہ فرماں بردار بندے تھے، شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔

[۳]ان الذین یکفرون باللّٰه ورسله ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰه ورسله ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلك سبیلا اولٰئك هم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مهینا والذین آمنوا باللّٰه ورسله ولم یفرقوا بین احد منهم اولٰئك سوف یؤتیهم اجورهم وکان اللّٰه غفورا رحیما(۹۹)

جو اللہ اور اُس کے رسولوں کے ساتھ کفر اور تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں (کفر و ایمان) بیچ کا راستہ اختیار کریں تو یہی لوگ کافر ہیں۔ کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا

۹۷۔ آل عمران:۴۶-۴۵۔ ۹۸۔ آل عمران:۶۷۔

۹۹۔ النساء:۱۵۲۔

ہے اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے مابین تفریق نہ کی تو خدا اُن کو عن قریب اجر دے گا اور خدا غفور رحیم ہے۔

حضرات انبیائے ماسبق کے درجات اور احادیثِ نبویہ:

عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللّٰه ﷺ فخرج حتی اذا دنا منهم سمعهم يتذاكرون قال بعضهم ان اللّٰه اتخذ ابراهيم خليلا وقال آخر و موسٰی كلمه تكليما وقال اخرفعيسٰی كلمة اللّٰه وروحه وقال آدم اصطفاه اللّٰه فخرج عليهم رسول اللّٰه ﷺ وقال قد سمعت كلامكم وعجبكم ان ابراهيم خليل اللّٰه وهو كذلك وموسٰی نجی اللّٰه وهو كذلك وعيسٰی روحه وكلمته وهو كذلك وادم اصطفاه اللّٰه وهو كذلك الا وانا حبيب اللّٰه ولافخر الخـ(۱۰۰)

حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے حضور انور ﷺ نکل کر اُن کے قریب آئے اور مذاکرہ سماعت فرماتے رہے بعض صحابہ کہتے تھے بے شک اللہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل بنایا، دوسرے کہتے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ و روح اللہ بنایا، آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کیا۔ آپ تشریف لے آئے اور فرمایا مَیں نے تمہارے کلام اور تعجب کو سنا بے شک ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی تھے، موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی تھے، عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی تھے، آدم صفی اللہ ہیں وہ ایسے ہی تھے۔ خبردار ہو مَیں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

رسالتِ محمدیہ:

سرکار ابد قرار حضور محمد ﷺ کی ذات اقدس پر خداوند عالم نے نبوت ختم فرمادی۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہر قسم کی نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب جو شخص نبوت کے کسی حصے میں اپنے آپ کو ظاہر کرے وہ کافر ہے۔ آپ کا دین جملہ ادیان کا ناسخ ہے۔ آپ کی رسالت کسی قوم و قبیلے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ آپ عالم گیر معلم بن کر تشریف لائے ہیں جس میں انسان کی تمام

۱۰۰۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الاول، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین۔ حدیث نمبر ۵۷۶۲۔

ضروریات و اصلاحات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر شخص ہمہ قسم کے اسلامی حقوق حاصل کرسکتا ہے۔ ہر نبی ورسول اپنے زمانے میں آپ کی بعثت ورسالت کا اقرار لیتا رہا۔ آپ جیسا عالمِ انسانیت میں نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہوسکتا ہے۔ بغیر آپ کی رسالت کا اقرار کیے انسان فلاح نہیں پا سکتا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں آپ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ یہاں مختصراً چند آیات موضوع کے ماتحت درج کی جاتی ہیں۔

آیات:

[۱]قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لایحب الکافرین(۱۰۱)

(اے رسول!) کہہ دو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر نہ مانیں تو خدا نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

[۲] یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول(۱۰۲)

اے ایمان والو! خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔

[۳]قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ(۱۰۳)

کہہ دو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو میرا اتباع کرو تا کہ تم کو خدا دوست رکھے۔

[۴] یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون(۱۰۴)

اے ایمان والو! خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اُس کے حکم سے سرتابی نہ کرو تم دراں حالیکہ سن رہے ہو۔

احادیث:

[۱]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہٖ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہٖ الا کان من اصحٰب النار(۱۰۵)

۱۰۱۔ آل عمران:۳۲۔ ۱۰۲۔النساء:۵۹۔ ۱۰۳۔آل عمران:۳۱۔ ۱۰۴۔ الانفال:۲۰۔

۱۰۵۔صحیح مسلم:کتاب الایمان ،باب وجوب الایمان برسالۃنبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس و نسخ الملل ۔ حدیث نمبر ۳۸۶۔

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اس اُمت میں سے جو کوئی یہودی و نصرانی میری نبوت کو سن کر مرجائے اور اُس پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مَیں مبعوث ہوا ہوں تو وہ دوزخ والوں سے ہوگا۔

[۲] عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ثلثة لهم اجران رجل من اهل الكتاب آمن نبيه وآمن محمد والعبد المملوك اذا ادیٰ حق اللّٰه وحق مواليه ورجل كانت عنده امة يطأها فادبها فاحسن تاديبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران (۱۰۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کا دوہرا اجر ہے ایک اہل کتاب میں سے جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور مجھ پر بھی ایمان لایا، دوسرے وہ غلام جس نے خدا کا حق بھی پورا کیا اور اپنے آقا کا بھی، تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو وہ اُس سے محبت کرے اُس کو ادب سکھاتا ہو اور شریعت کے مسائل سکھاتا ہو پھر اُس کو آزاد کرکر نکاح کرے تو اُس کے واسطے بھی دو ثواب ہیں۔

[۳] عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ مثلی ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت اناسددت موضع اللبنة ختم بی البنيان وختم بی الرسل (۱۰۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری اور دیگر نبیوں کی

۱۰۶۔ الف: صحیح بخاری: کتاب العلم ،باب تعلیم الرجل امته واهله۔ حدیث نمبر ۹۷۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان ،باب وجوب الایمان برسالةنبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس و نسخ الملل۔ حدیث نمبر ۳۸۷۔

۱۰۷۔ الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے۔ دیکھیے: کتاب المناقب، باب خاتم النبیین۔ حدیث نمبر ۳۵-۳۵۳۴۔

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہوئی۔ دیکھیے: کتاب الفضائل، باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبیین۔ حدیث نمبر ۵۹۵۹ تا ۵۹۶۴۔

ج: مشکوۃ المصابیح: الفصل الاول، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین۔ حدیث نمبر ۵۷۴۵۔

مثال ایک محل کی طرح ہے جس کی دیوار اچھی بنائی گئی اور ایک اینٹ کی جگہ کھلی ہوئی چھوڑ دی گئی۔ گرد پھرنے لگے اُس محل کے دیکھنے والے ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب کر رہے تھے۔ پس مَیں ہی اُس اینٹ کا پورا کرنے والا ہوں اور مجھی پر خدا نے اس بنیاد اور رسالت کو ختم کر دیا۔

[۴]عن جابر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا فایما رجل من امتی ادرکته الصلوة فلیصل واحلت لی المغانم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعة وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة(۱۰۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا پانچ باتیں مجھے ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں۔ مَیں ایک مہینے کی راہ تک اپنے دشمنوں کے دل پر دہشت کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں اور تمام زمین میرے لیے مسجد بنا دی گئی۔ میرے جس اُمتی کو جہاں نماز کا وقت آجائے پس وہ وہیں نماز پڑھ لے، میرے لیے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی پر غنیمت حلال نہ تھی اور مجھے شفاعت عظمیٰ عطا کی گئی، ہر نبی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مَیں تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

[۵]عن ابی سعید رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر ومامن نبی یومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر(۱۰۹)

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا مَیں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا، اُس دن میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اُس دن آدم اور اُن کے ماسوا جس قدر بھی انبیا ہوں گے میرے جھنڈے کے نیچے ہوں

۱۰۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب التیمم، بابِ اول۔ حدیث نمبر ۳۳۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة۔ حدیث نمبر ۱۱۶۳۔

۱۰۹۔ جامع ترمذی: ابواب المناقب، باب سلوا الله لی الوسیلة۔ حدیث نمبر ۳۶۱۵۔

گے اور مَیں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے اُٹھوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

[۶]عن جابر رضی اللّٰہ عنه عن النبی ﷺ حین اتاه عمر فقال انا نسمع احادیث من یهود تعجبنا افتریٰ ان تکتب بعضها امتهوکون انتم کما تهوکت الیهود والنصاری لقد جئتکم بها بیضاء نقیة ولو کان موسٰی حیا ماوسعه الا اتباعی (۱۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے عرض کیا کہ جس وقت ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں تو ہم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں سے بعض کو لکھوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہود و نصرانیوں کی طرح حیران ہو (مطلب یہ ہے کہ کیا دین اسلام میں کچھ کمی سمجھتے ہو جو دوسرے دین کے محتاج ہو) بے شک مَیں تمہارے پاس روشن اور صاف شریعت لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اُن کو سوائے میری پیروی کے کوئی دوسری چیز لائق نہ تھی۔

اطاعتِ نبویہ:

مذکورہَ بالا آیات و احادیث سے حضرت ختم مرتبت روحی لہ الفدا کے فضائل و خصوصیات کی مختصر کیفیت معلوم ہوگئی۔ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ محض زبانی و عادی سے اطاعت نبویہ کا اہم فریضہ پورا نہیں ہو جاتا، بلکہ اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان اپنے اعمال وافعال میں حضور ہادیٔ عالم ﷺ کی حیات شریفہ کا کلیتًا پابند ہو جائے، جب تک حضور کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اعمال میں اطاعت نہ کرے گا تکمیل نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں ارشادات عالیات ملاحظہ ہوں:

[۱]عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به (۱۱۱)

۱۱۰۔ الف: مسند احمد: ج۲۳/ص۳۴۹۔

ب: شعب الایمان: ج۱/ص۱۹۹۔

۱۱۱۔ شرح السنة: ج۱/ص۹۸۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اُس کی خواہشات جس چیز کو مَیں لایا ہوں ﴿اس کے﴾ تابع نہ ہوجائیں۔

[۲]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (۱۱۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوتا جب تک مَیں اُس کو اپنی اولاد، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

[۳] حضرت عبدالرحمٰن ابی قراد کی حدیث میں ہے حضورﷺ نے فرمایا صحابہ نے آپ کے وضو کا پانی منہ پر ملنا شروع کر دیا، آپﷺ نے پوچھا کس چیز نے تم کو اس فعل پر آمادہ کیا؟ عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول کی محبت نے تو ارشاد فرمایا فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ (۱۱۳) یعنی ضروری ہے کہ جب بات کہے تو سچ بولے اور جب امانت سونپی جائے تو تو امانت ادا کرے اور ہمسایوں کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کرے۔

قیامت:

پانچویں بات جس پر ایمان لانا چاہیے مر کر اٹھنا ہے وہ دن جزا و سزا کا ہے۔ قوانین قدرت ارشاداتِ انبیا پر جنہوں نے عمل کیا اُس دن اُن کو بہتر سے بہتر اجر ملے گا، جو راہِ حق سے محترز رہے اُس کی سزا پائیں گے۔ اُس دن آسمان و زمین پھٹ جائیں گے، تارے گر جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوں گے، قبروں سے مردے زندہ کیے جائیں گے، میدانِ قیامت میں جمع ہوں

۱۱۲۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الایمان ،حب الرسول من الایمان۔حدیث نمبر ۱۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب وجوب محبة رسول اللہ ﷺ اکثر من الاھل والولد والوالد والناس اجمعین۔حدیث نمبر ۱۶۹۔

۱۱۳۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق۔حدیث نمبر ۴۹۹۰۔

ب: شعب الایمان: ج۲/ص ۲۰۱۔

گے، اچھے اور برے سب ہی اُس دن خدا کے سامنے حاضر ہوں گے، لمن الملك اليوم لله الواحد القهار (۱۱۴) کی صدا سے قلوب لرزتے ہوں گے۔

اس ہولناک دن میں انبیا و رسل بھی نفسی نفسی پکاریں گے، اُس دن خدا تاجدارِ مدینہ ﷺ کو یہ عزت دے گا کہ آپ انالھا فرمائیں گے اور یوم محشر میں سب کی قیادت فرمائیں گے۔ اس دُنیا میں انسان بے خبر ہو کر سمجھتا ہے کہ مَیں اپنے اعمال و افعال کا مختار ہوں، دیکھنے والا کون ہے؟ مگر خدا کے مقرر کردہ نگہبان فرشتے ایک ایک چیز کی دیکھ بھال میں ہیں۔ قیامت میں ہر چھوٹی بڑی چیز سامنے آ جائے گی۔ قرآن کریم میں جہاں واقعہ قیامت کی ہولناکیوں اور دوبارہ زندہ ہو کر حساب و کتاب کے جا بجا اذکار ہیں اُسی کے ساتھ ان تخیلات کی بھی تردید کر دی گئی ہے کہ تم دوبارہ زندہ ہونے کو امر ممتنع سمجھ رہے ہو۔ ہم یہاں چند آیات ہی درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

[۱]منها خلقنكم وفيها نعيدكم (۱۱۵)

اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اُسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے۔

[۲]بلى قادرين على ان نسوى بنانه (۱۱۶)

بلکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور اصلی ٹھکانے پر بٹھا دیں۔

[۳] افحسبتم انما خلقناكم عبثا وانكم الينا لاترجعون (۱۱۷)

کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو کھیلنے کے لیے پیدا کیا ہے اور تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔

[۴]افعيينا بالخلق الاول بل هم فى لبس من خلق جديد (۱۱۸)

کیا ہم اول (بار) پیدا کرنے میں تھک گئے کہ قیامت میں دوبارہ پیدا نہیں کر سکیں گے بلکہ (اصل بات یہ ہے) کہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں ہیں۔

[۵]ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين ثم جعلناه نطفة فى قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشانه خلقا آخر فتبارك الله احسن الخالقين ثم انكم بعد ذلك

۱۱۴۔ غافر: ۱۶۔ ۱۱۵۔ طٰہٰ: ۵۵۔ ۱۱۶۔ القیامۃ: ۴

۱۱۷۔ المومنون: ۱۱۵۔ ۱۱۸۔ ق: ۱۵۔

لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون(۱۱۹)
ہم نے انسان کومٹی کے ست سے بنایا پھر ہم نے اُس کو حفاظت کی جگہ (رحم مادر میں) نطفہ بنا کر رکھا، پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بندھی ہوئی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا، پھر ہم ہی نے اُس کو دوسری مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے پھر اُس کے بعد تم کو مرنا ہے پھر قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

جنت ودوزخ:

اچھے اعمال کی جزا جنت ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا یہ مومن ومسلم کے لیے ہے اور جو اس دُنیا میں احکام خدا کا انکار اور کفر کرتے رہے اُن کے لیے دوزخ ہے۔

ان دونوں مقامات کی تفصیلات آیات و احادیث میں زیادہ سے زیادہ موجود ہیں اگر مسلمانوں کو معلومات میں اضافہ اور اپنی دینی ودنیوی فلاح کا شوق ہو تو قرآن کریم کو بغور مطالعہ فرمائیں تو جنت ودوزخ کی تفصیلات بآسانی سامنے آجائیں گی۔

تقدیر:

مقدراتِ الٰہیہ میں سب کچھ مقرر کر دیا گیا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تقدیر و تدبیر کے پہلوؤں پر تبصرے کا محل نہیں اس کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان اپنی سعی وکوشش پر نازاں نہ ہو بلکہ بشری جدوجہد کرنے کے بعد اپنے معاملات قضا وقدر پر چھوڑ دے۔

مسئلہ:

تقدیر کو اس طرح سمجھنا کہ خالق خیر وشر سب کچھ مقرر کر چکا، لہٰذا اب جو افعال سرزد ہوں گے اُس کا مختار انسان نہیں اور نہ اُس پر عذاب ہونا چاہیے۔ خدائے برتر نے انسان کو عقل وہوش عطا کیے، فہم وبصیرت کی قوت دی، برے بھلے کے امتیاز کرنے کی صلاحیت بخشی پس اعمال کی جزا وسزا انسان کے افعال پر ہے۔

☆☆☆

۱۱۹۔ المومنون:۱۲تا۱۶۔

جسمانی طہارت کا نظام

اسلام نے جسمانی طہارت و پاکیزگی کا جو نظام قائم فرمایا وہ بھی اپنے اندر بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ یہاں طبی فوائد بیان کرنا مقصود نہیں، البتہ اتنا عرض کرنا ہے کہ آج نئی تحقیقات والے بھی اپنے طریقۂ معالجات میں پانی کے علاج پر زور دے رہے ہیں اور اس علاج کو کہا جاتا ہے مقبولیت بھی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ ایک بدیہی چیز ہے، اگر انسان اپنے بدن کو جسمانی امراض سے محفوظ کرنا چاہتا ہے تو اُس کو اپنے جسم کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسم کو پانی سے دھونا، صاف کرنا یا غسل کرنا بہترین کام ہیں۔ اسلام جس طرح روحانی امراض کا معالج ہے، اُس نے جسمانی امراض دور کرنے کے طریقے بھی مستقل ابواب کے ساتھ قائم فرمائے جن میں وضو و غسل اپنی اپنی جگہ ایسے اعمال ہیں جن میں طہارت و پاکی کی تمام چیزیں آجاتی ہیں وہ مذہب جو روحانی طہارت چاہتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ جسمانی طہارت کے عنوان کو تشنہ چھوڑ دیتا۔ نماز کے لیے وضو کو لازمی قرار دیا گیا۔

وضو کے پورے فرائض و سنن پر غور کرو تو پتہ چلتا ہے کہ ۲۴ گھنٹے میں پنج وقتہ نمازوں کے لیے منہ، ہاتھ، چہرہ وغیرہ کے اعضا کو اچھی طرح دھونا جسمانی صفائی کے لیے کچھ کم ہے پھر پانی بھی وہ جس کا نہ تو رنگ متغیر ہوا ہو اور نہ اُس کے ذائقے میں فرق آیا ہوتا کہ امراض کا شکار نہ ہو۔

فرائض سے قبل عالم انسانیت کے معلم حضرت سرکار عالم ﷺ نے سنن کو مقدم رکھنے میں اس حقیقت کو سامنے رکھا کہ ہاتھ دھوتے وقت پانی کو دیکھ لے کہ وہ کس حالت میں ہے۔ کلی کرنے میں پانی کا مزہ معلوم ہو جائے گا، ناک سے پانی کی بُو وغیرہ کا اندازہ کرے پھر جسم کے حصے پر ادنیٰ نجاست باقی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی، بلکہ اُس کا دھونا یا صاف کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ پس جو لوگ مسلمانوں کو ملچھ اور نجس کہتے ہیں وہ مسلمانوں کی طہارت کے نظام کا معائنہ کریں اور غور کریں کیا۔ ایک مرتبہ غسل کرنے اور بول و براز ﴿پیشاب، پاخانہ﴾ سے جسم اور کپڑے گندے

رہنے میں پاکیزگی ہوگی یا اسلامی طہارت میں؟۔

منھ کی صفائی کے لیے سرکارِ عالم ﷺ نے مسواک کی تاکید فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر صحابہ اپنے کانوں میں مسواک لگائے رہتے تھے۔ آج کل ولایتی برشوں نے جن کے متعلق طباً بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ صحت کے لیے مضر ہیں اور مذہباً بھی ناجائز ہیں ایسا رواج ہوا کہ مسواک کے استعمال کو فیشن کے خلاف سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خوف نہ ہوتا تو مَیں مسواک کو ہر وضو میں لازم کر دیتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا جس وضو میں مسواک کی جائے وہ ثواب میں بغیر مسواک والے سے ستر درجہ بڑھا ہوا ہے۔

اب مختصراً ذیل میں وضو کے ضروریات وترکیب کا درج کرنا مناسب ہے۔ فریضۂ عبادت سے قبل ضروری ہے کہ بدن، کپڑا، جائے نماز پاک ہو۔

اونچی جگہ پر قبلہ رو ہوکر بیٹھے اور وضو کرنے سے قبل بسم اللہ کہے۔ سب سے اول تین بار دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے، پھر تین کلیاں کر کے مسواک کرے، تین بار ناک میں پانی ڈالے (تاکہ بو کا احساس ہو) بائیں ہاتھ سے صاف کرے، تین بار منہ دھوئے جس کی حد پیشانی کے بالوں کی جڑ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے، ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہائے، دونوں ابروؤں کے نیچے پانی بہائے، کوئی مقام خشک نہ رہ جائے، پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت، پھر بایاں اسی طرح تین بار دھوئے۔ اُنگلیوں کا خلال کرے اُس کے بعد مسح کرے، عورتیں چھلا وغیرہ ہلا کر پانی پہنچائیں۔ اُس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک پہلے سیدھا پھر اُلٹا، چھنگلیا کا خلال بھی کرے، ختم وضو پر سورۂ انا انزلنا پڑھے۔ یہ دعا پڑھنا بھی مستحسن ہے:

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادك الصالحین واجعلنی من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.

آیات:

[۱]فیه رجال یحبون ان یتطھروا واللّٰه یحب المطھرین(۱۲۰)

اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ

۱۲۰۔ التوبۃ:۱۰۸۔

خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

[۲]یا أیھا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطھر والرجز فاھجر (۱۲۱)

اے چادر لپیٹ کر لیٹنے والے اُٹھو اور خدا کے عذاب سے ڈراؤ، اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔

احادیث:

مالک اشعری سے مسلم میں روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الطھور شطرالایمان **پاک رہنا نصف ایمان ہے۔(۱۲۲)**

الا ادلکم علی مایمحواللّٰہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات قالوا بلی یا رسول اللّٰہ قال اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط (۱۲۳)

کیا میں ایسی چیزیں نہ بتاؤں جس سے خدا تمہاری خطاؤں کو معاف کرے اور درجات بلند کرے۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں! فرمایا پورا کرنا وضو کا (یعنی تمام اعضا پر اچھی طرح پانی پہنچائے) مشقت کے وقت (یعنی جاڑے کی شدت میں) اور مسجدوں میں کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ ہے رباط۔

سرحد اسلام پر دشمنانِ اسلام کے مقابلے کی جگہ بیٹھنے کو 'رباط' کہتے ہیں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (۱۲۴) جو ثواب وہاں ملتا ہے وہی مساجد میں انتظار کرنے والوں کو ملے گا۔

مسائل طہارت وغیرہ:

آیات واحادیث شریفہ کے بعد اس کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ طہارت کے ضروری احکام درج کر دیے جائیں تا کہ مسلمان طہارت کے مسائل سے باخبر ہو جائیں، چوں کہ ناپاکی

۱۲۱۔المدثر: ۱تا۵۔

۱۲۲۔صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء ۔حدیث نمبر ۵۳۴۔

۱۲۳۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ دیکھیے: صحیح مسلم: کتاب الطھارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ۔ حدیث نمبر ۵۸۷۔

۱۲۴۔آل عمران: ۲۰۰۔

نجاست سے پیدا ہوتی ہے اس لیے سب سے مقدم چیز نجاست کا حال معلوم کر لینا ہے۔

نجاست:

دو قسم کی ہے۔ حقیقی، حکمی۔ حقیقی جیسے پیشاب، پاخانہ، منی وغیرہ۔ حکمی جیسے انسان کا بے وضو ہونا، تمام بدن کا غسل میں ناپاک ہو جانا، عورت کا حیض ونفاس کی حالت میں ہونا۔

اسی طرح نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ، خفیفہ۔ غلیظہ کی مثالیں آدمی کا پیشاب، پاخانہ، گدھے کا پیشاب یا جن چار پایہ جانوروں کا گوشت حرام ہے اُن کا پیشاب، بہتا ہوا خون، شراب، منی۔ یہ نجاست اگر ایک درہم کے برابر کپڑے یا بدن پر ہو تو اس قدر معاف ہے نماز ہو جائے گی، لیکن کپڑے اور جسم کا حصہ اُس سے پاک کر لینا بہتر ہے۔

پانی کا بیان:

نجاست حکمی کا دور کرنا یعنی وضو کرنا آسمان کے برسے ہوئے پانی، ندی، نالے، چشمے، کنوؤں، تالاب، دریا کے پانی سے درست ہے۔ اگر پانی میں صابن، زعفران وغیرہ اس طرح مل جائیں کہ پانی کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے اور پانی کے پتلے ہونے میں بھی فرق نہ ہوا تو وضو کر سکتا ہے اور اگر پانی پر دوسری چیزیں غالب آ گئیں رنگ، مزہ، بو ہو تو اُس پانی سے وضو وغسل صحیح نہ ہوگا۔ جنگلوں میں جا بجا بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے اگر وہ تھوڑا ہے اور بظاہر اُس میں نجاست نہیں معلوم ہوتی تو پاک ہے، وضو، غسل ان سے درست ہے، وہم وشک پر ناپاک نہیں ہوگا۔

مسائل کنواں:

کنوئیں میں جب نجاست گر جائے تو وہ پانی سے نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مختصراً یہاں چند احکام درج کیے جاتے ہیں:

کبوتر کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ مرغی، بطخ کی بیٹ، کتے، بلی، بکری کے پیشاب سے نجس ہوگا، سب پانی نکالیں۔

آدمی، کتا، بلی، بکری یا اُس کے برابر جانور کنوئیں میں گر کر مر جائیں تو سب پانی نکالیں۔

کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا جیسے کبوتر، چوہا یا بکری وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول پھٹ جائے تو سب پانی نکالا جائے۔

چوہا، چھپکلی گر کر مرنے سے تیس ڈول نکالیں۔

بڑے چشمے والے کنوئیں کے پاک کرنے کا قول مفتیٰ بہ یہ ہے کہ دو مسلمان عادل جن کو پانی میں مہارت ہو تجویز کر دیں کہ فی الحال اس میں اتنے ڈول پانی موجود ہے، اُسی قدر پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

بدن یا کپڑے پر نجاست پیشاب، پاخانہ، منی، خون وغیرہ لگ جائے تو اُس کو پانی سے دھوئے، جس وقت نجاست دور ہو جائے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

استنجا:

جب سو کر اُٹھے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک پانی سے دھو ڈالے۔ حدیث میں اس کی تاکید فرمائی گئی کہ نہ معلوم ہاتھ سوتے میں کہاں کہاں گیا ہو۔ استنجا پانی ڈھیلے دونوں سے کر سکتا ہے۔ اصل مقصود استنجے کا یہ ہے کہ نجاست بالکل دور ہو جائے۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں بہت سی بیماریاں بھی جاتی ہیں اور پھر پانی سے استنجا کرنے سے جسم اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ ہڈی، گوبر، خشک لید، کوئلہ، شیشہ، پختہ اینٹ، لکڑی، کھانے کی چیز، کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے۔

نئی تہذیب کے دور میں کاغذ سے استنجا کرنا فیشن میں داخل ہو رہا ہے جو قطعاً گناہ ہے۔ اسی طرح کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا بھی منع ہے، اگر کوئی عذر ہو تو مضائقہ نہیں۔ قبلہ رو ہو کر پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

حیض و نفاس و استحاضہ:

جوان عورت کو فرج سے جو معمولی خون آتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں۔ اگر کسی مرض سے ہو اُسے استحاضہ کہتے ہیں۔ بچہ ہونے کے بعد جو خون آئے اُس کو نفاس کہتے ہیں۔ مدت حیض کم از کم تین رات تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہیں۔ اگر کسی عورت کو تین رات تین دن سے کم خون آیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اسی طرح دس دن دس رات سے زیادہ خون آتا رہا وہ بھی استحاضہ ہے۔ نو برس سے کم عمر والی لڑکی کو حیض نہیں آتا اگر یہ خون دیکھیں تو استحاضہ ہے۔ حیض والی عورت نماز روزہ ادا نہ کرے۔ نماز کی قضا نہیں، البتہ پاکی کے بعد روزے قضا کرے۔

غسل

غسل کے فوائد گنانے کا یہ موقع نہیں۔ نہانے کے فوائد سے ہر شخص متفق ہے اور اب تو نئی تحقیقات کا زمانہ ہے بڑے بڑے امراض کا علاج تنہا غسل سے کیا جا رہا ہے۔ نہانا دھونا یقیناً انسان کی صحت کا محافظ ہے۔

غسل کے فرض:

غسل میں تین فرض ہیں:

[۱] کلی کرنا، سارے منہ میں پانی پہنچانا

[۲] ناک میں پانی پہنچانا

[۳] سارے بدن پر ایک بار پانی ڈالنا۔

سہل طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ نہانے سے قبل پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے، بدن پر نجاست ہو تو اُس کو صاف کرے، استنجا کرے، ہاتھوں کو دھوئے، اُس کے بعد وضو کرے۔ اگر کسی اونچی جگہ پر وضو کر رہا ہے تو وضو کے ساتھ پاؤں بھی دھولے ورنہ پاؤں غسل کے بعد دھوئے۔ وضو کے بعد تھوڑا پانی لے کر اپنا تمام بدن تر کرے اور سب جگہ پانی پہنچائے، کوئی مقام خشک نہ رہے۔ پھر تین بار سر پر پانی ڈالے اور تین دفعہ داہنے کندھے پر اور تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ غسل کے بعد اپنی جگہ سے ہٹ کر پاؤں اگر نہ دھوئے ہوں تو دھولے۔ غسل کے وقت قبلہ رو نہ ہو، پانی زیادہ نہ پھینکے اور نہ باتیں کرتا رہے۔ بند غسل خانہ میں اگر برہنہ نہائے تو درست ہے۔ کھلی ہوئی جگہ میں برہنہ نہانا مکروہ ہے۔ غسل کی نیت فرض نہیں۔

من جملہ طہارت و پاکی بدن سات چیزیں ہیں:

[۱] سارے سر پر بال رکھے یا منڈا لے

[۲] لبوں کے بال لبوں کی برابر رکھنا

[۳] بغل کے بال زیادہ سے زیادہ ۴۰ ردن کے اندر منڈانا چاہیے

[۴] ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا

[۵] ناخن کٹوانا

[۶] بوقت پیدائش ناف کاٹنا

[۷] ختنہ کرنا

ڈاڑھی:

داڑھی مردوں کی علامت ہے۔ اُس کا منڈوانا یا کتروانا یا خشخاشی باریک کرانا منع اور سخت گناہ ہے۔ احادیث شریفہ میں داڑھی منڈانے اور حدِشرعی سے کم رکھنے کی صورت میں سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

تیمّم

وضو کا قائم مقام ہے۔ اسلام نے ہر بات میں آسانیاں پیدا کیں، اگر ایک میل تک آنے جانے میں پانی نہ مل سکے یا بیماری میں پانی استعمال کرنے سے جان کا خطرہ اور زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اُس وقت بجائے وضو کرنے کے تیمّم کر سکتا ہے۔ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے تیمّم کرتا رہے۔

تیمّم کے تین فرض:

[۱] تیمّم کی نیت کرنا

[۲] ایک بار زمین یا خاک پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیرنا

[۳] دوسری بار دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا

تیمّم کی ترکیب یہ ہے:

دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور سارے منہ پر پھیرے، دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر مع کہنیوں کے پھیرے۔ اگر ہاتھ میں انگشتری ہو یا عورت تیمّم کر رہی ہو تو وہ چھلے انگوٹھی کو خوب ہلا کر انگلیوں میں خلال کرے، کوئی جگہ خالی چھوڑ نہ دے، ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کیا آسانیاں ہوسکتی ہیں؟ شارع علیہ السلام کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں کہ احکام میں تغیر کرے۔

زمین کے علاوہ ریت، پتھر، گچ وغیرہ ان سب پر تیمّم درست ہے اور جو اشیا مٹی کی قسم سے نہیں مثلاً سونا، چاندی، تانبا، پیتل، لکڑی وغیرہ ان پر تیمّم درست نہیں، البتہ اگر سونا چاندی مٹی میں ملے ہوئے ہوں یا اُن پر گرد و غبار ہو کہ ہاتھ لگانے سے لگ جائے تو اُن پر بھی تیمّم ہوسکتا

ہے۔ جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں اُن ہی سے تیمّم بھی ٹوٹتا ہے۔ اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا اور پانی مل گیا تو تیمّم نہ رہے گا۔

کن چیزوں سے غسل فرض ہوگا؟:

[۱] منی کا شہوت سے نکلنا

[۲] عضو تناسل کا عورت یا مرد کے مقام پر غائب ہونا

[۳] خواب سے بے دار ہو کر منی کا دھبہ دیکھنا، خواب یاد ہو یا نہ ہو

[۴] عورت کے ایام حیض ونفاس کا گزرنا

غسل کے فرض:

[۱] کلی کرنا اور بلا روزے کے غرارہ کرنا

[۲] ناک میں پانی ڈالنا مگر روزے دار احتیاط کرے

[۳] تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں:

[۱] دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا

[۲] نجاست جہاں جہاں ہواُسے دھونا

[۳] غسل سے قبل وضو کرنا

[۴] تمام بدن کا ملنا اور تین بار پانی بہانا۔

وضو کے فرض:

[۱] پیشانی سر کے بال جمنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک منہ کا دھونا اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھونا

[۲] دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونا

[۳] چوتھائی سر کا مسح کرنا

[۴] دونوں پاؤں مع ٹخنوں کے دھونا

وضو کی سنتیں:

[۱] بسم اللہ کہہ کر وضو کرنا

[۲] دونوں ہاتھ تین بار دھونا

[۳] مسواک کرنا

[۴] تین مرتبہ کلی غرارہ کرنا

[۵] ناک میں تین بار پانی ڈالنا

[۶] ہر بار تازہ تازہ پانی لے کر تین بار ہر عضو کو دھونا

[۷] وضو کی نیت کرنا

[۸] ڈاڑھی کا خلال کرنا

[۹] ہاتھ یا اُن کی انگلیوں کا خلال کرنا

[۱۰] سارے سر کا ایک بار مسح کرنا

[۱۱] کانوں کا مسح کرنا

[۱۲] جیسی ترتیب ہے اُسی طرح وضو کرنا

[۱۳] پے در پے دھونا اتنا وقفہ نہ ہونا کہ دھویا ہوا عضو خشک ہو جائے

وضو کے مستحبات:

[۱] بعد بسم اللہ اعوذ باللہ پڑھنا

[۲] ہر عضو کا سیدھا پہلے دھونا

[۳] قبلہ رو بیٹھنا

[۴] ہر عضو کے دھوتے وقت کلمہ پڑھنا

[۵] انگوٹھی کو ہلا کر پانی پہنچانا

[۶] گردن کا مسح کرنا

[۷] ہر عضو کو ملنا

[۸] مونچھوں پلکوں کو خلال کر کے تر کرنا

[۹] نیت کرنا

[۱۰] بغیر کسی کی مدد کے وضو کرنا

[۱۱] وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

[۱۲] وضو کر کے دو رکعت پڑھنا

[۱۳] پانچوں وقت کا تازہ وضو کرنا

[۱۴] بعد وضو کلمۂ شہادت آسمان کی طرف منہ کر کے پڑھنا

وضو کے مکروہات:

[۱] سو کر اُٹھنے کے بعد بغیر ہاتھ دھوئے برتن میں ڈالنا

[۲] دُنیا کی بات کرنا

[۳] تین بار سے زیادہ دھونا یا ضرورت سے زائد صرف کرنا

[۴] منہ پر پانی مار کر چھینٹیں اُڑانا

[۵] دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا

[٦] منہ دھوتے وقت آنکھوں وغیرہ کو زور سے بند کرنا

[۷] نجس جگہ پر وضو کرنا

[۸] داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا

[۹] استنجے کی جگہ وضو کرنا

[۱۰] بائیں ہاتھ میں پانی لے کر کلی کے لیے منہ میں لینا یا ناک میں ڈالنا

[۱۱] وضو کے برتن کو مخصوص کر لینا کہ دوسرا ہاتھ نہ لگا سکے

[۱۲] اعضا کو تین بار سے کم دھونا

[۱۳] جس کپڑے سے استنجے کے بعد بدن صاف کیا تھا اس سے وضو کے بعد منہ ہاتھ خشک کرنا۔

وضو توڑنے والی چیزیں:

[۱] ریح کا خارج ہونا

[۲] خون پیپ نکل کر بہنا

[۳] منہ بھر کر قے ہونا

[۴] تھوک میں خون کا غالب ہونا

[۵] اس طرح سہارا لے کر سونا کہ اگر وہ ہٹائی جائے تو سونے والا گر پڑے

[٦] نشہ کھا کر متوالا ہونا

[۷]رکوع سجدے والی نماز میں بالغ کا اتنی آواز سے ہنسنا کہ پاس والا سن لے
[۸]چوٹ یا کسی صدمے سے بے ہوش ہوجانا
[۹]پاگل ہوجانا
[۱۰]مرد کی شرم گاہ کا عورت سے بے پردہ چھوجانا۔

☆

عبادت ونماز

ہر مذہب وملت میں عبادت کے طریقے معین ہیں،لیکن عبادت کی جو صورت اسلام نے تجویز فرمائی وہ دُنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں اور دل نشیں ہے۔

عبادت جیسے اہم فریضے کی ادائیگی میں اونچ نیچ کے فرقہ وارانہ مکروہ جذبات شامل کر دیے گئے تھے۔رنگ ونسل کے امتیازات، دولت کی قلت وکثرت، آقا وغلام کی فوقیت عبادت میں بھی ایک کو دوسرے سے جدا کیے ہوئے تھی۔

انبیائے معصومین نے وحی الٰہی کے مطابق جو طریقہ ہائے عبادت مقرر فرمائے اُن میں تبدیلی کر دی گئی، بلکہ بعض تو وہ تھے جو بت پرستی اور لہوولعب کو عبادت ٹھہرانے لگے۔ چناں چہ مشرکین مکہ کعبے کے اردگرد برہنہ ہوکر تالیاں اور سیٹیاں بجا کر چکر کاٹنے کو عبادت جانتے تھے،اُن کے اس باطل خیال کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا:

[۱]وما كان صلوتهم عند البيت الا مكاءً وتصدية(۱۲۵)
ان کی نماز خانہ کعبہ کے گرد صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔
اسی طرح دوسرے موقع پر یوں فرمایا:

[۲]فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا(۱۲۶)
پھر ان کے جانشین ایسے ہوئے جنھوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے چلنے لگے۔قریب ہے کہ اس کی سزا پائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ اسلام سے قبل دوسری ملتوں نے عبادت کی روح کو فنا کر دیا تھا۔ پھر یہ بھی

۱۲۵۔الانفال:۳۵۔ ۱۲۶۔مریم:۵۹۔

غور طلب امر ہے کہ دوسرے مذاہب کی عبادت کے لیے جس قسم کی شدید قیود عائد کی گئیں اُن کو ہر انسان برداشت بھی نہیں کرسکتا۔ دینِ فطرت نے جو طریقۂ عبادت پیش فرمایا وہ اگر ایک طرف سکونِ قلب، خضوع و خشوع، خشیتِ الٰہی، طہارت و تقوی، تزکیۂ نفس کی جہاں تلقین کرتا ہے وہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ نماز نام ہے سراپا بندگی و عشق کا۔ نماز کے ہر رکن میں عاشقانہ والہانہ محبت کے نمونے موجود ہیں۔ قیام و رکوع، سجدہ وغیرہ یہ سب عاشقانہ انداز ہیں جنہیں نمازی اختیار کرتا ہے۔ حقیقتِ نماز بھی یہی ہے کہ بندہ انتہائی خشوع کے ساتھ تمام خیالات فاسدہ سے اپنے دماغ کو پاک کرکر مالکِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہوکر اُس کی تمام تر توجہ دیدارِ الٰہی کے حصول میں منعطف ہو۔ اُس وقت بارگاہِ احدیت کے فیوض کی بارشیں آئیں گی اور قرآن حکیم کے اس فرمان کے مطابق کامیابی حاصل ہوگی۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون (۱۲۷)

یقیناً وہ ایمان دار کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہیں۔

بلا شبہ ایسی نماز معراج المومنین ہے جب تک اس قسم کے حالات نمازی پر وارد نہ ہوں نماز کی برکات سے محرومی رہے گی۔ اسلامی نماز کی ادائیگی میں نہ تو وہ شدید قیود رکھی گئیں جو دوسرے مذاہب میں تھیں، بلکہ وضو کا قائم مقام تیمّم ہوا۔ سخت بیمار و ضعیف کے لیے قیام و قعود کی بجائے اشارات کا حکم بھی دے دیا گیا۔ نسل و رنگ کے تمام امتیازات نماز میں مٹا دیے گئے۔ شاہ، گدا، آقا و غلام ایک صف میں جمع کر دیے گئے اور انسانی تنظیم کا شبانہ روز درس دیا گیا۔

اسلامی نماز و عبادت کی اہمیت کا اُس وقت صحیح اندازہ ہوسکتا ہے جب کہ دوسرے مذاہب کی عبادات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ آج اگر مسلمان نماز کی حقیقی لذت حاصل کریں اور نماز کی روح اُن میں پوری طرح موجود ہوتو دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کا یہی ایک اکیلا رُکن مسلمانوں کے امراض کا علاج کرسکتا ہے۔

﴿آیات﴾

[۱] واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین الخ (۱۲۸)

۱۲۷۔ المومنون:۲-۱

۱۲۸۔ البقرہ:۴۳۔

نماز پڑھا کرو، زکوٰۃ دیا کرو اور جو رکوع کرتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

[۲] حافظوا علی الصلوٰت والصلوۃ الوسطی وقوموا للّٰہ قانتین (۱۲۹)

تمام نمازوں کی (عموماً) اور بیچ کی نماز کی (خصوصاً) حفاظت رکھو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔

حدیث سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ کاروباری حالت کے لحاظ سے یہ وقت مشغولیت کا تھا اس لیے زیادہ تاکید فرمائی گئی۔

[۳] اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفاً من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلك ذکرٰی للذاکرین (۱۳۰)

(اے نبی) دن کے دونوں سرے (یعنی صبح و شام) اور اوائلِ شب نماز پڑھا کرو، کیوں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ذاکرین کے حق میں ہمارا یہ فرمانا نصیحت ہے۔

[۴] اقم الصلوۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا (۱۳۱)

(اے پیغمبر) آفتاب ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشا) کی نمازیں پڑھو اور قرآن پڑھو فجر کو۔

یہاں قرآن الفجر سے فجر کی نماز مراد ہے۔ زوال سے غسق تک نماز کے حکم میں ظہر، عصر، مغرب، عشا چاروں نمازیں داخل ہیں، چوں کہ صبح کی نمازیں رات کے محافظ فرشتوں کی تبدیلی ہوتی ہے اس لیے اُس کو مشہود فرمایا۔

[۵] فسبحٰن اللّٰہ حین تمسون وحین تصبحون وله الحمد فی السمٰوات والارض وعشیا وحین تظھرون (۱۳۲)

پس اللہ کی تسبیح کیا کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ اُسی کے واسطے حمد ہے زمین و آسمان میں اور (تسبیح کیا کرو) تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔

یہاں تسبیح سے مراد یا تو خدا کی تقدیس و تنزیہ اور اُس کی یاد میں مشغول ہونا ہے یا پانچوں

۱۲۹۔ البقرہ:۲۳۸۔ ۱۳۰۔ ہود:۱۱۴۔

۱۳۱۔ بنی اسرائیل:۷۸۔ ۱۳۲۔ الروم:۱۸-۱۷۔

نمازیں کیوں کہ نماز میں بھی تسبیح وتقدیس ہوتی ہے۔تمسون سے مغرب وعشا،تصبحون سے فجر،عشیا سے عصر اور تظھرون سے ظہر مراد ہیں۔

[۶]ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون(۱۳۳)

اور دوست رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

[۷]وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ(۱۳۴)

اور لوگوں سے نیک بات کہو اور درست کرو نماز کو اور زکوٰۃ دو۔

[۸] وقال اللّٰہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوۃ(۱۳۵)

اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے۔

احادیث:

[۱]عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ(۱۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان (حد فاصل) ترک کرنا نماز کا ہے۔

اس حدیث میں تارکِ صلوٰۃ کے لیے وعید ہے۔

[۲] عن ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ صلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوٰۃ اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم(۱۳۷)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازوں کو پڑھو اور ماہ صیام کے روزے رکھو اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور صاحبِ حکم کی اطاعت کرو خدا کی

۱۳۳۔ البقرہ:۳۔ ۱۳۴۔ البقرہ:۸۳۔

۱۳۵۔ المائدہ:۱۲۔

۱۳۶۔صحیح مسلم:الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ دیکھیے:

الف:صحیح مسلم:کتاب الایمان،باب بیان اطلاق اسم الکافر علی من ترک الصلوۃ۔حدیث نمبر۲۴۷۔

ب:جامع ترمذی:ابواب الایمان ، باب ما جاء فی ترک الصلوۃ۔حدیث نمبر۲۶۲۰۔

۱۳۷۔الف:جامع ترمذی:ابواب الزکوۃ، باب ما ذکر فی فضل الصلوۃ۔حدیث نمبر۶۱۶۔

ب:مسند احمد: ج۳۶/ص۴۸۷۔

بہشت میں جاؤ گے۔

[۳]عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللّٰه ﷺ خمس صلواتٍ افترضهن اللّٰه تعالیٰ من احسن وضوء هن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وخشوعهن كان له على اللّٰه عهد ان يغفرله ومن لم يفعل فليس له على اللّٰه عهد ان شاء غفرله وان شاء عذبه(۱۳۸)

حضرت عبادہ بن صامت راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہے جس میں ان کے لیے اچھا وضو کیا اور وقت پر ان کو ادا کیا اور رکوع پورا کیا اور خشوع کیا اس کے واسطے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لیے خدا کا عہد نہیں خواہ بخشے یا عذاب دے۔

عہد سے مراد وعدہ ہے۔

نماز میں خلوص:

عن ابی ذرٍان النبی ﷺ خرج زمن الشتاء والورق يتهافت فاخذ بغصنين من شجرة قال فجعل ذلك الورق يتهافت قال فقال يا اباذر قلت لبيك يا رسول اللّٰه قال ان العبد المسلم ليصلی الصلوة يريد بها وجه اللّٰه فتهافت عنه ذنوبه كماتهافت هذا الورق من هذه الشجرة(۱۳۹)

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک دن حضور ﷺ جاڑے کے موسم میں اُس وقت نکلے جب کہ پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے درختوں کی دو شاخیں پکڑ لیں، پتے جھڑنے لگے، حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر! مَیں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ بندۂ مسلم نماز پڑھے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے پس اُس کے گناہ اسی طرح گرتے

۱۳۸۔ یہ حدیث عبداللہ بن صنابحی سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو محمد نے یہ گمان کر لیا کہ وتر ادا کرنا بھی فرض ہے، اس پر حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ ''ابو محمد نے غلط گمان کیا ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ مَیں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے''۔ پھر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھیے:

الف: سنن ابی داؤد: کتاب الصلوة، باب المحافظة علی الصلوات۔ حدیث نمبر ۴۲۵۔

ب: مسند احمد: ج ۳۷/ص ۳۷۷۔

۱۳۹۔ مسند احمد: ج ۳۵/ص ۴۱-۴۴۰۔

ہیں جیسے یہ پتے جھڑتے ہیں۔

وجہ اللہ کی قید کے معنی یہ ہیں نماز میں خضوع وخشوع ہو، کسی کو دکھانے کی نماز نہ ہو، ریا سے خالی ہو تو اُس نماز کی برکت سے گناہ پتوں کی طرح جھڑنے لگیں گے۔

نماز کس طرح پڑھنی چاہیے؟:

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه ان رجلا دخل المسجد ورسول اللّٰه ﷺ جالس فی ناحية المسجد فصلیٰ ثم جاء فسلم عليه فقال له رسول اللّٰه ﷺ وعليك السلام ارجع فصلِّ فانك لم تصل فقال فی الثلثة او فی اللتی بعدها علمنی يا رسول اللّٰه ﷺ فقال اذا قمت الی الصلوة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر ثم اركع حتی تطمئن راكعا ثم ارفع حتی تسوی قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا وفی رواية ثم ارفع حتی تسوی قائما ثم افعل ذلك فی صلٰوتك كلها (۱۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک شخص مسجد میں آیا رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ شخص آیا اور سلام کیا حضور ﷺ نے جواب سلام دیا اور فرمایا لوٹ جا تیری نماز نہیں ہوئی۔ دوبارہ جا کر اُس شخص نے نماز پڑھی، بعد نماز آ کر سلام کیا آپ ﷺ نے جواب سلام دے کر پھر فرمایا لوٹ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اُس شخص نے تیسری بار عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے نماز سکھائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رو کھڑا ہو کر تکبیر کہہ، پھر قرآن میں سے جو تیرے لیے آسان ہو اُس کو پڑھ، اطمینان سے رکوع کر، اُس کے بعد سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہو، اُس کے بعد اطمینان سے سجدہ کر اُس کے بعد سر اُٹھا کر اطمینان قلب کے ساتھ بیٹھ پھر اطمینان سے سجدہ کر۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے

۱۴۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب القرأت للامام والماموم فی الصلوات کلھا۔ حدیث نمبر ۷۵۷۔
ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہوسکی، البتہ اسی معنی کی دو حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھیے: کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ۔ حدیث نمبر ۸۸۶-۸۸۵۔

فرمایا پھر اپنا سر اُٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو پھر اسی طرح اپنی کل نماز میں کر۔

یہاں پر بہت سی احادیث درج ہوسکتی تھیں، مگر بوجہ طوالت دوسرے موقع کے لیے چھوڑ دی گئیں۔ ان احادیث شریفہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ نماز کے ارکان بخوبی ادا کیے جائیں اور مسلمان پورے خضوع وخشوع کے ساتھ نماز کا فریضہ ادا کریں تو ان کو دینی و دنیوی برکات حاصل ہوں گی۔ جب تک نماز کا یہ عالم نہ ہو نماز کے حقیقی نتائج کا پیدا ہونا مشکل ہے۔

اوقات نماز:

سابقہ اوراق میں ہم نماز سے متعلق آیات جمع کر آئے ہیں اُن میں پانچوں نمازوں کی فرضیت اور اوقات کا مختصر ذکر ہے۔ ان سطور میں کسی قدر تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اوقات کے بارے میں ہر شخص آسانی سے معلومات حاصل کر سکے۔

عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصروو قت العصر مالم تصفر الشمس ووقت صلوۃ المغرب مالم یغب الشفق ووقت صلوۃ العشاء الی نصف اللیل الاوسط ووقت صلوۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوۃ فانھا تطلع بین قرنی الشیطان (۱۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ظہر کا وقت اُس وقت ہوتا ہے جب کہ آفتاب ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اُس کے طول کے مانند ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آ جائے اور عصر کا وقت جب تک سورج زرد نہ ہو اور وقت نماز مغرب کا جب تک کہ نہ غائب ہو شفق اور نماز عشا کا آدھی رات تک اور نماز فجر کا طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے تو نماز نہ پڑھے اس لیے کہ اس وقت شیطان اپنے دو سینگوں کے ساتھ نکلتا ہے۔

۱۴۱۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب اوقات الصلوات الخمس۔ حدیث نمبر ۱۳۸۸۔

تفصیل اوقات نماز

فجر:

پچھلی رات کو صبح ہونے سے کچھ پہلے پورب میں آسمان کے کنارے سے اوپر کی جانب اُٹھتی ہوئی لانبی سفیدی ظاہر ہوتی ہے اُس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ یہ سفیدی مٹ کر پھر چوڑی سفیدی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے جو پھیلتی چلی جاتی ہے تھوڑی دیر میں سارا عالم روشن ومنور ہو جاتا ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ یہ چوڑی سفیدی جب ظاہر ہو تو فجر کا وقت آجاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے، ذراسا کنارۂ آفتاب نکلا فجر کا وقت ختم ہو گیا۔

ظہر:

جب آفتاب سر کے برابر پہنچ کر پچھّم کی جانب ڈھل جائے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اُس کی شناخت دھوپ کے وقت آسان ہے، ہر شخص پہچان سکتا ہے۔ مثلاً یوں سمجھو جب سورج نکلتا ہے تو اُس کی روشنی مکانات پر پڑے گی اُس وقت ہر چیز کا سایہ پچھّم کی طرف پھیلا ہوتا ہے، جتنا جتنا آفتاب بلند ہوگا ہر چیز کا سایہ خصوصاً لانبی چیز کا سایہ پچھّم کی طرف پھیلا ہوتا ہے وہ کم اور سمٹتا جائے گا ٹھیک دوپہر کو وہ سایہ اُتر کی سیدھ میں آتا ہے اور دوپہر ڈھلتے ہی پورب کو مڑنے لگتا ہے۔ جب دیکھو کہ سائے کا رُخ پورب کی طرف ہو گیا سمجھو وقت ظہر ہو گیا۔ آخر ظہر کی حد یہ ہے ٹھیک دوپہر کو جتنا سایہ ہو اُس کو چھوڑ کر جب تک بقول احناف مفتی بہ دوگنا نہ ہو ظہر باقی ہے۔

عصر:

جب سایہ دوگنا ہو گیا عصر کا وقت آ گیا۔ مثلاً ہاتھ بھر کی لکڑی برابر زمین میں گڑی ہو ٹھیک دوپہر کے وقت اُس کا سایہ ایک بالشت تھا جب دیکھو دو ہاتھ ایک بالشت سایہ نظر آئے ظہر کا وقت باقی ہے اور جب اتنا سایہ آ گیا عصر کا وقت شروع ہو گیا۔ عصر کا آخر وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب تک سورج کی روشنی رہے، دھوپ میں زردی نہ پائے عصر پڑھ لے تاخیر نہ کرے۔ دھوپ کی زردی کے وقت عصر پڑھنا مکروہ ہے۔ علاوہ وقت عصر کے اور نماز قضا نفل اُس وقت نہ پڑھے، اُسی دن کی عصر آفتاب ڈوبتے وقت پڑھ سکتا ہے۔

مغرب:

سورج ڈوبتے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جب تک پچھّم میں آسمان کے

کنارے پر شفق کی سرخی باقی رہے مغرب کا وقت رہے گا۔ نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرنا کہ تارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

عشا:

شفق اور سرخی و سفیدی جاتے ہی بلاتوقف عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے، بہتر یہ ہے کہ تہائی رات تک عشا پڑھ لیا کرے۔

فجر کی نماز اتنی دیر کر کر پڑھنا بہتر ہے کہ روشنی پھیل جائے اور اتنا وقت باقی رہے کہ بقدر چالیس آیت فرض میں پڑھ سکے اور فرض پڑھ کر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی واقع ہو جائے تو پہلے نماز کی طرح اُتنی ہی قرأت سے دوہرا سکے۔ گرمی کے موسم میں ظہر کو بہ دیر اور جاڑے میں اول وقت پڑھے۔

اذان:

اسلام نے فریضۂ عبادت کی ادائیگی سے قبل اذان کو ضروری قرار دیا، ندا و اعلان میں بجائے مشرکانہ اعمال و اطوار کے توحید و رسالت کا پیام دیا تاکہ انسان اپنے قلب و دماغ میں موحدانہ جذبات پیدا کر کر عبادت کے لیے حاضر ہو۔ یہ شانِ دعوت و پیام بھی دیگر مذاہب میں نہیں مل سکتی۔

اذان کے فضائل احادیث شریفہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں جو مختصراً اپنی جگہ درج ہوں گے۔ اگر موذن کی آواز میں اثر ہو تو یہ صدا آسمان و زمین کو ہلا سکتی ہے۔ ہمارے موذنوں کو اوقات نماز اور مسائل وغیرہ کا ضروری علم ہونا لازمی ہے، جب تک روز مرہ کے مسائل کا علم نہ ہوگا صحیح اوقات پر اذان بھی نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں مملکتِ آصفیہ دکن کا محکمۂ امور مذہبی قابل ستائش ہے کہ بغیر امتحان کے موذنین کا تقرر نہیں کیا جاتا، اگر ہمارے اطراف میں بھی اس کا نظم قائم کیا جائے تو مناسب ہوگا۔

واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لايعقلون (۱۴۲)

جب تم اذان دے کر نماز کے لیے بلاتے ہو تو یہ (کفار) نماز کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں، یہ لوگ ناسمجھ ہیں۔

۱۴۲۔ المائدہ: ۵۸۔

احادیث:

[۱]عن عمر رضی اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا قال المؤذن اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر فقال احدکم اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ثم قال اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ قال اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ ثم قال اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ قال اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ ثم قال حی علی الصلوۃ قال لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ثم قال اللّٰہ اکبر قال اللّٰہ اکبر ثم قال لا الہ الا اللّٰہ قال لاالہ الا اللّٰہ من قلبہ دخل الجنۃ (۱۴۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو تم میں سے ہر ایک اللہ اکبر کہے، جب وہ اشھد ان لاالہ الا اللہ کہے تو تم بھی اشھد ان لاالہ الا اللہ کہو۔ جب اشھد ان محمداً رسول اللہ کہے تو تم بھی اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو اور جب اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جو شخص خلوص قلب سے لاالہ الا اللہ کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

[۲]عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من قال حین یسمع النداء اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محموداً الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ (۱۴۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد اس دعا کو پڑھے تو میری شفاعت اُس کے لیے واجب ہوگی۔ ﴿یعنی اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محموداً الذی وعدتہ﴾

[۳]الامام ضامن والموذن موتمن اللّٰھم ارشد الائمۃ واغفر للمؤذنین (۱۴۵)

۱۴۳۔ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ۔ حدیث نمبر ۸۵۰۔
۱۴۴۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان ، باب الدعاء عند النداء۔ حدیث نمبر ۶۱۴۔
۱۴۵۔ الف: جامع ترمذی: ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی فضل الاذان۔ حدیث نمبر ۲۰۷۔
ب: مسند احمد: ج ۱۴/ص ۴۸۵۔

حضورﷺ نے فرمایا خداوندا! ائمہ کو ہدایت دے اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

[۴]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من اذن سبع سنین محتسبا کتب له براءة من النار (۱۴۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس شخص نے خدا کے واسطے ۷؍برس اذان دی، لکھی جاتی ہے اُس کے لیے دوزخ سے خلاصی۔

تحریک مساجد:

اگر اس وقت ہر صوبے وضلع کے اعداد فراہم کیے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہماری غفلت و لاپرواہی سے ہزاروں مسجدیں ویران پڑی ہوئی ہیں۔نئی مساجد کی تعمیر سے زیادہ ضرورت ویران مساجد کی آبادی کی ہے۔ہم اپنے ہاتھوں مساجد کی بےحرمتی کرتے ہیں اُسی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسرے اپنے اغراض حاصل کرتے ہیں، جب تک مسلمانوں میں مساجد کی عزت وحرمت کا خود جذبہ پیدا نہ ہوگا اغیار واجانب سے حفاظت وصیانت کا مطالبہ فضول ہے۔مساجد کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ غیر آباد مساجد نمازیوں سے آباد کی جائیں، ہمارے ائمہ ایسے ہوں جو روز مرہ نمازیوں کو مسائل دینیہ کے ساتھ ساتھ دوسرے اہم ضروریات کا درس دیں اور ہماری خرابیوں کی اصلاح کے وہ طریقے جو اسلامی نظامِ عمل میں موجود ہیں بیان کریں۔اگر معمولی توجہ سے ہر مسجد میں نمازوں کے بعد مسلمانوں کو اُن کی ضروریات سے باخبر کیا جاتا رہے تو ممکن نہیں کہ اُن کی زندگی میں تبدیلی نہ ہو۔

اگر تنظیم مساجد کا کام رسم ونمائش سے ہٹا کر حقیقی صورت کے ساتھ شروع کیا جائے تو اُس کے نتائج بہت جلد برآمد ہو سکتے ہیں۔

افسوس کہ ہم اپنی عبادت گاہوں کے نظام کی اہمیت سے بےخبر ہیں۔وہ کون سی دینی ودنیوی ضرورت ہے جسے مساجد پورا نہیں کر سکتیں۔قرونِ اولیٰ میں مساجد ہی تھیں جن میں فریضہ عبادت کی ادائیگی کے علاوہ مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی۔

تحریک مساجد کو گزشتہ نمونے پر آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، ورنہ سطحی اور وقتی ہنگامہ آرائیوں سے مساجد کی حقیقی اغراض ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔

۱۴۶۔ جامع ترمذی:ابواب الصلوۃ،باب ماجاء فی فضل الاذان۔حدیث نمبر ۲۰۶۔

آیات:

[۱]انما یعمر مساجدالله من آمن بالله و الیوم الآخر واقام الصلوة وآتی الزکوة ولم یخش الا الله فعسی أولئك ان یکونوا من المهتدین(۱۴۷)

اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو خدا اور قیامت پر ایمان لایا، نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا، خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرا ایسے ہی لوگ قریب ہے کہ ہدایت پائے ہوئے لوگوں میں شامل ہوجائیں۔

[۲]ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها اولئك ماکان لهم ان یدخلوها الا خائفین لهم فی الدنیا خزیٌ ولهم فی الآخرة عذابٌ عظیم(۱۴۸)

اُس سے زیادہ ظالم کون جو مساجد اللہ میں خدا کے ذکر کرنے سے روکے اور مساجد کے اُجاڑنے کی کوشش کرے۔ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ مساجد میں گھسنے پاتے مگر ڈرتے ڈرتے۔ اُن کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

احادیث:

[۱]عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من بنیٰ لله مسجداً بنیٰ الله له بیتاً فی الجنة (۱۴۹)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی خدا اُس کے لیے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

[۲]عن ابی موسی قال قال رسول الله ﷺ اعظم الناس اجراً فی الصلوة ابعدهم فابعد هم ممشیً والذی ینتظر الصلوة حتی یصلیها مع الامام اعظم

۱۴۷۔ التوبۃ:۱۸۔

۱۴۸۔ البقرہ:۱۱۴۔

۱۴۹۔ الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ ہے: من بنی مسجداً بنی الله له مثله فی الجنة ۔دیکھیے: کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجداً۔حدیث نمبر ۴۵۰۔

ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل بناء المسجد والحث علیها۔حدیث نمبر ۱۱۸۹۔

اجراً من الذی یصلی ثم ینام(۱۵۰)
ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ثواب کے اعتبار سے لوگوں میں بڑا وہ ہے جو دور سے نماز کے لیے چل کر آئے اور جو اُن میں بعید ہو اور وہ شخص کہ جو امام کے انتظار میں تاخیر سے نماز امام کے ساتھ پڑھے بڑا ہے درجے میں اُس شخص سے جو نماز پڑھے اور سو جائے۔

[۳]بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة(۱۵۱)
پس چاہیے کہ اُس سے کہے کہ اللہ تجھ پر (وہ شئے) واپس نہ کرے، بے شک مسجدیں اس کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔

داخلہ مسجد کی دعا:

[۱]عن ابی اسید قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دخل احدکم المسجد فلیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتك واذا خرج فلیقل اللھم انی اسئلك من فضلك(۱۵۲)
حضرت ابو اسید راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے، خداوندا! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب واپس آئے تو کہے، خداوندا! مَیں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔

[۲]عن ابی امامة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من خرج من بیته متطھراً الی صلوة مکتوبة فاجرہ کاجر الحاج الخ(۱۵۳)

۱۵۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان ،باب فصل صلوۃالفجر فی جماعة۔حدیث نمبر ۶۵۱۔
ب: صحیح مسلم: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل کثرۃالخطا الی المسجد۔حدیث نمبر ۱۵۱۳۔
۱۵۱۔جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت بریدہ اسلمی سے مروی ہے۔دیکھیے: ابواب الصلوۃ ،باب ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی الجماعة۔حدیث نمبر ۲۲۳۔
۱۵۲۔صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین و قصرھا، باب ما یقول اذا دخل المسجد۔حدیث نمبر ۱۶۵۲۔
۱۵۳۔سنن ابوداؤد: کتاب الصلوۃ ،باب فی فضل صلوۃ الجماعة۔حدیث نمبر ۵۵۸۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کرکر فرض کی نماز کے لیے نکلتا ہے تو اس کا اجر حج کرنے والے کے برابر ہے۔

مسجد کی حرمت:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من سمع رجلاً ينشد ضالة فی المسجد فليقل لارها الله عليك فان المساجد لم تبن لهذا(۱۵۴)

جو شخص سنے کوئی شخص مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتا پھرتا ہے پس چاہیے کہ اس سے کہے کہ اللہ تجھ پر (وہ شئے) واپس نہ کرے۔ بے شک مسجدیں اس کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔

جماعت:

نماز جماعت کی تاکید جن حقائق کے باعث فرمائی گئی اُن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ تنظیمِ ملت، اتحاد و یگانگت، مودت و محبت کے جذبات کا بہترین درس عمل نماز باجماعت میں موجود ہے۔ شبانہ روز پانچ وقت مسلمانوں کو بارگاہِ احدیت میں حاضر ہوکر امیر وفقیر سلطان وخادم کو ایک صف میں یکجا کرکر جو روحِ حیات نماز جماعت کے ذریعے پیدا ہوسکتی ہے وہ دوسروں کی غلط تقلید اور نقوشِ قدم پر متحرک ہونے سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہر محلے کے باشندوں کو دعوتِ حق کے پیام اور مرکز اسلام پر قائم کرنے کے لیے روزانہ کے اجتماع کا جماعت سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ پھر ہفتہ واری اجتماع یعنی نماز جمعہ یہ سارے شہر کے مسلمانوں کا وہ مقدس ومحترم فریضہ ہے جس کے خطبات میں مسلمانوں کو دینی و دنیوی، اخلاقی ومعاشرتی، سیاسی وقومی غرض اسلامی احکام وضروریات کا درس دیا جانا مقصود ہے۔

نماز عیدین کو شہری آبادی کے علاوہ دیہاتی وقصباتی زندگی گزارنے والوں سے تعلقات کے استحکام، اُن کے دُکھ درد، حالات وضروریات سے باخبر رکھنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ آج اگر ٹھنڈے دل سے تفحص کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دوسری اقوام وملل ہمارے ان فرائض واصول ہی کو سامنے رکھ کر اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہی ہیں، مگر وائے برحال ما کہ ہم اپنے حقائق سے غافل اور تعلیمات وارشادات نبویہ سے بعید ہوتے جارہے ہیں۔ کاش! ہمیں اپنے آقا ومولیٰ روحی لہ الفدا

۱۵۴۔ صحیح مسلم: كتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد۔ حدیث نمبر ۱۲۶۰۔

کے ارشاداتِ عالیات پر عمل کرنے کا شوق ہوتا اور وقتی ہنگامہ آرائیوں کی بجائے نماز کو نمازِ باجماعت کے عملی طور پر پابند ہوجاتے تو مساجد اللہ جو کسی وقت کسی کی ملک نہیں ہوسکتیں، اغیار کی اُن پر دست برد کیوں ہوتی۔ فتدبروا یا أولی الابصار

احادیث:

[۱] عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبعٍ وعشرین درجۃ (۱۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نماز جماعت نماز منفرد سے ستائیس درجے بڑھی ہوئی ہے۔

[۲] عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوۃ فیوذن لھا ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال وفی روایۃ لا یشھدون الصلوۃ فاحرق علیھم بیوتھم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدھم انہ یجد عرقاً سمیناً او مرماتین حنتین لشھد العشاء (۱۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اُس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، مَیں نے قصد کیا کہ کسی کو لکڑی جمع کرنے کا حکم کروں، جب وہ جمع ہوجائے تو نماز کا حکم دوں اور پھر اذان کہی جائے، پھر مَیں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے اور مَیں اُن لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے، پھر اُن کے گھروں میں آگ لگادوں۔ خدا کی قسم اگر تارکین میں سے کسی کو ایک گوشت کی فربہ ہڈی یا دو عمدہ گھڑوں کے پائی کی امید ہوتی تو نماز عشا میں ضرور حاضر ہوتے۔

اس قدر وعید کے بعد بھی ہمارا جماعت کی نماز سے دور رہنا بعید از دعویٰ محبتِ اسلامی ہے جس

۱۵۵۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔ حدیث نمبر ۶۴۵۔
ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔ حدیث نمبر۔ ۱۴۷۷۔
۱۵۶۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔ حدیث نمبر ۶۴۴۔

کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔

[۳]عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال اتی النبی ﷺ رجل اعمٰی فقال يا رسول اللّٰه ﷺ انه ليس لی قائدٌ يقودنی الی المسجد قال رسول اللّٰه ﷺ ان يرخص له فيصلی فی بيته فرخصّ له فلما ولی دعاه فقال هل تسمع النداء بالصلوة قال نعم قال فاجب(۱۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضورﷺ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے اور کہا کہ مسجد تک میری راہنمائی کرنے والا نہیں، اس حالت میں رخصت دی جائے کہ گھر میں نماز پڑھوں۔ حضورﷺ نے رخصت دے دی جس وقت وہ شخص چلا گیا تو فرمایا اُس کو بلاؤ، جب واپس آ گیا تو فرمایا کیا تو اذان سنتا ہے؟ عرض کیا ہاں، فرمایا تو مسجد میں ضرور آ۔

اگر ایک رکعت بھی پائی تو حسب ارشاد نبویہ اُس نے جماعت کا ثواب پایا۔

[۴] من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك الصلوٰة(۱۵۸)

جس نے نماز کی ایک رکعت بھی (جماعت سے) پائی اُس نے نماز کا ثواب پایا۔

امامت:

عہدۂ امامت ایک ایسی ذمہ داری کا عہدہ ہے جس کے لیے فرائض اور ضروری ہدایات ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہ اہم کام بھی پدری وراثت بن گیا ہے، خواہ شرعی نقائص بھی ہوں اور فرائض امامت کی اہلیت مذہبی موجود نہ ہو پھر بھی دعوئ امامت و خطابت کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔

امامت میں سب سے مقدم اعلم بالسنۃ، اقرء بالکتاب یعنی مسائل حدیث واحکام نماز سب سے زیادہ جاننے والا، سب سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا ہو، متقی و پرہیز گار ہو۔ فی الجملہ

۱۵۷۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوة ،باب يجب اتيان المسجد علی من سمع النداء۔ حدیث نمبر۱۴۸۶۔

۱۵۸۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوة،باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلوة۔ حدیث نمبر۱۳۷۱۔

مسلمانوں میں ذی عزت ہو۔ جب تک امام میں یہ صفات نہ ہوں وہ امامت کا اہل نہیں۔ اب یہاں بعض احادیث شریفہ قرآن کریم کو قرأت وترتیل سے تلاوت کرنے کی درج کی جاتی ہیں۔

[۱]عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لیس منالم یتغن بالقرآن(۱۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

یہ حدیث مبارکہ مختلف رواۃ کے اسما سے آئی ہے۔ الفاظ ایک ہی ہیں اس لیے مؤلف نے صرف ایک روایت پر اکتفا کیا۔

[۲]عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان هذ القران نزل بحزنٍ فاذا قرأتموه فابکوا فان لم تبکوا تباکوا وقفوا به فمن لم یتغن بالقرانِ فلیس منا(۱۶۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا یہ قرآن حزن وغم کے ساتھ نازل ہوا پس جس وقت تلاوت کرو تو روؤ اگر رونا نہ آئے تو رُلاؤ اور خوش الحانی سے پڑھو جو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

احادیث شریفہ کے علاوہ قرآن پاک بھی صاف طور پر فرما رہا ہے: ورتل القرآن ترتیلاً (۱۶۱)

صف کی پابندی:

امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے قبل مصلیوں کو صف کی درستی کی طرف مائل کرے۔ احادیث شریفہ میں صفوں کی درستی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صفوں میں جگہ خالی چھوڑ دیتے ہیں، کبھی صفِ اول میں کچھ حصہ خالی ہے تو کبھی دوسری اور

۱۵۹۔صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ واسروا قولکم او اجهروا به۔حدیث نمبر ۷۵۲۷۔

۱۶۰۔ یہ حدیث دراصل عبدالرحمٰن بن سائب سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اپنی آنکھ کی بینائی ختم ہوجانے کے بعد ہمارے پاس آئیں۔ مَیں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ ''آپ کون ہیں؟'' مَیں نے جب انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ ''مَیں نے سنا ہے کہ تم قرآن بہترین آواز سے تلاوت کرتے ہو''؟ پھر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھیے: سنن ابن ماجہ: ابواب اقامة الصلوة ، باب فی حسن الصوت بالقرآن۔حدیث نمبر ۱۳۳۷۔

۱۶۱۔ المزمل: ۴۔

تیسری میں جگہ باقی ہے، یہ بات شرعاً ممنوع ہے۔احادیث اور کتب فقہ میں تسویۂ صفوف کے عنوان پر زیادہ سے زیادہ احادیث واحکام ہیں۔

جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے:

[۱]قال رسول اللّٰہ ﷺ الا تصفون کما تصف الملئکة عند ربها فقلنا یا رسول اللّٰہ ﷺ و کیف تصف الملئکة عند ربها قال یتمون الصفوف الاولی ویتراصون فی الصف(۱۶۲)

کیا تم خدا کے سامنے فرشتوں کی طرح صفیں نہیں باندھتے؟ ہم نے عرض کیا فرشتے کس طرح صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے نزدیک؟۔فرمایا پورا کرتے ہیں پہلے صفوں کو اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

[۲]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ صفوا صفوفکم وقاربوا بینها و حاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیده انی لاریٰ الشیطان یدخل من خلل الصف کانها الحذف (۱۶۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور آپس میں ملے ہوئے کھڑے ہو۔قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مَیں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کے درمیانی جگہ میں بھیڑ کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے۔

نماز کے شرائط:

گزشتہ اوراق میں نماز کی اہمیت واوقات وغیرہ کی مختصر بحث کی گئی،لیکن جب تک شرائطِ نماز سے واقفیت نہ ہو قدم قدم پر دشواریاں ہوتی ہیں،اس لیے یہاں اُن کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔

نماز کے سات شرائط:

[۱] نمازی کے بدن کا پاک ہونا، حاجت غسل ہو تو نہا لے، وضو نہ ہو تو وضو کر لے، بدن پر نجاست ہو تو دھو کر پاک کر لے

۱۶۲۔صحیح مسلم: یہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔دیکھیے: کتاب الصلوة، باب الامر بالسکون فی الصلوة حدیث نمبر ۹۶۸۔

۱۶۳۔سنن ابوداؤد: کتاب الصلوة، باب تسویة الصفوف۔حدیث نمبر ۶۶۷۔

[۲] بدن کے کپڑوں کا پاک ہونا

[۳] مصلیٰ جانماز کا پاک ہونا

[۴] مرد کو زیر ناف سے دونوں گھٹنے سمیت کپڑے سے چھپانا، عورت کو سوائے منہ کے دونوں پاؤں ہتھیلیوں کا چھپانا

[۵] قبلہ رو ہونا

[۶] نیت کرنا

[۷] وقت کا ہونا، اُس کو پہچاننا

نماز کے سات ارکان یا اندرونی فرائض:

[۱] تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا)

[۲] کھڑا ہونا

[۳] قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھنا

[۴] رکوع کرنا

[۵] سجدہ (ناک اور پیشانی لگا کر) کرنا

[۶] قعدۂ اخیرہ (اخیر کا) میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا

[۷] نماز سے اپنے قصد اور فعل اختیاری سے نکلنا

نماز کے گیارہ واجبات:

[۱] الحمد پڑھنا

[۲] الحمد کے ساتھ سورت ملانا

[۳] ہر فرض کو اپنے موقع پر ترتیب کے ساتھ ادا کرنا

[۴] پہلی دو رکعتیں قرأت کے واسطے مقرر کرنا

[۵/۶] دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا

[۷] السلام علیکم کہہ کر سلام پھیرنا

[۸] پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ کوئی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا

[۹] رکوع و سجدہ و دوسرے ارکان کا باطمینان ادا کرنا

[۱۰] دوسجدوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا۔ جن نمازوں میں الحمد وسورت بآواز پڑھی جاتی ہے اُس میں آواز سے پڑھنا، جن میں آہستہ اُن میں آہستہ پڑھنا

[۱۱] دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنے بیٹھنا، پے در پے ارکان ادا کرنا۔

واجبات یہی ہیں باقی سنت موکدہ یا مستحب ہیں۔

نماز کی بارہ سنتیں:

[۱] تکبیر اولیٰ ہر نماز اور چھ تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا

[۲] داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر باندھنا

[۳] سبحانك اللّٰهم و لااله غيرك تک پڑھنا (مقتدی کے لیے)

[۴] بعد ثنا امام ومنفرد دونوں کا اعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھنا

[۵] اعوذ باللّٰه کے بعد بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم پڑھنا

[۶] ہر رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جاتے وقت، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اُٹھاتے وقت دوسرے سجدے میں جاتے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا

[۷] رکوع میں سبحان ربی العظيم سجدے میں سبحان ربی الاعلی کہنا

[۸] رکوع سے سیدھا ہونے میں اکیلا نماز پڑھنے والا سمع اللّٰه لمن حمده اور ربنا لك الحمد کہے مقتدی صرف ربنا لك الحمد کہے

[۹] اول سجدے سے اُٹھ کر جلسے میں بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے توقف کرنا

[۱۰] بعد تشہد (التحیات) کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا

[۱۱] و لا الضالين کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا

[۱۲] درود کے بعد کوئی دعا (جو احادیث وقرآن کریم میں آئی ہو) پڑھنا۔

نماز کے ۴۵ مستحبات:

[۱] جب قدقامت الصلوة کہا جائے امام اُس وقت تکبیر تحریمہ نیت کے ساتھ باندھ لے

[۲] ہاتھ کے انگوٹھے سے کان کی لو چھو جائے

[۳] آستین سے ہاتھ باہر نکالنا
[۴] پہلے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور پھر تکبیر کہے
[۵] اللہ اکبر کے الف میں خدا کی احدیت والوہیت کا تصور کرے
[٦] اللہ کا لام پُر پڑھے
[۷] اکبر کی 'ر' کو ساکن پڑھے
[۸] اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھے
[۹] تکبیر میں امام جب حی علی الصلوۃ سنے نماز کے واسطے اُٹھ کھڑا ہو
[۱۰] مرد دونوں ہاتھ زیر ناف، عورت سینے پر باندھے
[۱۱] کھڑے رہنے میں سجدے کی جگہ دیکھے
[۱۲] دونوں پاؤں میں چار اُنگل کا فرق رکھے
[۱۳] فجر ظہر میں طوال، عصر وعشا میں اوساط، مغرب میں قصار پڑھے، بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا تو فرض ہیں
[۱۴] اس سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے
[۱۵] فجر کے فرض میں پہلی رکعت دوسری سے لانبی ہو
[۱٦] قرآن شریف حسب قواعد عرب پڑھے
[۱۷] سفر میں جس قدر قرأت آسان ہو اُسی قدر پڑھے
[۱۸] ہر رکعت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا
[۱۹] حتی الوسع کھانسی روکنا
[۲۰] جمائی نہ لینا
[۲۱] امام کو اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ کم از کم پہلی صف والے سن لیں
[۲۲] رکوع میں سر اور پیٹھ سُرین کے برابر رہے
[۲۳] رکوع میں پاؤں پر نظر رکھے
[۲۴] نمازی رکوع وسجدہ میں تین بار تسبیح کہے
[۲۵] مرد بازو ران سے جدا، عورت ملا کر رکھے

[۲۶] رکوع کر کے کھڑے ہونے میں ہاتھ لٹکے رکھے
[۲۷] سجدہ جانے میں پہلے زمین پر وہ عضو رکھے جو زمین سے قریب ہو مثلاً پہلے گھٹنے رکھے
[۲۸] سجدے سے اُٹھنے میں جو عضو آخر میں رکھا تھا یعنی ناک اور ماتھا پہلے اُٹھائے۔
[۲۹] سجدے میں ہاتھ کی اُنگلیاں آپس میں ملی رہیں
[۳۰] دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا
[۳۱] سجدے میں اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھنا
[۳۲] بازو پیٹ سے، پیٹ ران سے، ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے سجدے کے وقت جدا رہیں، عورت ملا کر پڑھے
[۳۳] پیشانی اور ناک دونوں سجدے کے وقت زمین سے لگانا
[۳۴] سجدہ کرتے وقت ناک کی طرف نگاہ رکھے
[۳۵] سجدے میں پاؤں کی اُنگلیاں زمین سے نہ اُٹھنے پائیں
[۳۶] بیٹھنے میں دونوں ہتھیلیاں رانوں پر رکھنا
[۳۷] سلام میں اس قدر منہ پھیرنا کہ مقتدی رخسارے کی سفیدی دیکھ لیں
[۳۸] سلام پھیرتے وقت دونوں مونڈھوں پر نظر رکھنا
[۳۹] ہاتھ کی اُنگلیاں نشست میں زانو کے سرے تک پھیلائے رکھنا
[۴۰] قعدے میں سینے کی جانب نگاہ رکھنا
[۴۱] امام ہر سلام میں فرشتوں اور اُدھر کے مقتدیوں کی نیت کرے
[۴۲] مقتدی امام فرشتوں اور دوسرے مقتدیوں کی نیت کرے
[۴۳] امام پہلا سلام بلند دوسرا پست کرے
[۴۴] قعدے میں اُنگلیاں ہاتھ پاؤں کی قبلہ رُخ رکھنا
[۴۵] اُنگلیاں حسب عادت کشادہ رکھنا

﴿مفسدات صلوٰۃ﴾:

نقشہ مفسدات فعلی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی:

[۱] نماز میں سو گیا اور احتلام ہوا۔

[۲] کسی عورت پر نگاہ پڑی اور مادۂ منی نکل آیا
[۳] نماز کے اختتام سے قبل قصداً وضو توڑ ڈالا، کسی عضو سے خون بہہ نکلا
[۴] نماز میں قرآن شریف دیکھ کر ایک آیت سے زیادہ پڑھا
[۵] کچھ کھایا پیا منہ کے اندر کی چیز چنے کی برابر نگل گیا
[۶] عمل کثیر کیا مثلاً کسی نے نماز کے اندر دونوں ہاتھ لگا کر کوئی کام کیا یا ایک رُکن میں تین بار مسلسل کوئی حرکت کی اس قسم کی باتیں عملِ کثیر کہلاتی ہیں۔

نقشہ مفسدات قولی جن سے نماز باطل ہو جائے گی:

[۱] قعدے کے سوا کسی حال میں تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرنا چاہیے سہواً ہو یا عمداً
[۲] زبان سے کسی کو جواب دینا
[۳] درد یا مصیبت سے بلند آواز کے ساتھ رونا جسے دوسرا سن لے
[۴] بلاضرورت جگہ صاف کرنا جس سے کوئی لفظ یا حرف نکل جائے جیسے اخ، اف، آہ، ہائے، اوہ
[۵] یہ کلمات زبان سے نکل جائیں
[۶] کسی نے دعا مانگی اُس کے جواب میں آمین کہنا
[۷] دوسرے کی چھینک کا جواب دینا
[۸] امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا
[۹] امام کا اپنے مقتدی کے علاوہ دوسرے سے لقمہ لینا
[۱۰] تعجب کی بات پر سبحان اللہ کہنا
[۱۱] اچھی خبر سن کر الحمد للہ کہنا
[۱۲] غم کی خبر پر انا للہ کہنا
[۱۳] نماز کے اندر اذان کا جواب دینا
[۱۴] کسی نے کہا خدا کے سوا کیا اور کوئی رب ہے اُس کے جواب میں کلمہ پڑھ دیا
[۱۵] دنیا کے کام کے لیے لاحول پڑھنا
[۱۶] نماز میں نکاح وغیرہ کی دعا مانگنا
[۱۷] ایسا قرآن پڑھنا جس سے معنی بدل جائے

نقشہ مکروہ تحریمی:

[۱] بے کار کام کرنا

[۲] اُنگلیوں کا توڑنا، چٹخانا

[۳] ہاتھ اس طرح باندھنا کہ کہنیوں تک اُنگلیاں پہنچیں

[۴] بے ضرورت چارزانو بیٹھنا

[۵] خاک کے بچاؤ سے بار بار کپڑا سمیٹنا

[۶] خواہ مخواہ اُنگلیاں آپس میں داخل کرنا

[۷] بلاضرورت آستین چڑھانا

[۸] رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

[۹] بغیر سلام کے دوسرا کام کر کے نماز سے باہر ہونا

[۱۰] دونوں پاؤں کھڑے کر کر مُڑ جانا

[۱۱] بلاضرورت کوئی سورت ایک آیت تک پڑھ کے چھوڑ دینا

[۱۲] منہ پھیر کر دیکھنا یا منہ پھیرنا

[۱۳] آیتوں کو ہاتھ یا تسبیح پر شمار کرنا

[۱۴] کسی واجب کا ترک کرنا

ان سب صورتوں میں نماز دوہرانا واجب ہے۔

سنت و نفل نمازوں کا مختصر بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں مستحب اور مؤکدہ۔ شبانہ روز میں سنت مؤکدہ کی بارہ رکعتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: فجر سے قبل ۲، قبل فرض ظہر ۴ مابعد ۲، مغرب کے فرض کے بعد ۲، عشا کے فرض کے بعد ۲۔ جمعہ سے قبل ۴ اور بعد ۶۔ ان سب میں فجر سے پہلے سنتوں کی تاکیداً کید ہے، یہاں تک کہ کسی سنت کی قضا نہیں، مگر فجر کی قضا بھی ہے۔ عصر سے قبل بھی چار سنتیں ہیں مگر یہ مؤکدہ نہیں، بلکہ مستحب ہیں، اسی طرح عشا کے وقت فرض سے قبل اور مابعد فرض عشا ۴ ر مستحب ہیں، خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

تراویح:

رمضان کے مہینے میں فرض عشا کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اس کی بھی بے حد تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس کا ترک کرنا گناہ ہے۔ دو دو کی نیت یا چار کی نیت باندھے۔ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر ذکر الٰہی وغیرہ کریں اور ذیل کی تسبیح پڑھیں:

سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والكبرياء والعظمة والجبروت سبحان الملك الحی القيوم الذی لا ينام ولا يموت سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملئكة والروح

تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کرنا بہتر ہے زیادہ جس قدر پڑھ جائیں بہتر، لیکن قرآن کریم کو اتنا تیزی سے پڑھنا کہ حروف قطع ہوں معصیت ہے۔

اُجرت:

مسجد کے مصلیان کا یہ فرض ہے کہ وہ حفاظ کی خود اپنی جگہ خدمت کریں، لیکن جو حفاظ بغیر دام لیے ہوئے تلاوت نہیں کرتے وہ بھی معصیت کرتے ہیں۔

نفل نمازوں میں اختیار ہے کہ خواہ بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر پڑھے۔

نماز اشراق:

فجر کی نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھا رہے، درود شریف وغیرہ یا قرآن مجید تلاوت کرتا رہے، آفتاب نکل کر جب بلند ہونے لگے تو چار رکعت دو سلام سے یا دو ہی رکعت پڑھے۔ اس نماز میں ایک حج یا ایک عمرے کا ثواب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسی طور سے نماز ادا کرے، وقت گزارنے پر بھی پڑھی تو کچھ نہ کچھ ثواب مل جائے گا۔

چاشت کی نماز:

جب آفتاب خوب بلند ہو جائے اور دھوپ میں تیزی آ جائے اُس وقت کم سے کم دو رکعت یا زیادہ پڑھے تو آٹھ یا بارہ رکعت پڑھے اس نماز کے بھی احادیث میں فضائل مرقوم ہیں۔

اوابین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعت دو دو کی نیت سے پڑھے۔

تہجد:

تہجد کی نماز میں حضور پاک ﷺ بے حد اہتمام فرماتے تھے۔ تمام تمام رات کھڑے رہتے، پائے مبارک بھی سوج جاتے۔ نفل نمازوں میں اس نماز کی بے حد تاکید ہے اور سنت مؤکدہ ہے۔ حضور ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہ فرمایا۔ حضور پاک ﷺ سے تہجد کی ۱۲؍رکعات تک پڑھنا ثابت ہے، کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ ۱۲؍ ہیں۔

صلوۃ التسبیح:

احادیث میں اس کا بھی بے حد ثواب درج ہے، اگر ہر روز نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو تو مہینے میں، سال بھر میں، عمر میں ایک بار پڑھ لے۔ چار رکعت کی نیت باندھ کر سبحانک اللّٰھم اور سورت پڑھ کر فارغ ہو تو رکوع سے پہلے پندرہ بار سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے۔ رکوع کی تسبیح کہہ کر ۱۰؍دفعہ سبحان اللّٰہ الخ پڑھ کر رکوع سے اُٹھے سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہہ کر پھر دس بار سابق کی طرح سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ الخ پڑھے پھر سجدہ کرے، سبحان ربی الاعلی کے بعد ۱۰؍بار سبحان اللہ والحمد للہ الخ پڑھے۔ سجدے سے اُٹھ کر پھر دس بار پڑھے، پھر التحیات پڑھے، پھر اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کرے۔ جو سورت چاہے پڑھے۔

نماز استخارہ:

اس نماز کی بھی احادیث میں ترغیب و برکات آئی ہیں۔ نئے کام، سفر، شادی وغیرہ کے مواقع پر اس نماز کا پڑھنا مستحسن ہے۔ ہمارے یہاں سلاسل قادریہ ومقتدریہ معینہ میں مذکورہ بالا نمازوں کے علاوہ خاص خاص معمولات بھی مقرر ہیں جو بے حد کامیاب ہوئے ہیں۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اُس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظیم فانك تقدرولا اقدر و تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرٌ لی فی دینی و معاشی و عاقبة امری فاقدرہ لی ویسّرہ لی ثم بارك لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی و عاقبة امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضی بہ

ان ھذا الامر کے لفظ پر اپنے مطلب کا بیان کرے اور ایک دفعہ یہی نماز پڑھ کر جس کام پر نیک نیتی سے رائے قائم کرے گا برکت ہوگی۔ اس کے بعد درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے، شب میں مطلب و مدعا کے متعلق علم ہو جائے گا۔

نیت:

دل سے نیت کرنا کافی ہے جس کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ دل سے ہر نماز کی نیت اور زبان سے اُس کے الفاظ ادا کرنا چاہیے۔ جس زبان میں چاہے الفاظ نیت ادا کرے، اچھا یہی ہے کہ عربی میں جو نیت ہے وہی کرے۔ اُس کے الفاظ یہ ہیں:

نویت ان اصلی للّٰہ تعالٰی رکعتا سنۃ الفجر الیوم، سنت کے لیے رکعتا السنۃ **فلاں** کہے اور فرض کے لیے رکعتا الفرض کہے۔ مغرب میں ثلٰث رکعات فرض المغرب کہے۔ یہ الفاظ نیت وہی کہے جو اُس کے معنی سمجھتا ہو، ورنہ معمولی طور پر ہر شخص اپنی زبان میں ہر نماز کی اُس کے مطابق نیت کرے۔

قرأت:

دن و رات میں پانچ نمازیں ہیں اور اُن سب میں سترہ رکعتیں فرض ہیں جن کی ترتیب یہ ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔ ان فرض کی رکعتوں میں فجر کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملا کر پڑھے، عصر کی پہلی دو رکعتیں بھری اور پچھلی خالی یعنی صرف الحمد پڑھے۔ مغرب میں دو رکعتیں بھری ہوئی پڑھے۔ یہ حکم امام اور منفرد کا ہے۔ مقتدی امام کے پیچھے خاموش رہے۔ اکیلا نمازی فجر، مغرب، عشا میں مختار ہے خواہ جہر کر کے پڑھے یا آہستہ۔

نماز میں ایک سورت قرآن کی پڑھنا فرض ہے اور بقدر تین چھوٹی آیتوں کے یا ایک بڑی آیت کے پڑھنا واجب ہے۔ صرف ایک ہی آیت پڑھ کر کفایت کرنا گناہ ہے۔ حالت سفر اور عجلت میں جس قدر موقع ہو اُتنا پڑھ سکتا ہے۔

اطمینان کی صورت یہ ہوگی کہ فجر و ظہر میں حجرات سے تا سورۂ بروج، عصر و عشا میں درمیانی سورتیں اور مغرب میں لم یکن سے قل اعوذ برب الناس تک جو چاہے پڑھے، کسی خاص سورت کو معین نہ کرے۔ امام کو مقتدیوں کی رعایت اور اُن کے رغبت و شوق سب چیزوں پر نظر رکھتے ہوئے قرأت کرنا چاہیے، نہ تو اتنی طویل قرأت ہو کہ مقتدی گھبرا جائیں اور نہ اس درجہ مختصر

جو معینہ مقدار سے کم ہو۔

سجدۂ سہو:

ترکِ واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدہ کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ سجدہ اس طرح کرے کہ آخر کی التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور پہلے سلام ہی کے بعد سجدے کرے۔ دوبارہ التحیات، درود شریف، دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ نماز میں جو چیزیں واجب ہیں ایک یا متعدد واجبات ترک کیے تو ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہوگا، البتہ فرض کے ترک سے نماز جاتی رہتی ہے۔

وتر:

وتر کی تین رکعتیں ہیں جو عشا کے فرضوں اور سنن و نوافل کے بعد منفرداً پڑھی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک میں امام کے ساتھ جماعت سے پڑھنا چاہیے۔

قضا نمازیں:

جب کسی شخص کی نماز قضا ہو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے، بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ بہت سی نمازیں مہینوں یا سال کی قضا شدہ ہوں تو اُن کی قضا میں عجلت کرے، جس وقت موقع پائے پڑھ لے۔ کسی نے ایک ہفتہ بھر نماز نہ پڑھی اب قضا پڑھنے لگا تو فرض کرو کہ پیر کی فجر سے نمازیں قضا ہوئی تھیں اور یک شنبہ کی عشا تک ایک نماز بھی نہ پڑھی وہ دوشنبہ کی فجر کی نیت اس طرح کرے قضا پڑھتا ہوں دوشنبہ کی فجر فلاں تاریخ فلاں سال کی۔

کئی سال کی نمازوں کی قضا میں یہ صورت کرے کہ فجر کی قضا میں فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمے تھیں اُن میں جو سب سے اول ہے اُس کی قضا پڑھتا ہوں اسی طرح ظہر وغیرہ۔

☆

غسل و دفن میت و نماز جنازہ

مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے اس جگہ غسل و دفن میت اور نماز جنازہ کے مسائل اور ترکیب بھی درج کی جاتی ہے۔

انسان کا جب آخر وقت ہو، سانس وغیرہ ٹوٹنے لگے، تمام اعضا ڈھیلے پڑ جائیں، کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو جاننا چاہیے کہ اب موت کا وقت ہے۔ چت لٹا دیں، قبلے کی طرف منہ کر دیں، اُس کے

قریب دُنیا کی باتیں قطعاً نہ کریں، بلکہ بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھیں، بیمار سے نہ کہا جائے کہ تو بھی پڑھ، بلکہ خود سلسلہ جاری رکھیں تا کہ وہ سن کر کلمہ پڑھنے کے قابل ہے تو پڑھنا شروع کر دے گا۔ اس وقت سورۂ یٰسین بھی پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے مردے کی سختی میں کمی ہو جاتی ہے۔ جب روح پرواز کر جائے تو مردے کے ہاتھ پیر درست کر دیں، دونوں ہاتھ اپنی اپنی جگہ کر دیں، منہ کے بند کرنے کے لیے جبڑوں پر پٹی باندھنا بہتر ہے۔ منہ وغیرہ بند کرتے وقت بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ پڑھتے رہیں۔ غسل وغیرہ میں دیر نہ کریں، جب تک غسل نہ دیا جائے مردے کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔

غسل میت:

بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر گرم کریں، کافور پانی میں گھول دیں، جس تخت یا تختے پر میت کو لٹا کر غسل دینا ہے اُس کو لوبان کا بخور کر دیں، ایک کپڑا ناف سے زانو تک ڈال دیں، جسم کے سارے کپڑے اُتار دیے جائیں، میت کو برہنہ نہ کریں، بلکہ یہ کپڑا غسل کے وقت پڑا رہے۔ پہلے استنجا کرائیں اگر نجاست ہو تو ڈھیلوں سے پاک کر دیں۔ غسل دینے والا مردے کے ستر کو ہاتھ نہ لگائے۔ تھیلیوں سے بدن صاف کیا جائے، استنجے کے بعد مردے کو وضو کرا دیں، کلی نہ کرائیں، نہ ناک میں پانی ڈالیں، گٹے تک ہاتھ دھلائیں۔ پہلے منہ دھلایا جائے اُس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت منہ اور ناک کے نتھنوں میں روئی رکھ دیں۔ وضو سے فارغ ہو کر داڑھی اور سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے صاف کر دیں پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پاؤں تک تمام بدن پر ڈالیں یہاں تک کہ پانی بائیں کروٹ تک پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور اسی طرح تین بار پانی ڈالا جائے، کسی خشک کپڑے سے مردے کا بدن صاف کر دیں۔

کفن:

مرد کے واسطے تین کپڑے سنت ہیں:

[۱] ازار (یا تہ بند)

[۲] کرتا (کفنی)

[۳] چادر

عورت کے لیے پانچ:

[۱] کرتہ

[۲] ازار

[۳] سر بند (خمار اوڑھنی)

[۴] چادر

[۵] سینہ بند

ازار سر سے پاؤں تک ہوتی ہے اور چادر جو سب کے اوپر ہوتی ہے اُسے پوٹھ کی چادر کہتے ہیں، وہ ازار سے ایک ہاتھ لانبی ہوتی ہے۔ کرتہ گلے سے قدم تک لیکن آستین وکلی وغیرہ نہیں ہوتی صرف گلے کی جگہ پھاڑ دیتے ہیں۔ سر بند تین ہاتھ لانبا ہو، سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک لانبا چوڑا رکھیں تاکہ بدن سے لپٹ جائے۔ ایک چادر اس کے علاوہ رکھتے ہیں جو مردے پر ڈال دی جاتی ہے جسے بعد میں کسی محتاج وغیرہ کو دے دیں۔ یہ چادر کفن میں شامل نہیں ہے۔

کفن میں بھی لوبان کی دھونی دے دی جائے، خوشبو عطر وغیرہ لگادیں، ہتھیلیوں وغیرہ اور اُن جوڑوں پر کافور مل دیں جو سجدے میں رکھے جاتے ہیں۔

پہلے چادر بچھائیں پھر اُس پر ازار، اُس کے اوپر کرتہ اور اُس پر مردے کو لٹائیں۔ کرتے کا گلا چاک کر کر مردے کا سر اُس میں سے نکال لیں پھر ازار مردے کی بائیں جانب سے لپیٹی جائے، پھر داہنی طرف سے۔ اُس کے بعد اوپر والی چادر پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں۔ دھجی سے سر اور پاؤں کے حصے کو باندھ دیں، کمر بھی باندھ دی جائے۔

عورت کو کفنانے کی شکل یہ ہوگی عطر کافور وغیرہ لگائیں پھر چادر پر تہ بند اُس پر کرتہ پھر اُس پر میت کو لٹائیں۔ کرتہ پہنا کر سر کے بال کے دو حصے کر کے دائیں بائیں سینے پر ڈال دیں، پھر سر بند سر اور بالوں پر ڈال دیں، پھر ازار بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں۔ اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں، پھر چادر اوپر والی پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی جانب سے لپیٹ کر تین جگہ دھجیوں سے باندھ دیں۔ سینے پر شجرہ یا بزرگوں کا کوئی تبرک بھی رکھ دیں۔ اس کی سند بھی اصولاً احادیث میں موجود ہے۔

نمازِ جنازہ:

مردے کونہلانا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا، دفن کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اگر دو ایک بھی شریک ہو جائیں گے تو سب کے ذمے سے فرض اُتر جائے گا۔

جب مردے کو غسل وغیرہ دے دیں تو امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نماز پڑھائے جس میں چار تکبیریں ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر تسبیح پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھے، تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ذیل کی دعائے میت پڑھے:

اللّٰھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و اُنثانا

اللّٰھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے۔

اگر جنازہ نابالغ کا ہے تو:

اللّٰھم اجعلہ لنا فرطاً و اجعلہ لنا اجراً و اجعلہ لنا ذخراً و اجعلہ لنا شافعًا و مشفعا

لڑکی ہے تو اجعلہ کی جگہ اجعلھا اور شافعاً کی جگہ شافعۃً اور مشفعا کی جگہ مشفعۃ پڑھے۔

دفن:

قبر دو قسم کی کھودی جاتی ہے بغلی یا صندوقی۔ جس جگہ کی مٹی سخت ہے بغلی کھودتے ہیں، ورنہ صندوقی۔ قبر اس قدر گہری ہو کہ انسان اُس میں بیٹھ سکے۔ جب قبر تیار ہو جائے تو مردے کو قبر میں اُتاریں۔ قبر میں اُتارتے وقت بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ پڑھتے جائیں۔ میت کا منہ قبلے کی طرف کر دیں۔ عورت کی میت اُتارنے میں پردہ کر لینا چاہیے۔ قبر کچی یا پختہ دونوں طرح کی بنا سکتے ہیں۔ گنبد وغیرہ بنانا بھی جائز ہے تاکہ زائرین وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی وغیرہ کر سکیں۔

جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو چار مہینے دس روز تک اپنے شوہر کا سوگ کرنا چاہیے۔ سوگ کے معنی سر پیٹنے یا سینہ کوبی کے نہیں ہیں، بلکہ ترک زینت، بناؤ سنگار نہ کرے، مہندی وغیرہ نہ لگائے، آواز سے رونا چلانا قطعاً منع ہے۔

تجہیز و تکفین کے بعد قرآن خوانی ایصال ثواب کرنا مردوں کے لیے امر مستحسن ہے خواہ تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کیا جائے، یہ سب ایصال ثواب کی شکلیں ہیں، صحیح احادیث سے ایصال ثواب ثابت ہے۔

فاتحہ وغیرہ کے جو طریقے ہندوستان میں مروج ہیں وہ علی الاکثر صحیح ہیں۔ اگر تعین یوم وقت کے ساتھ فاتحہ نہ کی جائے تو پھر عموماً ایصال ثواب ہی بند ہو جائے گا۔ اس صورت میں پابندی رہتی ہے، البتہ قبرستان میں جا کر دل لگی، مذاق اور لہو ولعب کے طریقوں میں مبتلا نہ ہونا چاہیے، وہ مقام عبرت کا ہوتا ہے۔ ان معمولات کی ادائیگی سودی قرض وغیرہ سے نہ ہونی چاہیے۔ بزرگوں کے اعراس اور چراغاں وغیرہ بھی اہل سنت کے نزدیک جائز ومباح ہے اور اس کی بھی اصل ثابت ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر طوائفوں اور دوسری عورتوں کا جانا یقیناً بند کرنا چاہیے۔ صاحبِ قبر کو اپنا وسیلہ وذریعہ بنانا جائز ہے۔ قبر پر ہاتھ لگا کر ملنا بھی درست ہے۔

اعراس کے مواقع پر اکابر اولیاء اللہ کی سیرت اور اُن کی عملی زندگی مجاہدات وریاضات، زہد واتقا، توکل، صبر، اکل حلال، اظہار حق وصداقت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ذکر وشغل جیسے افعال پر حاضرین کو توجہ دلائی جائے تاکہ حضرات صوفیا کی حیات کا قلوب پر عملی نقش قائم ہو۔

☆

اضلاع وقصبات کی تنظیم اور جمعہ کی اہمیت

نماز کے عنوان میں ہم مختصراً نماز کے اجتماع کی برکات پر اشارات کر آئے ہیں۔

پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ ہفتہ واری اجتماع ہے جس میں شہری ومحلّہ داری نظام کی درستی مقصود ہے۔ اس نماز کو عید المومنین بھی ٹھہرایا گیا۔ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کی غرض یہ ہے کہ خطبات جمعہ میں مسلمانوں کو اہم ضروریات سے باخبر کیا جائے۔ افسوس کہ زبان عربی سے بے توجہی کا نتیجہ یہ ہے کہ خطبوں کے احکام سے مسلمان بے خبر رہتے ہیں اور اس عظیم الشان اجتماع کی حقیقی روح فنا ہو رہی ہے۔

اگر خطبوں کی اہمیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ختم رسالت روحی لہ الفدا ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مسلمانوں کے قلوب میں خطبات ہی اسلامی جوش وحمیت پیدا کرتے تھے اور آپ کا معمولِ شریف تھا کہ ضروریات کے موافق خطبے میں احکام ارشاد فرماتے۔ کتبِ احادیث میں آپ کے مواعظ وخطبات کی تفصیلات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبے میں ہر قسم کی قومی ومذہبی ضروریات بیان کی جاتیں۔ حضرات صحابہ پر بسا اوقات حضور انور ﷺ کی تقاریر کا یہ اثر ہوتا کہ بے اختیار ہو جاتے۔

خطبہ مردہ جسموں میں روح حیات پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ عربیت سے ناواقفیت اور پھر اماموں، خطیبوں کا مسائلِ حاضرہ سے بے خبر ہونا بھی مسلمانوں میں جمود پیدا کر رہا ہے۔

اُردو خطبات کی بحث عرصے سے جاری ہے، مگر اب تک متفقہ طور پر اس کا آخری فیصلہ نہیں کیا گیا۔ بعض تو اس مسئلے میں یہاں تک تشدد اختیار کیے ہوئے ہیں کہ اگر کسی خطیب نے حالات کی اہمیت وضرورت کے باعث عربی کے علاوہ دوسری زبان میں کوئی ہدایت کر دی تو اُس کے خلاف ہنگامہ برپا کیا جائے گا۔

خطبہ اصل میں وعظ و نصیحت کا نام ہے اُس کو جزوِ عبادت نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر ایسا ہوتا تو سرکارِ عالم ﷺ دورانِ خطبہ میں منبر سے اُتر کر دوسرے کام کیوں فرماتے؟ اس کی مثالیں کتب احادیث میں متعدد ملتی ہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خطبے کو جزوِ عبادت ماننے کے متعلق فرماتے ہیں:

ان الخطبة ذكر والمحدث والجنب لايمنعان من ذكر الله ما خلا قرأة القران فى حق الجنب وليست الخطبة نظير الصلوة ولا بمنزلة سطرها بدليل انها تودى غير مستقبل بها القبلة ولا يفسدها الكلام والخطبة كلها وعظ و امر بالمعروف

یعنی خطبہ ایک ذکر ہے اور بلا وضو اور ناپاک آدمی کے لیے جب تک کہ تلاوت قرآن نہ ہو ذکر الٰہی میں کوئی ممانعت نہیں۔ خطبہ نہ تو نماز کی مثل ہے اور نہ اُس کے اجزا میں سے ہے، کیوں کہ خطبہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ خطیب قبلہ رو نہیں ہوتا اور نماز کے لیے یہ ضروری ہے، نیز خطبے میں بات کرنے سے خطبہ فاسد نہیں ہوتا اور نماز اس کے برعکس ہے۔ خطبہ سراپا وعظ اور امر بالمعروف ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عربی الفاظ کے علاوہ فارسی زبان میں خطبہ دینے کو جائز فرماتے ہیں۔

آج اگر عربی ہماری زبان ہوتی تو دوسری زبان میں خطبے کی حاجت ہی نہ ہوتی، جب دوسرے مما لک میں مسلمان فاتح کی حیثیت سے جاتے تو وہاں عربی سرکاری و لازمی زبان ہو جاتی جس کا سیکھنا ضروری تھا، اسی وجہ سے عجمی زبان میں خطبہ نہیں دیا گیا۔

اس مسئلے میں ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عربی خطبے کے ساتھ ساتھ اُردو میں ضروری ضروری احکام جمع کیے جائیں جن کو خطیب بیان کرے تا کہ عربیت کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہ رہے اور خطبے کی اصل غرض بھی پوری ہو جائے اور مردہ قلوب میں ہر ہفتے حیاتِ تازہ پیدا ہو سکے، لیکن اس سلسلے میں اگر عربیت کو معدوم کرنے کا جذبہ کارفرما ہوا تو بلا شبہ وہ ایک ایسا مکروہ تخیل ہوگا جسے برداشت نہیں کیا جاسکے گا۔

اسکولوں کی تعلیم اور انگریزی کے رواج نے ام السنہ (عربی) کو شدید نقصان پہنچایا اُس کی حفاظت بھی مسلمانوں کا فریضہ ہے، کیوں کہ اسلام نے زبان میں بھی وحدت قائم کی تھی جو تقریباً دوسری زبانوں کے باعث فنا ہو رہی ہے، اُسے بھی اپنی جگہ تقویت دینی چاہیے۔

یـا ایهـاالـذیـن آمـنـوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰه وذروا البیـع ذٰلکم خیرٌلکم ان کنتم تعلمون فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰه واذکروا اللّٰه کثیرا لعلکم تفلحون الخ (۱۶۴)

اے مسلمانو! جس وقت نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کے لیے لپکو اور اُس وقت بیچنا چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔ جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے خدا کی یاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

احادیث:

[۱]عن طارق بن شهاب قال قال رسول اللّٰه ﷺ الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا علی اربعة عبد مملوك او امرأة اوصبی اومریض (۱۶۵)

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر جماعت سے واجب ہے مگر چار شخصوں پر۔ مملوک غلام، عورت، بچے اور مریض پر واجب نہیں۔

[۲]عن ابن مسعود ان النبی ﷺ قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان آمـر رجـلا یـصـلـی بـالـنـاس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم. (۱۶۶)

۱۶۴۔ الجمعۃ:۱۰-۹۔

۱۶۵۔ سنن ابوداؤد: کتاب الصلوة، باب الجمعة للملوك والمرأة۔حدیث نمبر ۱۰۶۷۔

۱۶۶۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب فضل صلوة الجمعة۔حدیث نمبر ۱۴۸۵۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے اُن لوگوں کے حق میں جو جمعہ میں نہیں آتے فرمایا مَیں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور مَیں اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو بلا ضرورت جمعہ ادا نہیں کرتے۔

[۳]عن جابر ان رسول اللّٰہ ﷺ قال من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعة یوم الجمعة الامریض او مسافر اوامرأة اوصبّی اومملوك فمن استغنی بلھو اوتجارة استغنی اللّٰہ عنہ واللّٰہ غنی حمید (۱۶۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے پس اُس پر جمعہ لازم ہے، مگر مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام پر نہیں۔ جو شخص لہو اور تجارت میں مشغول رہا خدا اُس سے مستغنی ہے۔

[۴]عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنة وفیہ اخرج منھا ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة (۱۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمام دنوں سے بہتر دن جمعے کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر کیے گئے اور جمعے کے دن قیامت برپا ہوگی۔

[۵]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ التمسوا الساعة اللتی ترجیٰ فی یوم الجمعة بعد العصر الیٰ غیبوبة الشمس (۱۶۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعے کے دن عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ایک ساعت کے متلاشی رہا کرو۔

[۶]عن ابی لبابة بن عبدالمنذر (اسمہ رفاعة بن عبدالمنذر) رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی ﷺ ان یوم الجمعة سید الایام واعظمھا عنداللّٰہ وھو اعظم

۱۶۷۔ سنن دارقطنی: ج۲/ص۳۔

۱۶۸۔ صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة۔ حدیث نمبر ۱۹۷۷۔

۱۶۹۔ جامع ترمذی: ابواب الجمعة، باب ما جاء فی فضل یوم الجمعة۔ حدیث نمبر ۴۸۹۔

عنداللّٰہ من یوم الاضحی ویوم الفطر فیہ خمس خلال الخ (۱۷۰)

ابی لبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اللہ کے نزدیک عید الفطر وعید الضحیٰ سے بھی زیادہ بڑا ہے۔

جمعے کے دن کثرت درود:

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اکثروا الصلوۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملئکۃ وان احدا لن یصلی علیّ الاعرضت علی صلوتہ حتیٰ یفرغ عنھا قال قلت وبعد الموت؟ قال وبعد الموت ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حیّ یرزق (۱۷۱)

ابی دردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعے کے دن زیادہ درود پڑھا کرو، اس لیے کہ اُس دن فرشتے درودوں کو میرے پاس پیش کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو درود بھیجتا ہے مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک فارغ ہو۔ مَیں نے عرض کیا بعد وصال بھی؟ فرمایا خدا نے زمین پر انبیا کے جسدوں کا کھانا حرام کر دیا، اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔

احکام:

نماز جمعہ دو رکعت واجب ہے۔ شرائط جمعہ پائے جانے کی صورت میں ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔ جمعے کی نماز سے قبل غسل کر کر پاک وصاف کپڑے پہن کر مسجد جامع میں جائے۔ اذان سنتے ہی دُنیا کے کام چھوڑ دے، خرید وفروخت ترک کر دے۔

اذان کے بعد امام منبر پر جائے، موذن اُس کے سامنے مقابل کھڑے ہو کر اذان دے۔ بعض افراد نے عالم اسلامی اور احکام ومسائل سے ہٹ کر دوسری راہ نکالی اور اس سلسلے میں جو کچھ کیا خدا توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

موذن جب اذان ثانی ختم کر لے امام کھڑے ہو کر دو خطبے دے جس میں احکام وضروریات بیان کرے، سامعین خموشی اور غور سے خطبہ سنیں، خطبے کے وقت سنن وغیرہ نہ پڑھیں۔ بات چیت

۱۷۰۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ۔ حدیث نمبر ۱۳۶۳۔

۱۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ ﷺ۔ حدیث نمبر ۱۶۳۷۔

بھی اُس وقت منع ہے۔

ایک شہر میں متعدد جمعے جائز ہیں، مگر اولیٰ اور مستحسن یہی ہے کہ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جائے۔ کثرت درود کی احادیث میں تاکید فرمائی گئی ہے۔

عیدین کی نماز

اسلام نے جس طرح روحانیات وعبادات کی تعلیم دی وہیں مسرت وشادمانی کے طریقے بھی مقرر فرمائے۔ شرک و بدعت اور لہو ولعب یا دوسری اقوام کی طرح ان خاص خاص دنوں میں آفتاب پرستی، ماہتاب پرستی وغیرہ سے بچایا اور حکم دیا کہ مسلمان توحید کے نشے میں سرشار ہوکر اپنی مسرت کا اظہار کریں۔ چناں چہ ہماری مسرت کے لیے عیدالفطر وعیدالضحیٰ کے دو دن مقرر ہوئے۔

نماز عیدالفطر:

عیدگاہ جانے سے قبل سنت یہ ہے کہ کچھ کھا کر نکلے۔ صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔ فطرے کا بیان اپنی جگہ آئے گا۔ سب مسلمان کسی میدان میں جمع ہوں، امام امامت کرے، دو رکعت نماز عید پڑھائے۔ تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھے سبحانك اللّٰهم تا ولا اله غيرك پڑھ کر اور دونوں کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے پھر ہاتھ چھوڑ دے، دوبارہ اللہ اکبر کہے پھر اسی طرح تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ باندھ لے، پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع کر کر کھڑا ہو جائے، پھر الحمد وسورت کے بعد تین تکبیریں کہہ کر رکوع کرے اور حسب معمول دونوں سجدے کر کر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اُس کے بعد امام دو خطبے پڑھے جن میں احکام عید، فطرہ وغیرہ مذکور ہوں تاکہ جس کسی سے کوئی بات رہ گئی ہو وہ اب ادا کرے۔

بقرعید:

بقرعید بھی مثل عیدالفطر کے ہے نماز دونوں کی یکساں ہے۔ بقرعید کے دن کچھ کھا کر نہ جائے، عیدگاہ سے آکر مقدور ہو تو قربانی کرے جس کے احکام زکوٰۃ وغیرہ کے سلسلے میں آئیں گے۔

یہ عید بھی اپنی حقیقت کے لحاظ سے دُنیا کے لیے سبق اندوز ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ملتِ ابراہیمی کے ماننے والے حضرت اسماعیل وابراہیم کی سنت پر خدا اور رسول کے احکام کی بجا آوری

میں ہر وقت جانی قربانی کے لیے تیار رہیں اور سمجھ لیں کہ محبت کے دعوے کے بعد ہر عزیز سے عزیز چیز خدا کی راہ میں قربان کرنی پڑے گی، ورنہ عید محض عمدہ لباس یا خوشبو و معانقہ ہی کا نام نہیں۔ اس عید میں ہمارے ائمہ و خطیب عید کی حقیقت کو مسلمانوں کے ذہن نشین کریں، محض جانوروں کی قربانی سے ہی محبت کے فرائض پورے نہیں ہوتے، بلکہ خدا عمل اور تقویٰ چاہتا ہے: لن ینال اللہ لحومھا و لا دمائھا (۱۷۲) ﴿اللہ کو ہرگز ہرگز ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچے گا﴾

صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہے کہ حضور پاک ﷺ ان موقعوں پر مسلمانوں کی تنظیم فرماتے، عساکرِ اسلامیہ، جیوش و رضا کارانِ اسلام کی جمعیتیں قائم و استوار کی جاتیں۔ سرمائے کی فراہمی کا نظم ہوتا۔

سفر کی نماز:

اسلام چوں کہ دینِ فطرت ہے اُس نے انسان پر قوانین مذہب نافذ فرما کر سہولتیں بھی پیدا کر دیں۔ آج سے تیرہ سو سال قبل جبکہ موجودہ آسانیاں نہ تھیں، نہ تیز رفتار ٹرینیں، موٹریں، ہوائی جہاز وغیرہ تھے، بلکہ خشکی میں اونٹ، خچر اور دریاؤں میں کشتیاں جاری تھیں۔ اُن صعوبتوں کو اگر اس وقت سوچا جائے تو اسلام کی نشر و اشاعت تبلیغ و ہدایت سلسلہ تجارت کی ترقیوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اسلام نے سفری حالت کے لیے نماز میں قصر کا حکم دیا اور سفر کی مسافت پر قصر کرنے کے احکام جاری کیے۔

جس وقت کوئی مسافر تین منزل یعنی ۳۶ رکوس کے سفر کے ارادے سے نکلے تو شہر کی آبادی سے باہر ہو کر مسافر ہو جاتا ہے۔ اُس کے لیے حکم یہ ہے کہ ظہر، عصر، عشا کی فرض نمازوں میں بجائے چار کے دو رکعتیں پڑھے۔ اسلام نے جس طرح چار رکعتیں دو رکعتیں رکھیں اسی طرح مسافر کو روزمرہ کے افطار کی بھی اجازت دی گھر واپس ہو کر یا جہاں پندرہ دن ٹھہرنا ہے روزوں کی قضا کرے۔ سنن و نوافل میں قصر نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو پڑھے، مہلت نہ ملے تو چھوڑ دے۔ حتی الامکان وقت ملنے پر پڑھ لینا اچھا ہے۔ مغرب کے فرض اور وتر، فجر کے فرض پورے پڑھے۔

موجودہ زمانے میں خواہ تیز رفتار ٹرین ہی پر کیوں نہ سفر کرے سفر کا حکم رہے گا۔ ریل کے سفر

۱۷۲۔ الحج: ۳۷۔

میں افضل یہ ہے کہ جب وہ ٹھہر جائے تو نماز پڑھے اگر درمیان میں وقت جاتا رہا ہے یا جہاں ریل ٹھہرے گی نماز نہ پڑھ سکے گا تو قبلے کا صحیح رُخ دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔محتاط حضرات علما اس نماز کے اعادے کا حکم دیتے ہیں۔

بیمار کی نماز:

نماز کے لیے شرع نے اور بھی رعایتیں مقرر فرمائیں مثلاً بیمار کی نماز۔فریضہ عبادت کی ادائیگی میں بیمار کو رخصت دی گئی کہ وہ شدید مرض کی حالت میں بجائے وضو کے تیمّم اور پھر اگر کھڑے ہونے کے قابل نہیں بیٹھ کر،اگر اس کے بھی قابل نہیں تو لیٹ کر۔رکوع وسجدہ اشارے سے ادا کرے۔

☆☆☆

جسمانی عبادت کا نظامِ عمل یعنی روزہ

آج کل کے محققین اطبا و ڈاکٹر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں کہ روزہ انسان کے امراض کا بہتر علاج ہے۔ انسان کے بدن میں جب خون کی حدت و تیزی ہوگی تو وہ زیادہ سے زیادہ خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہوگا۔ بدن کی قوت، غذا کی کثرت، خواہشات کی محرک ہوتی ہے۔ اگر ان سب چیزوں کو معتدل حالت پر قائم کر دیا جائے تو انسان کی حالت میں نمایاں فرق پیدا ہوگا۔ جتنی غذا کم کھائی جائے گی اُتنی ہی انسانی صحت میں اضافہ ہوگا۔ ان سب ضروریات کو بدرجۂ اکمل روزہ پورا کرتا ہے۔

روزہ جسمانی امراض کا تنقیحہ کرنے کے علاوہ مصائب و آلام کا عادی بناتا ہے۔ تیس دن کے روزوں میں جس طرح بھوک پیاس کی تکالیف برداشت کیں اسی طرح روزہ سبق دیتا ہے کہ اگر قوم و مذہب، ملک و ملت کی خدمت کے لیے بھوکا پیاسا رہ کر فریضۂ خدمت انجام دینا ہو تو مسلمان ہر وقت اُس کے لیے تیار رہے، نیز یہ کہ جب تک انسان پر بھوک وغیرہ کی تکلیف نہ ہوگی اُسے دوسروں کی مصیبت کا احساس نہ ہوگا۔ روزہ غربا و فقرا ضرورت مندوں کی مصیبتیں یاد دلاتا ہے پھر اسے بھی سوچو کہ گرم سے گرم ملک اور موسم میں گھنٹوں کھانا پینا چھوڑ کر پہلے کی طرح چہار چند مسلسل ایک مہینہ عبادت میں مصروف رہنا کیا سچائی کا معیار نہیں ہے!۔

اسلام نے روزے دار کے لیے رعایتیں بھی رکھیں، بیمار و ضعفا وغیرہ کے لیے کچھ رخصتیں دیں تاکہ دینِ فطرت کی تعلیمات اس سلسلے میں بھی واضح ہو جائیں۔

فرضیت روزہ، مریضوں، مسافروں کو رخصت دینے میں آسانیاں

آیات:

[ا] یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا اوعلی سفر فعدۃ من

ایام اُخر وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو خیرله وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون.(۱۷۳)

اے ایمان والو! فرض کیا گیا روزہ تم پر جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقویٰ کرو اور وہ بھی مقررہ دنوں میں۔ جو تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی پوری کر لے اور جن کو کھانا دینے کا مقدور ہے اُن پر ایک روزے کا فدیہ ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے۔ جو شخص نیک کام کرنا چاہے یہ اُس کے حق میں بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

دوسری آیات میں فرمایا:

[۲] یریداللّٰه بکم الیسرولا یریدبکم العسر(۱۷۴)

اللہ تو آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

مباشرت کا حکم:

احل لکم لیلة الصیام الرفث الٰی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللّٰه انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللّٰه لکم (۱۷۵)

رمضان کی راتوں میں بیویوں سے مباشرت کرنا تمہارے لیے جائز کر دیا گیا۔ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو خدا نے جان لیا کہ تم چوری سے اپنا نقصان کرتے تھے پس خدا نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے درگزر کی تو اب ہم بستر ہو لیا کرو اور چاہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا۔

کھانے پینے کا وقت:

وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر(۱۷۶)

جب تک صاف نظر آنے لگے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے اُس وقت تک کھاتے

۱۷۳۔ البقرہ:۸۴-۱۸۳۔ ۱۷۴۔ البقرہ:۱۸۵۔
۱۷۵۔ البقرہ:۱۸۷۔ ۱۷۶۔ البقرہ:۱۸۷۔

پیتے رہو۔

روزے کا وقت:

ثم اتموا الصیام الی اللیل (۱۷۷)

پھر روزہ پورا کرو رات تک (یعنی غروب آفتاب تک)

اعتکاف میں صحبت کی ممانعت:

ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسجد تلك حدود اللّٰہ فلا تقربوھا کذلك یبین اللّٰہ آیتہ للناس لعلھم یتقون (۱۷۸)

جب تک اعتکاف کے لیے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہوتو اُن سے مباشرت نہ کرنا، یہ خدا کی حدیں ہیں اُن کے قریب بھی نہ جانا۔ خدا اپنی نشانیاں بندوں کو تقویٰ حاصل کرنے کی غرض سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔

احادیث نبویہ:

[۱] عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایۃ فتحت ابواب الجنۃ وغلّقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین وفی روایۃ فتحت ابواب الرحمۃ (۱۷۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھولے اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

[۲] عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من

۱۷۷۔ البقرہ:۱۸۷۔ ۱۷۸۔ البقرہ:۱۸۷۔

۱۷۹۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب یقال رمضان او شھر رمضان۔ حدیث نمبر ۱۸۹۹۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل شھر رمضان۔ حدیث نمبر ۲۴۹۵۔

ذنبه (۱۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان اور طلبِ ثواب کے لیے رکھا اُس کے گزشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے اور جو تراویح میں ایمان و طلبِ ثواب کے لیے کھڑا ہوا اور جو لیلۃ القدر میں ایمان و طلبِ ثواب کے لیے عبادت کے واسطے کھڑا ہوا اُس کے سابقہ گناہ بخشے جائیں گے۔

[۳]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ کل عمل ابن آدم یضعف الحسنة بعشر امثالھا الی سبع ما ئة ضعف قال اللّٰہ تعالٰی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شھوته وطعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطرہ وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك والصیام جنة فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احدٌ اوقاتله فلیقل انی امرؤ صائم (۱۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا اولادِ آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا ہے سات سو تک۔ خدا نے فرمایا مگر روزہ میرے ہی لیے ہے اور مَیں ہی جزا دوں گا۔ اپنی خواہشات اور کھانے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک خدا کے دیدار کے وقت۔ روزے دار کے منہ کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے۔ روزہ سپر ﴿ڈھال کے مانند﴾ ہے۔ جب روزے کا دن ہو تو تم میں سے کوئی روزے دار فحش بات نہ کرے اور نہ بلند آواز سے چیخے، اگر اُس کو کوئی برا بھی کہے یا لڑنے کا ارادہ کرے پس اُس کو چاہیے کہ کہہ دے مَیں روزے دار ہوں۔

۱۸۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب من صام رمضان ۔حدیث نمبر ۱۹۰۱۔
ب: صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین و قصرھا، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح۔ حدیث نمبر ۱۷۸۱۔

۱۸۱۔ ان الفاظ کے ساتھ صحیحین میں نہیں مل سکی، البتہ اسی معنی کی احادیث موجود ہے۔ دیکھیے:
الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب فضل الصوم ۔حدیث نمبر ۱۸۹۴/ کتا ب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم۔حدیث نمبر ۱۹۰۴۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔حدیث نمبر ۲۷۰۶-۲۷۰۷۔

ان احادیث شریفہ سے ماہ صیام اور روزے کی فضیلت کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ روزہ محض کھانے پینے کے ترک کا نام نہیں۔ روزہ نام ہے اپنی تمام خواہشات ولذات کے ترک کا۔ ایمان واحتساب کی قید صاف طور پر بتا رہی ہے کہ روزے خالصتاً لوجہ اللہ رکھے جائیں، یہ نہ ہو کہ روزہ رکھ کر فواحش کا ارتکاب کیا جائے، بات بات پر لڑائی جھگڑے ہوں، اکل وشرب کے ترک کے ساتھ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان غرض تمام اعضا سے نیک کام لیے جائیں، آنکھ نامحرم پر نہ ڈالی جائے، پاؤں برے کام کی طرف متحرک نہ ہوں، کانوں سے ممنوعات نہ سنی جائیں۔ تاش، گنجفے، ہارمونیم، گراموفون، باجوں میں روزہ گزارنا رحمتِ الٰہی کو اپنے سے دور کرنا ہے۔ جو روپیہ لہو و لعب، تھیٹر، سنیما، جوئے خانوں میں برباد کیا جاتا ہے وہ صدقات و زکوۃ پر صرف کیا جائے، غریبوں کی امداد کی جائے تاکہ اجر وثواب میں اضافہ ہو۔

مذکورۃ الصدر آیات میں روزے کے فضائل اور وقت وغیرہ آگے ہیں، مگر آسانی کے خیال سے یہاں مختصراً چند احکام روزہ درج کیے جاتے ہیں۔

رمضان کا چاند دیکھتے ہی اُسی شب میں ۲۰/رکعت تراویح بعد فرض وسنت عشا باجماعت پڑھے اور امام کے پیچھے قرآن شریف کی سماعت کرے، صبح سے روزہ رکھے۔ یہ روزے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہیں، اُن کا منکر کافر ہے۔ روزے کا وقت صبح سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے۔ جب آفتاب ڈوبنے کا یقین ہو جائے اُس وقت چھوارے یا کسی چیز سے افطار کرے۔ افطار کے وقت اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ کہہ کر افطار کرے۔

سحری جہاں تک ہو دیر کر کے کھائے، لیکن اتنی تاخیر بھی نہ کرے کہ صبح ہو جائے۔

نواقضِ روزہ:

ماہِ مبارک کے روزے میں قصداً کوئی غذا یا دوا کھا پی لی، کسی عورت سے صحبت کی یا مرد نے پچھنے لگائے، فصد کھلوا کر کچھ کھا پی لیا، ان صورتوں میں روزے کے عوض ایک روزہ اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ بھول کر کھانا وغیرہ کھا پی لینے سے قضا یا کفارہ کچھ نہ آئے گا۔

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے، ساٹھ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلائے، کھانے کے بجائے کچا اناج بھی دے سکتا ہے جس قدر اناج تقسیم کرتا ہے اگر اُس کی قیمت ساٹھ فقیروں کو دے دے تو بھی کفارہ ہو جائے گا۔

اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ نہ روزے رکھ سکتا ہے، نہ ایک غلام آزاد کرسکتا ہے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو وہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کرے اور یہ نیت کرے جب استطاعت ہوگی کفارہ ادا کروں گا۔ اگر مقدرت ہوجائے تو کفارہ ادا کرے۔

روزے دار اگر دفعتاً ایسا بیمار ہوگیا کہ روزہ نہیں توڑتا تو جان جاتی ہے یا شدید بیماری ترقی کرے گی، سانپ کاٹ کھائے دوا نہیں پیتا تو مرجائے گا ان صورتوں میں توڑ ڈالے گناہ نہ ہوگا۔

سفر کی حالت میں جب نماز بھی قصر پڑھتا ہو اُس وقت افطار کرے جس کی بعد میں قضا کرے۔ اگر سفری مشکلات پریشان کن نہیں ہیں اور روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھ لے۔ حالت سفر میں اگر کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کرلی تو اس صورت میں روزہ رکھے۔ حاملہ عورت کو اگر اپنی یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو اُس وقت روزہ افطار کرے۔ حالتِ حیض میں بھی روزہ نہ رکھے بعد میں قضا روزے رکھے۔ ایسا بوڑھا کہ وہ روزے کی طاقت نہیں رکھتا یا ایسا کوئی مرض لاحق ہوگیا کہ اچھے ہونے کی امید نہیں، قوت زائل ہورہی ہے ایسا شخص ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو صدقۂ فطر کی برابر اناج دے دیا کرے اسی کا نام فدیہ ہے۔

دس یا گیارہ برس کی عمر والے لڑکے اور لڑکیوں سے روزہ رکھایا جائے۔ اگر پورے روزے نہ رکھ سکیں تو جس قدر ممکن ہو رکھیں۔ عادت کے لیے رکھوانا ضروری ہے۔

اعتکاف:

اعتکاف کا حکم بھی آیاتِ مذکورہ سے ظاہر ہوچکا ہے۔ اُس کی تفصیل یہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں رمضان کی بیسویں تاریخ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور ۲۹ ریا ۳۰ رچاند رات کے دن چاند کے بعد اپنے گھر آئے، مسجد میں اعتکاف کرے، عورت اپنے لیے خاص جگہ علیحدہ مقرر کرلے۔ معتکف شبانہ روز مسجد ہی میں رہے، دُنیا کی فضول باتوں کے علاوہ بات چیت کرے۔

لیلۃ القدر:

رمضان شریف میں ایک رات برکات کے لحاظ سے عجیب وغریب ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ رمضان کی تاریخوں میں سے کوئی رات ہے۔ اس کی علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اُس کی صبح کو سورج کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ اس شب میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، تقسیم ارزاق ہوتی ہے، خدا فرماتا ہے کوئی مانگنے والا مانگے اور

مَیں دوں، کوئی مغفرت چاہنے والا ہے وہ مغفرت طلب کرے مَیں مغفرت کروں، الی آخر۔ جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔

نوافل کے روزے:

نوافل کے روزوں میں بھی بڑا ثواب ہے۔ علیحدہ علیحدہ اُن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں۔ چند خاص خاص روزوں کا یہاں ذکر کیے دیتے ہیں۔

[۱] محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزے کا بڑا اجر ہے۔

[۲] بقرعید کی نویں یعنی عرفے کے روزے کا بھی ثواب عظیم ہے۔

[۳] شعبان کی پندرھویں اور عید کے بعد چھ روزے رکھنے کا بھی بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

حدیث میں ہے:

جس نے رمضان کے بعد چھ روزے رکھے گویا اُس نے تمام سال روزے رکھے۔ (۱۸۲)

علما نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ رمضان کے تیس روزے تین سو کی برابر ہیں اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہیں، رمضان کے بعد چھ روزے ساٹھ دن کے برابر ہیں تو اس طرح گویا سال بھر کے تین سو ساٹھ روزے رکھے۔

ہر مہینے میں ۱۳، ۱۴، ۱۵/ ایام بیض کے روزوں کا بھی بڑا اجر ہے۔

عام طور پر اگر سال بھر میں رمضان کے تیس روزے ہی صحیح معنوں میں ایمان و احتساب کے ساتھ رکھے جائیں تو کافی ہے۔ جب رمضان کے فرضی روزے ہی سرکارِ عالم ﷺ کے ارشاد کے مطابق نہ ہوں تو نوافل کا کیا پوچھنا۔

☆☆☆

۱۸۲۔ حدیث کے الفاظ یہ ہے: من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر۔

دیکھیے: **صحیح مسلم**: کتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعا لرمضان۔ **حدیث نمبر ۲۷۵۸**۔

مالی عبادت کا نظامِ عمل یعنی زکوٰۃ

قرآن کریم نے جہاں دولت و سرمایہ جمع کرنے کے قوانین مرتب کیے وہیں سرمایہ داروں کے ساتھ غریب و نادار طبقے کو شامل کر دیا۔ غریبوں کے لیے مال کا ایک حصہ نکالنا واجب و فرض قرار دیا جسے اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ رقم زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کے لیے بیت المال کا قیام ضروری ٹھہرایا گیا تاکہ ایک نظام کے ماتحت انتظامات کیے جائیں۔ بیت المال ہی وہ انجمن ہو جو غریبوں کی ضروریات کی سربراہی کرے اور اس نظام میں غربا شریک و داخل ہو کر اپنی زندگی کو استوار کر سکیں۔

آج اگر تحریک زکوٰۃ اور بیت المال کی اہمیت کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی اس عظیم الشان تحریک میں دُنیا کے غریب و نادار طبقے کی بقا و تحفظ کا بدرجۂ اکمل سامان موجود ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں زکوٰۃ کی اہمیت پر زیادہ سے زیادہ تاکیدی احکام موجود ہیں، جن کی غرض و غایت فقط یہ ہے کہ ہماری زندگی کا دار و مدار غربا کے نظام کی تکمیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہیں زکوٰۃ کا۔ نماز اور زکوٰۃ کو لازم و ملزوم کر دیا گیا۔ ۸۲ جگہ نماز سے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا گیا۔

آج اگر ملک میں ہمارا کوئی بیت المال ہو جو ہر سرمایہ دار سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرے تو روز روز کے چندوں کا سسٹم اور انجمنوں کی متفرق و متشتت صدائیں قطعاً بند ہو جائیں۔ ہزاروں بار بیت المال کی تحریکیں اُٹھیں جو زینتِ قرطاس بن کر رہ گئیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ چند ایسے مخلص کارکن جن کی زندگی کا جز صرف تحریک زکوٰۃ اور قیام بیت المال ہو تجربتاً ایک ضلع میں کام شروع کریں اور وہاں سے اُس وقت تک نہ ہٹیں جب تک وہ نظام مکمل اور مستحکم نہ ہو جائے؟

افسوس کہ ہماری ہر تحریک ہنگامہ آرائیوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے ذاتی اغراض و مناصب کے لیے تو ملک میں متحرک ہو سکتے ہیں، لیکن اسلام کے اُن زرّیں اصول کے اجرا و نفاذ پر

ہماری ہمتیں پست ہو جاتی ہیں جن سے ہماری قوم کی تعمیر ہو سکے۔ یہی وہ کمزوری ہے جس نے ہمیں اپنے مرکزِ ترقی سے دور کر دیا۔ غرض کہ اسلام مقدس کی تحریکِ زکوٰۃ ہمارے امراض کا علاج ہے۔ کاش! ہم اُس کے حقائق سے فائدہ حاصل کریں۔

آج غریب و مزدور اور سرمایہ داری کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے اُس کا علاج اسلام اپنے نظامِ عمل میں ظاہر کر چکا۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اُسی وقت ہوگا جب کہ اسلامی اصول کو اختیار کیا جائے، اگر دنیا اسلام کے پیغام کو سمجھتی اور اُس پر چلتی تو بالشویزم ہی کی ضرورت پیش نہ آتی۔ سوشلزم، کمیونزم، لینن ازم وغیرہ کی تحریکات عالمِ وجود ہی میں اس لیے آئیں کہ مغرب نے اسلام کے پیغام سے آنکھیں بند کر لیں یا اگر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا بھی تو اُن کے صحیح نتائج پر عمل نہ کیا، ورنہ قرآنی نظام اور حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کے بعد اس قسم کی تحریکات کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

اسی سلسلے میں اگر احکامِ قرآنی اور فرامین نبویہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان ہنگاموں کے انسداد کی بہترین شکلیں نکل سکتی ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث شریفہ نے سرمایہ جمع کرنے اور اُس کے اخراجات کے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کر دیے۔

آج بالشویزم کو ناز ہے کہ اُس نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس سے سرمایہ داروں کی قوت سلب ہو جاتی ہے، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرمایہ داری کی قوت گو ہاتھ سے نکل جاتی ہے مگر دوسری طرف جماعت کو لا انتہا قوت حاصل ہوتی ہے، اگر اس قوت کا غلط استعمال کیا گیا تو انفرادیت سے زیادہ ہولناک نتائج پیدا ہوں گے۔ چناں چہ چودہ سال کے زمانے میں اُس کے موجودہ نظام کا یہ نتیجہ ہے۔

اقلیت چیخ رہی ہے کہ اکثریت نے اُسے برباد کر دیا۔ ہر وہ کام جو حدِ اعتدال سے گزر جائے اُس کے نتائج مکروہ ہوتے ہیں۔ اسلام نے اُس سرمایہ داری کے خلاف قدم بڑھایا جس سے قوم کے غریب ضرورت مندوں کو فائدہ نہ پہنچے۔ نیز اسلام نے ہر اُس سرمائے کو جو کسی ایک شخص کی ملکیت میں رہتا تھا قانونِ وراثت جاری فرما کر سرمایہ دار کو مرنے کے بعد بہت سے حصوں میں منقسم کر دیا۔ اسلام بڑے سے بڑے سرمائے کی اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے افراد مستفید ہو سکیں۔ اس طرح وہ طاقت جو غریبوں کو نقصان پہنچاتی وہ یکسر سلب ہو

جاتی ہے۔اس کے علاوہ اسلامی قانونِ وراثت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک حصہ جو کل جائداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو ایسے رشتہ داروں یا غیروں یا رفاہ عام کے کاموں کے لیے وصیت کرے جن کو از روئے قانونِ وراثت حصہ نہ مل سکتا ہو، اس صورت میں بھی جائداد سے مختلف افراد کو متمتع ہونے کا موقع دیا گیا۔

رسالے کے دوسرے عنوانات سامنے ہیں اس لیے ہم یہ بحث کسی دوسرے موقع کے لیے ملتوی کرتے ہیں۔موضوع کے ماتحت آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں:

[۱]والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون(۱۸۳)

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو خدا کے راستے پر خرچ نہیں کرتے تو اُن کو عذابِ دردناک کی خبر دے دو، جب کہ اُس کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُس سے اُن کی کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور(اُن سے کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا تو اپنے اندوختہ کا مزہ چکھو۔

[۲]الهٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون(۱۸۴)

دولت کی فراوانی تم کو جب تک لہو ولعب میں مشغول رکھتی ہے قریب ہے کہ تم کو (نتیجہ)معلوم ہو جائے۔

اسلام نے اُس سرمایہ داری کی ممانعت فرمائی ہے جو خدا کے راستے میں صرف ہونے کی بجائے الماریوں، تجوریوں میں بند کر دی جائے۔قوم تباہ حال ہو، غریب فاقہ سے مریں مگر اُن کی دولت نہ نکلے۔

زکوٰۃ سے متعلق احادیث شریفہ درج کرنے سے قبل یہاں مجھے وہ حدیث شریف بھی یاد آتی ہیں جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں:

[۱]عن انس رضی الله عنه قال انی کنت امشی مع رسول الله ﷺ وعلیه برد نجرانی غلیظ الحاشیة فاتیٰ اعرابی النبی ﷺ فجبذه جبذة شدیدة فرجع

۱۸۳۔ التوبۃ:۳۵-۳۴۔ ۱۸۴۔ التکاثر:۱تا۳۔

نبی اللّٰہ ﷺ فی نحرالاعرابی ثم نظرت الی صفحة عاتق رسول اللّٰہ ﷺ قد اثـرت بھا حاشیة البرد من شدة جبذتھا ثم قال یا محمد مُر لی من مال الذی عندك قال النبی ﷺ المال مال اللّٰہ (۱۸۵)

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں ایک روز حضور ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپ قبیلۂ نجران کی حاشیہ دار چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ یکا یک ایک اعرابی ﴿دیہاتی﴾ نے آ کر حضور ﷺ کی چادر پاک کو قوت سے پکڑ لیا۔ حضور پاک ﷺ اُس کی گردن پر گر گئے۔ مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضور ﷺ کی گردن مبارک پر سخت گرفت کی وجہ سے نشان پڑ گئے۔ اُس کے بعد اُس نے کہا اے محمد! ﷺ جو مال تمہارے پاس ہے اُس میں سے میرے لیے بھی حکم کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میرے پاس جو مال ہے وہ اللہ کا ہے اُس کے بعد اُس نے جو سوال کیا تھا وہ پورا فرما دیا۔

صرف یہی ایک حدیث پاک ہماری نصیحت کے لیے کافی ہے۔ آقائے کونین نے غریبوں کے مالی حقوق کو سرمایہ داروں کے ساتھ کس طرح قائم کیا اور غربا کے ساتھ جو سلوک فرمایا آج کے زمانے میں اگر سائل ہم سے اس طور پر سوال کرے تو اُسے جیل کی کوٹھری یا پاگل خانے میں بھجوانے کا سامان کیا جائے گا۔

[۲]عـن ابـی ھـریـرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من آتاہ اللّٰہ مالا فـلـم یـود زکـوٰتـه مثل له ماله یوم القیامة شجاعا اقرع له زبیبتان یطوقه یوم الـقیـامة ثـم یاخذ بلھزمتیه یعنی شدقیة ثم یقول انا مالك انا کنزك ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الخ (۱۸۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا پس اُس نے زکوۃ نہ ادا کی تو اُس کے لیے اُس کا مال قیامت میں سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ سانپ بطور طوق کے اُس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا، پھر اُس کے منہ کے دونوں حصے پکڑے گا پھر کہے گا کہ مَیں تیرا مال ہوں، مَیں

۱۸۵۔ صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب اعطاء المؤلفة ومن یخاف علی ایمانه ان لم یعط۔ حدیث نمبر ۲۴۲۹۔
۱۸۶۔ صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ۔ حدیث نمبر ۱۴۰۳۔

تیرا خزانہ ہوں۔ پھر پڑھی یہ آیت 'پھر نہ گمان کریں یہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں الخ'۔

[۳] عن ابی هريرة رضی الله عنه قال لما توفی النبی ﷺ واستخلف ابو بکر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ اُمِرتُ ان اقاتل الناس يقولوا لااله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابوبكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال والله لو منعونی عناقا كانوا يؤدونها الى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على منعها قال عمر فوالله ماهوالارأيت ان الله شرح صدر ابی بکر للقتال لعرفت انه الحق (۱۸۷)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور اہل عرب نے کفر کیا۔ حضرت ابوبکر نے ان لوگوں سے جب لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر! تم ان لوگوں سے کس طرح لڑتے ہو، حالاں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَیں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الـه الا الـلـه کہیں یعنی اسلام لائیں، پھر جس نے لاالـه الاالـلـه کہا اُس نے بچایا مجھ سے اپنا مال اور جان۔ مگر ساتھ حق اسلام کے اور حساب اُس کا اللہ پر ہے پس کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے البتہ لڑوں گا اُس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوۃ کے اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے نماز حق نفس کا ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر نہ دیں گے مجھ کو بکری کا بچہ جسے ادا کرتے تھے رسول خدا کی طرف تو لڑوں گا مَیں اُن سے نہ دینے پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ کوئی امر نہ تھا مگر مَیں نے یہ جانا کہ اللہ نے حضرت ابوبکر کا دل کھول دیا ہے (یعنی الہام کر دیا) پس مَیں نے بھی جان لیا کہ ان لوگوں سے لڑنا حق ہے۔

۱۸۷۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان۔ حدیث نمبر ۲۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله۔ حدیث نمبر ۱۲۴۔

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کس مال پرواجب ہوتی ہے؟

اس مال پر جو بڑھنے والا ہواُس کی مقدارِ معین پر سال گزر جائے اور وہ مال اپنی ضرورت سے زائد اپنا ہو۔ بڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ مال تجارت میں لگا دیں تو سال بھر میں کچھ فائدہ ہو جائے۔

جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس قدر سونے چاندی کا زیور یا اس قدر روپیہ اشرفی موجود ہواور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اُس کو زکوٰۃ دیناواجب ہے۔

سو روپے پر اڑھائی روپے زکوٰۃ ہوگی۔ایک سودس پر بھی ڈھائی روپے، ایک سوبیس پر پونے تین روپے سونے چاندی کی مقدار پر زکوٰۃ ہوگی اُسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

ساڑھے باون تولہ چاندی رائج الوقت سکہ روپے سے چھپن روپے ساڑھے نوآنے بھر ہوتی ہے۔جب اس قدر روپے نقد یا اتنے کا زیور یا اس سے زائد ہوتو سال گزرنے پر اُس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر فقرا کو دے دے۔

زیور چاندی سونے کا:

برتن سونے چاندی کے سچا گوٹا ٹھپا ان سب پر زکوٰۃ ہے، خواہ استعمال میں رہیں یا محفوظ رکھے رہیں۔سال بھر کے کھانے کو جو غلہ جمع کر لیا جائے یا پہننے کے کپڑے برتن وغیرہ سواری کے گھوڑے، گھر کا فرش یا آلات اہل حرفہ، کتب خانہ ان پر زکوٰۃ نہیں۔ایسا شخص جس کے پاس دس ہزار کا مال موجود ہے، مگر دس ہزار ہی کا قرض دار ہے اُس پر زکوٰۃ نہیں۔

جواہرات وغیرہ تجارت کی غرض سے خریدے ہوں تو سال گزرنے پر قیمت کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگئی وہ سال گزرنے پر زکوٰۃ نکال دے۔کل مال میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیناواجب ہے۔

مستحقین زکوٰۃ:

جس کے پاس اس قدر روپیہ یا سامان تجارت موجود ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی اُس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا درست نہیں۔زکوٰۃ دیتے وقت اچھی طرح تحقیق کر لے کہ یہ مستحق ہے یا نہیں،

اگر دے دینے کے بعد اُس کے مال دار ہونے کا علم ہوا تو دوبارہ زکوٰۃ نہ دینی چاہیے۔ جس جگہ رہتا ہے وہاں کے فقرا و مساکین یا وہ غریب جو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے یا صاحبِ نصاب کے غریب رشتہ دار یا وہ طلبا جن کے پاس اپنی ضروریات کا سامان بھی نہیں ہوتا زکوٰۃ اُن کو دی جائے، البتہ وہ طلبا جن کے پاس روپیہ موجود ہو وہ مستحق نہیں۔ زکوٰۃ دینے میں حتی الامکان پوری پوری احتیاط کرنی چاہیے۔

آج کل ہماری بدنظمیوں یا عدم تحقیق کی بنا پر کھاتے پیتے موٹے تازے جن کے گھروں میں کافی سے زیادہ دولت موجود ہو اُن کو بھی زکوٰۃ کی رقوم دے دی جاتی ہیں یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مستحقین کو تقسیم کریں گے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کتنا دیتے ہیں اور کس قدر نہیں۔ زکوٰۃ دینے والا خود ہی اپنی جگہ پوری تحقیق سے ضرورت مندوں کو اپنے اہتمام سے دے تو بہتر ہے۔ بنی ہاشم، علوی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ نہ دے۔

فطرہ یا صدقہ فطر:

جو مسلمان آزاد اور اتنا مال دار ہے کہ اُس پر زکوٰۃ واجب ہو یا ایسا شخص جس کے گھر میں اسباب کے علاوہ اتنا سامان اور مکانات موجود ہیں کہ اُن کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اُس کو عید کے دن صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ ایسے شخص کو صدقہ یا زکوۃ یا زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ اس صدقے کو صدقۂ فطر یا فطرہ کہتے ہیں۔

صدقۂ فطر اپنی طرف سے چھوٹی اور نابالغ اولاد کی جانب سے بشرطیکہ اولاد مال دار نہ ہو۔ صدقۂ فطر میں گیہوں یا اُس کا آٹا یا ستو انگریزی تول اسی ﴿۸۰﴾ کے سیر سے آدھی چھٹانک پونے دو سیر وزن ہوتا ہے احتیاطاً پورے دو سیر دے۔

اگر جو یا اُس کا آٹا وغیرہ دے تو پورے چار سیر ہر شخص کی جانب سے دے۔ ایک شخص کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے، خواہ متفرق لوگوں کو دے دونوں طرح درست ہے۔

زکوٰۃ:

صدقۂ فطر کفارہ و صدقہ نذر کے علاوہ جو کچھ کسی کو دے وہ صدقۂ نفل ہے۔ ان تمام صدقات دینے کے بے شمار فضائل ہیں جن کا ذکر اس مختصر رسالے میں مشکل ہے، اس لیے ضروری اشارات پر ہی اکتفا کیا گیا۔

☆☆☆

حج

عالم گیر اجتماع محبت وعشق کا عظیم الشان مظاہرۂ مودت ومحبت کا نظامِ عمل:

کسے خبر تھی کہ ایک ایسا خطہ جو وادِ غیر ذی زرع کے نام سے پکارا جاتا ہو، جس مقام پر دُنیا کے مذاہب رُخ کرنے کے بعد ناکام واپس چلے گئے ہوں، جس کی بت پرستی تمام جہان کی تاریخ میں نمایاں حالت رکھتی ہو ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی رحمت کے بادل اُس کے اُفق پر محیط ہوں اور رضوانِ الٰہی کی بارشوں سے شرک وکفر کا یہ حصہ انوار وبرکات کا سرچشمہ بن جائے گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحانِ عاشقی کا دور آیا اور اس عاشق صادق اور اپنے خلیل کی قربانی کے لیے وہی وادیٔ غیر ذی زرع تجویز ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کی مرضی پا کر مع اہل وعیال مکہ کی پہاڑیوں کی طرف آ گئے۔ آپ نے اور آپ کے فرزند نے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی نیو نکال کر چار دیواریں اُٹھائیں اور کعبے کو ایک کوٹھری کی صورت میں بنا کر خضوع وخشوع سے عرض کرنا شروع کیا:

رب اجعل هذا بلدا امنا وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر (۱۸۸)

اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا شہر بنا دے اور اُس کے رہنے والوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں پھل وغیرہ کھانے کو دے۔

ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوعليهم آياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم (۱۸۹)

۱۸۸۔ البقرہ:۱۲٦۔

۱۸۹۔البقرہ:۲۹-۱۲۸۔

ہمارے رب! ہم کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ ایسا پیدا کر جو تیرا حکم ماننے والا ہو اور ہمیں عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصوروں سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی درگزر فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے خدا! ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور اُن کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھائے اور اُن کے قلوب کی اصلاح کرے۔ بے شک تو صاحبِ اختیار اور صاحبِ تدبیر ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خدا کے ارشاد کے موافق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ میں خدا پر توکل فرما کر چھوڑ گئے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھیں، یہی ادا رب العزت نے پسند فرما کر صفا و مروہ کے درمیان میں دوڑنا ساری دنیا کے حاجیوں کے لیے مقرر فرما دیا۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے واقعے کو متعدد بار رویائے صادقہ میں ملاحظہ فرمایا، شیطان نے اس ارادے سے ہٹانے کی کوششیں کیں، آپ نے متعدد بار کنکریوں سے شیطان کو بھگایا۔ یہیں سے حج میں کنکریوں کا پھینکنا ضروری قرار دیا گیا۔ حج کے جس قدر معمولات ہیں وہ سب محبت وعشق کے مظاہرے ہیں جیسا کہ ہم گزشتہ ابواب میں ظاہر کر چکے ہیں۔

اسلام کے اصول اپنے اندر ہزاروں فوائد رکھتے ہیں، اسی طرح فریضۂ حج کی خصوصیات بھی دُنیا جہان کی ملتوں سے جدا اور نمایاں ہیں۔ پنج وقتہ نمازوں، جمعہ وعیدین کے اجتماع میں ایک ایک ضلع وشہر کے مسلمان یکجا ہوتے تھے۔ ضرورت تھی کہ عالم اسلامی کی سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہر گوشۂ ملک سے وحدت کا رنگ لیے ہوئے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لاالٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد کے نعرہ ہائے عاشق لگاتے ہوئے ایک ہی وضع میں فقیرانہ لباس پہن کر حضرت ابراہیم واسماعیل کی سنتوں کو ادا کرنے کے لیے بڑے سے بڑا دولت مند حتی کہ بادشاہِ وقت کا بھی وہی لباس ہو جو ایک فقیر کا ہے۔

غرض اس عالمگیر اجتماع میں جس کا نام حج ہے اُس مقدس مقام پر جہاں حضرت ابراہیم و اسماعیل امتحانات دے کر سرفراز ے جا چکے تھے دُنیا کے مسلمانوں کو جمع کیا گیا اور اُن سے حج کے فرائض ومعمولات ادا کرا کر ذہن نشین کرایا گیا کہ تم میں سے ہر شخص کو ہماری خاطر اسماعیل بننا چاہیے اور حضرت ابراہیم کی طرح تم باپ بن کر اپنی اولاد کو ہماری رضا کے لیے پیش کرو۔

دُنیا کے ہر گوشے کے مسلمانوں کے اجتماع کی یہ بھی ایک بڑی غرض تھی کہ یکجا ہو کر تبادلۂ خیالات کریں اور اعانت و امداد کا عہد واثق کریں، ایک ملک دوسرے ملک کے دُکھ درد میں شریک ہونے کا وعدہ کرے، حرمین کی زیارت اور فریضۂ حج کے بعد اپنی تمام کدورتوں خرابیوں کو دور کر کر پاک وصاف ہو کر واپس جائے۔

اسلام سے قبل بھی کعبۃ اللہ کا حج کیا جاتا تھا، لیکن حضرت ابراہیم و اسماعیل کی اولاد کا دعوی کرنے والوں نے اس گھر کو بت پرستی کا مرکز بنا رکھا تھا۔ حج کے موقعے پر اپنی تمام مشرکانہ عادات و اطوار کو فرائض حج میں داخل کر چکے تھے۔ اسلام نے ملت ابراہیمی کی بہتر باتوں کو اختیار کر کر کفار و مشرکین کی کفریہ ایجادات و اختراعات کو ختم کر دیا اور جو حج کے حقیقی اغراض تھے اُسے ازسرنو اختیار فرمایا اور عام طور پر ارشاد ہوا:

ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا (۱۹۰)

اللہ کے لیے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو شخص زادِ راہ کی استطاعت رکھے۔

ہر مسلمان پر خدا نے فرض کر دیا کہ بشرط استطاعت عمر بھر میں ایک بار تو ضرور حج کر لے۔

[ا]واتموا الحج والعمرة لله فان احصرتم فما استیسر من الهدی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الهدی محله فمن کان منکم مریضا او به اذی من راسه ففدیة من صیام او صدقة او نسك فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرة الی الحج فما استیسر من الهدی فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة کاملة ذلك لمن لم یکن اهله حاضری المسجد الحرام (۱۹۱)

حج و عمرے کی نیت کر لی ہو تو اُس کو پورا کرو، اگر (راستے میں) روک لیے جاؤ تو قربانی کرو جیسی میسر آئے اور جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔ پھر تم میں جو بیمار ہو یا سر کی تکلیف میں ہو تو (اُس پر) فدیہ ہے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب با امن ہو جاؤ تو جو شخص نفع اُٹھانا چاہے عمرے کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے قربانی کرے اور جسے میسر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے زمانۂ حج میں اور سات جب تم لوٹو۔ یہ پورے دس ہوئے یہ اُس کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ ہوں۔

۱۹۰۔ آل عمران: ۹۷۔ ۱۹۱۔ البقرہ: ۱۹۶۔

[۲]واتقوا اللّٰہ واعلموا ان اللّٰہ شدید العقاب الحج اشھرمعلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وماتفعلوا من خیر یعلمہ اللّٰہ، وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقون یا اولی الالباب لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلامن ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللّٰہ عندالمشعرالحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللّٰہ کذکرکم آباء کم اوأشد ذکرا (۱۹۲)

اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے اور حج کے چند معلوم مہینے ہیں (یعنی شوال وذیقعدہ اور ۹ دن ذی الحج کے ان ایام میں جب چاہے احرام باندھ لے اس سے قبل بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں) پس جس نے لازم کرلیا اُن میں حج کو تو نہ عورت سے صحبت کرے نہ عدول حکمی اور نہ نزاع۔ ایام حج میں تم جو کچھ نیکی کروگے اللہ اُس کو جان لے گا۔ زادراہ لے لیا کرو۔ بے شک بڑا فائدہ خرچ لینے میں (سوال سے) بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو۔ اے عقل مندو! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل چاہو (یعنی تجارت سے فائدہ حاصل کرنے میں کچھ گناہ نہیں) جب عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو، مشعرحرام کے پاس (مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مشعرحرام ہے) اور اُس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اُس نے تم کو بتایا ہے، اس سے قبل تم ناواقف تھے۔ پھر چلو جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے گناہ بخشواؤ۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ جب حج کے ارکان پورے کر چکے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح ذکر (کرتے تھے) اپنے باپ دادا کا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ذکر۔

ان آیات میں حج کے مختصر احکام آ گئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث کے بعد پیش ناظرین کی جائیں گی۔

احادیث:

[۱]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من حج للّٰہ فلم

۱۹۲۔ البقرہ:۱۹۷تا۲۰۰۔

يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (۱۹۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پس نہ صحبت کرے اپنی عورت سے اور نہ فسق کرے تو لوٹتا ہے اُس دن کی طرح کہ جنا اُس کی ماں نے۔یعنی گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹتا ہے۔

[۲]وعنه قال قال رسول الله ﷺ العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الاالجنة (۱۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرے کا کفارہ ہے اُن گناہوں کے لیے جو ان دونوں کے درمیان ہیں۔حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے نہیں۔

نذر کا حج:

[۱]عن ابى هريرة رضى اللّٰه عنه قال اتىٰ رجل النبى ﷺ فقال ان اختى نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبى ﷺ لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم قال فاقض دين اللّٰه فهو احق بالقضاء(۱۹۵)

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اُس نے عرض کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مرگئی۔حضور نے فرمایا اگر اُس پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا، اُس نے کہا ہاں۔پس فرمایا خدا کا قرض ادا کر کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر والے کے انتقال کے بعد ولی کو چاہیے کہ اُس کی نذر پوری کرے۔

۱۹۳۔ الف: صحیح بخاری: كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور۔حدیث نمبر۱۵۲۱۔

ب: صحیح مسلم: كتاب الحج، باب فضل يوم عرفة۔حدیث نمبر۹۲-۳۲۹۱۔

۱۹۴۔ الف: صحیح بخاری: كتاب العمرة، باب وجوب العمرة و فضلها۔حدیث نمبر۱۷۷۳۔

ب: صحیح مسلم: كتاب الحج، باب لايحج البيت مشرك۔حدیث نمبر۳۲۸۹۔

۱۹۵۔ یہ حدیث حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔

الف: صحیح بخاری: كتاب الايمان والنذور، باب من مات و عليه نذر۔حدیث نمبر۶۶۹۹۔

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہو سکی، البتہ اس معنی کی احادیث کے لیے دیکھیے: كتاب الحج، باب الحج عن العاجز۔حدیث نمبر۵۲-۳۲۵۱۔

[۲]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یاایھاالناس ان اللّٰہ کتب علیکم الحج فقام الاقرع بن حابس فقال افی کل عام یا رسول اللّٰہ ﷺ قال لوقلتھا نعم لوجبت ولووجبت لم تعملوا بھا ولم تستطیعوا والحج مرۃ فمن زاد فتطوع (۱۹۶)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! خدا نے تم پر حج کو فرض کیا۔ اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ فرمایا اگر مَیں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور واجب ہو جانے کے بعد تم اُس پر نہ تو عمل کرتے اور نہ استطاعت ہی رکھتے۔ فرض حج ایک ہی بار فرض ہے، جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تنبیہ:

[۱]عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من ملك زاداً وراحلۃً تبلغہ الی بیت اللّٰہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا وذلك ان اللّٰہ تبارك وتعالٰی قال وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً (۱۹۷)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو کہ اُس کو بیت اللہ تک پہنچائے اور (پھر بھی) حج نہ کیا پس نہیں ہے فرق اُس پر اس بات میں کہ مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر اور یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واجب ہے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا اُس پر کہ طاقت رکھے راستے کی۔

حج میں تعجیل کرے:

[۲]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من اراد الحج فلیتعجل (۱۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے اُس کو

۱۹۶۔ الف: سنن نسائی: کتاب مناسك الحج، باب وجوب الحج۔ حدیث نمبر ۲۶۲۱۔
ب: مسند احمد: ج ۴/ص ۳۹۲۔

۱۹۷۔ جامع ترمذی: ابواب الحج، باب ما جاء فی التغلیظ فی ترك الحج۔ حدیث نمبر ۸۱۲۔

۱۹۸۔ الف: سنن ابوداؤد: کتاب المناسك، باب التجارۃ فی الحج۔ حدیث نمبر ۱۷۳۲۔
ب: مسند احمد: ج ۳/ص ۴۳۶۔

ادائیگی میں عجلت کرنا چاہیے۔

والدین کی طرف سے حج کرنا:

عن ابی رزین العقیلی انه اتیٰ النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج والعمرة ولا الظعن قال حج عن ابیك واعتمر (۱۹۹)

حضرت ابی رزین العقیلی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا میرا باپ بڑھا ہے جو نہ تو حج وعمرہ کی طاقت رکھتا ہے اور نہ سوار ہونے کی۔فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرلے۔

عظمتِ مکہ:

[۱]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لمکة ما اطیبك من بلد واحبك الی ولولا ان قومی اخرجونی منك وماسکنت غیرك (۲۰۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مکہ کے حق میں فرمایا کیا خوب شہر ہے تو اور مجھے بہت محبوب ہے اگر میری قوم (قریش) مجھے تیرے پاس سے نہ نکال دیتی تو مَیں تیرے سوائے کہیں نہ رہتا۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

[۲]واللّٰہ انك لخیر ارض اللّٰہ واحب ارض اللّٰہ الی اللّٰہ ولولا انی اخرجت منك ماخرجت (۲۰۱)

خدا کی قسم تو خدا کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور خدا کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو مَیں تجھ سے نہ نکلتا۔

اُمت کی بھلائی کعبے کی تعظیم میں ہے:

عن عیاش بن ابی ربیعة المخزومی رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تزال هذه الامة بخیر ماعظموا هذه الحرمة حق تعظیمها فاذا ضیعوا ذلك

۱۹۹۔ جامع ترمذی:ابواب الحج، باب ما جاء فی الحج عن الشیخ الکبیر والمیت۔حدیث نمبر۹۳۰۔

۲۰۰۔ جامع ترمذی:ابواب المناقب، باب فی فضل مکة۔حدیث نمبر۳۹۲۶۔

۲۰۱۔جامع ترمذی:ابواب المناقب، باب فی فضل مکة۔حدیث نمبر۳۹۲۵۔

هلکوا (۲۰۲)

عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی روایت فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک (کعبے) کی تعظیم کرتے رہیں گے جو اُس کا حق ہے اور جب عظمت کو ضائع کردیں گے ہلاک ہوجائیں گے۔

ہتھیار چلانے کی ممانعت:

عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول لا یحل لاحدکم ان یحمل بمکة السلاح (۲۰۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں مَیں نے حضورﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اُٹھائے۔

فتح مکہ کے دن آپﷺ نے جو خطبہ دیا اُس کے الفاظ بھی قابل مطالعہ ہیں:

ان مکة حرمها اللّٰه ولم یحرمها الناس فلا یحل لامرئ یؤمن باللّٰه والیوم الاخر ان یسفك بها دما ولا یعضدبها شجرة (۲۰۴)

بے شک خدا نے مکہ کو بزرگی دی، لوگوں کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوا جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُس کے لیے مکہ میں خوں ریزی کرنا حلال نہیں اور نہ اُس کے درخت کاٹے جائیں۔

حرم مدینہ:

[ا]عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنه عن النبی ﷺ قال ان ابراهیم حرم مکة فجعلها حراماً وانی حرمت المدینة حراماً ما بین مازمیها ان لا یهراق فیها دم ولا یحمل فیها سلاح لقتال ولا تخبط فیها شجرة الا لعلف (۲۰۵)

۲۰۲۔ سنن ابن ماجہ: کتاب المناسك، باب فضل مکة۔ حدیث نمبر ۳۱۱۰۔

۲۰۳۔ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب النهی عن حمل السلاح بمکة من غیر حاجة۔ حدیث نمبر ۳۳۰۷۔

۲۰۴۔ الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی، البتہ اسی مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ دیکھیے: کتاب جزاء الصید، باب لا ینفر صید الحرم۔ حدیث نمبر ۱۸۳۳۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الحج، باب تحریم مکة۔ حدیث نمبر ۳۳۰۴۔

۲۰۵۔ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة۔ حدیث نمبر ۳۳۳۶۔

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنا کر بزرگی دی اور مَیں نے مدینے کو حرم بنا کر بزرگی دی (مدینے کی دونوں سمتیں) وہاں خوں ریزی نہ کی جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اُٹھایا جائے اور نہ مدینے کے درختوں کو جھاڑا جائے، البتہ جانوروں کے لیے (جائز ہے)۔

[۲]عن سعد رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع عضامها اویقتل صیدها وقال المدینة خیرلهم لو کانوا یعلمون لا یدعها احد رغبة عنها الا ابدل اللّٰہ فیها من هو خیرمنه ولا یثبت احد علی لآوائها وجهدها الا کنت له شفیعا اوشهیدا یوم القیامة (۲۰۶)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَیں مدینے کے دونوں کنارے کے سنگستان کے درمیان میں درختوں کے کاٹنے اور شکار مارنے کو حرام کرتا ہوں۔ مدینہ اُن کے واسطے بہتر ہے۔ اُس کو کوئی شخص بے رغبتی سے نہ چھوڑے گا مگر اللہ تعالیٰ بدلے گا اُس شخص کو جو اُس سے بہتر ہوگا۔ جو شخص مدینے میں رہ کر وہاں کی سختی مشقت پر ثابت قدم رہا تو مَیں قیامت میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کا گواہ بنوں گا۔

حضور کو مدینے سے غایت درجہ محبت تھی:

عن انس رضی اللّٰہ عنه ان النبی ﷺ کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدران المدینة اوضع راحلته وان کان علی دابة حرّکها من حبها (۲۰۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں جب حضور پاک ﷺ سفر سے واپس آتے تو مدینے کی دیواروں کو دیکھتے اور اپنے اونٹ کو دوڑاتے اور اگر دابہ پر سوار ہوتے تو اُس کو مدینے کی محبت میں تیز چلاتے کہ جلد مدینہ آجائے۔

مدینے والوں سے دھوکا کرنے کا بدلہ:

عن سعد رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یکید اهل المدینة احد الا

۲۰۶۔ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب فضل المدینة ودعاء النبی ﷺ فیها۔ حدیث نمبر ۳۳۱۸۔

۲۰۷۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل المدینة، باب المدینة تنفی الخبث ۔حدیث نمبر ۱۸۸۶۔

انماع كما ينماع الملح في الماء (۲۰۸)
حضرت سعد راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینے والوں سے مکر کرے گا وہ گھل جائے گا اس طرح جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

زیارت مدینہ:

[۱]عن رجل من آل الخطاب عن النبی ﷺ قال من زارنی متعمداً كان فی جواری يوم القيامة ومن سكن المدينة وصبر على بلائها كنت له شهيداً وشفيعا يوم القيامة ومن مات فی احد الحرمين بعثه اللّٰه من الامنين يوم القيمة (۲۰۹)
حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری زیارت قصد کر کے کی وہ قیامت کے دن میری ہمسائیگی میں ہوگا اور جو شخص مدینے میں رہ کر وہاں کی سختیوں پر صبر کرتا رہا میں قیامت میں اُس کا گواہ اور شفیع ہوں گا اور جو دونوں حرموں میں سے کسی حرم میں مرا اُس کو خدا امن والوں میں اُٹھائے گا۔

[۲]عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه مرفوعاً من حج فزار قبری بعد موتی كان كمن زارنی فی حياتی (۲۱۰)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور نے فرمایا جس نے حج کیا اور بعد انتقال میرے مزار کی زیارت کی تو اُس کا زیارت کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔

مسائل حج

آیات واحادیث سے فریضۂ حج کی عظمت وغیرہ کا حال معلوم ہوگیا۔ اب یہاں مختصر طور پر

۲۰۸۔ الف: صحیح بخاری: كتاب فضائل المدينة، باب اثم من كاد اهل المدينة۔ حدیث نمبر ۱۸۷۷۔
ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله كما يذوب الملح فی الماء۔ كتاب الحج، باب تحريم ارادة اهل المدينة بسوء۔ حدیث نمبر ۱۳۸۷۔
۲۰۹۔ الف: مشکوۃ المصابیح: كتاب المناسك، باب حرم المدينة حرسها الله تعالیٰ۔ حدیث نمبر ۲۷۵۵۔
ب: شعب الایمان: ج ۳/ص ۴۸۸۔
۲۱۰۔ الف: مشکوۃ المصابیح: كتاب المناسك، باب حرم المدينة حرسها الله تعالیٰ۔ حدیث نمبر ۲۷۵۶۔
ب: سنن کبریٰ: ج ۵/ص ۲۴۶۔

مسائل حج درج کیے جاتے ہیں تا کہ ناظرین کو آسانی ہو۔

جس شخص کو خداوندِ عالم صاحبِ مقدرت کرے اور اُس کے پاس اتنی دولت ہو کہ بال بچوں کے کھانے پینے کا خرچ دے کر راستے کا کرایہ وضروری اخراجات کا پورا صرفہ ہو وہ شخص عمر میں ایک بار حج کرے اور یہی حج فرض ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو فوراً حج ادا کرے، توقف نہ کرنا چاہیے۔

حج کے ارکان:

یوں تو بہت سے ہیں اُن میں سے ذیل کے افعال فرض ہیں:

[۱] احرام باندھنا

[۲] عرفات کے میدان میں ٹھہرنا

[۳] دسویں تاریخ کو طواف خانۂ کعبہ کرنا جن کے بغیر حج نہیں ہوگا

[۴] سعی دوڑنا

واجبات:

جن کے نہ کرنے سے حج تو باطل نہیں ہوتا، البتہ قربانی کرنا لازم ہو جاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

[۱] میقات سے احرام باندھنا

[۲] کنکریاں پھینکنا

[۳] غروب آفتاب تک مزدلفہ میں ٹھہرنا

[۴] رات کو مزدلفہ میں قیام کرنا

[۵] منیٰ میں ٹھہرنا

[۶] طواف رجوع وواپسی

[۷] سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

ان میں ایک چیز بھی اگر ترک ہوگئی تو قربانی لازم ہوگی۔

محظورات حج:

وہ باتیں جن کا کرنا منع ہے۔ جب حج یا عمرے کی نیت سے احرام باندھ لے تو اُس کو واجب ہے کہ:

[۱] عورت کے ساتھ جماع کرنے اور دوسرے گناہوں سے بچے

[۲] کسی سے لڑے نہیں
[۳] خشکی کے جانور نہ شکار کرے
[۴] کسی دوسرے کو شکار کرنے کے واسطے نہ کہے، نہ اشارے سے بتلائے
[۵] خوشبو نہ لگائے
[۶] ناخن نہ تراشے
[۷] منہ اور سر نہ ڈھانکے
[۸] سر اور ڈاڑھی کو کسی چیز سے نہ دھوئے
[۹] سر کے بال نہ کتروائے، نہ منڈوائے
[۱۰] کرتہ، ٹوپی، پاجامہ، اچکن، سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے
[۱۱] سر پر عمامہ نہ باندھے
[۱۲] موزے بھی نہ پہنے
[۱۳] رنگین معطر کپڑا بھی نہ پہنے۔

عمرہ کرنا سنت ہے۔ طواف بیت اللہ کرنا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بس اسی قدر عمرہ ہے۔

سامان سفر کے بعد حج کے لیے جب نکلے تو پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پہلی میں الحمد، قل یاایھا الکفرون، **دوسری رکعت میں** الحمد و قل ھو اللہ احد **پڑھے، اُس کے بعد اہل و عیال کو رخصت کرے اور ہر ایک سے کہے:**

استودع اللّٰہ دینك وامانتك وخواتیم عملك

تمہارا دین تمہاری امانت خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا خاتمہ بخیر کرے۔

گھر کے دروازے سے نکل کر کہے:

بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ اللھم بك انتشرت وعلیك توکلت وبك اعتصمت والیك توجھت اللّٰھم زودنی التقویٰ واغفرلی ذنبی ووجھنی للخیر اینما توجھت

آدابِ احرام:

جب مقام یلملم جو عدن سے آگے ہے سامنے آ جائے تو غسل کرے، خط بنوائے، ناخن

کتروائے، سلے ہوئے کپڑے اُتار دے، ایک تہہ بند باندھ لے، ایک چادر اوڑھ لے، خوشبو لگائے، سواری پر سوار ہوکر حج کی نیت کرے اور بآواز بلند کہے:

لبيك اللّٰهم لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

آداب دخول مکہ وطواف:

مکہ معظّمہ کے قریب پہنچ کر غسل کرے۔ حج میں نو جگہ غسل کرنا سنت ہے:

[۱] بوقت احرام

[۲] داخلہ مکہ معظّمہ کے وقت

[۳] طواف زیارت کے وقت

[۴] عرفات میں جانے سے قبل

[۵] مزدلفہ میں تین غسل

[۶] پتھر مارتے وقت

[۷] طواف وداع کرنے سے پہلے۔

الغرض غسل کے بعد مکہ معظّمہ میں داخل ہو جس مقام سے خانہ کعبہ نظر آئے یہ دعا پڑھے:

لا اله الا اللّٰه واللّٰه اكبر اللّٰهم انت السلام ومنك السلام ودارك دارالسلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام اللهم هذا بيتك عظمته وشرفته وكرمته اللّٰهم فزده تعظيما وزده تشريفا وتكريما وزده محابة وزد من حجة براً وكرامة اللّٰهم افتح لي ابواب رحمتك وادخلني جنتك واعذني من الشيطان الرجيم

مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر طواف کرے اور شروع میں یہ دعا پڑھے:

اللّٰهم ايمانك بك وتصديقا بكتابك ووفاءً بعهدك واتباعا لسنة نبيك محمد ﷺ

خانہ کعبہ کے دروازے کے مقابل پہنچ کر کہے:

اللّٰهم هذا الحرم حرمك وهذا الا من امنك وهذا مقام العائدبك من النار

رکن عراقی پر پہنچ کر پڑھے:

اللّٰهم انى اعوذ بك من الشك والشرك والكفروالنفاق والشقاق وسوء

الاخلاق وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد

میزاب کے نیچے آکر کہے:

اللّٰھم اظللنی تحت عرشك یوم لا ظل الا ظل عرشك اللّٰھم اسقنی بکاس محمد ﷺ شربة لا ظماء بعده ابداً

رکن شامی پر کہے:

اللّٰھم اجعله حجامبرورا وسعیا مشکوراً وذنباً مغفوراً وتجارة لن تبور یا عزیز یا غفور اغفر وارحم وتجاوزعما تعلم انك انت الاعز الاکرم

رکن یمانی کی دعا:

اللّٰھم انی اعوذ بك من الکفر واعوذبك من الفقر ومن عذاب القبر ومن فتنة الحیاة والممات واعوذبك من الخزی فی الدنیا والاخرة.

رکن وحجر اسود کے درمیان کی دعا:

اللّٰھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار وعذاب القبر

طواف سے فارغ ہوکر حجر اسوداور دروازے کے درمیان کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم یا رب العتیق اعتق رقبتی من النار واعذنی من کل سوء وقنعنی بما رزقتنی وبارك لی فیما آتیتنی.

اُس کے بعد درود شریف استغفار وغیرہ پڑھ کر دعائیں مانگیں اور مقام ابراہیم کے آگے دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر حجر اسود کا بوسہ دے۔ زمزم خوب سیر ہو کر پئے۔ زمزم پیتے وقت بھی کہے:

اللّٰھم اجعله شفاءاً من کل سقم واعطنی الاخلاص والیقین

پھر صفا کی طرف روانہ ہوجائے، صفا پر پہنچ کر جب خانہ کعبہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:

لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له له الملك وله الحمد یحي ویمیت وھو حی لا یموت بیده الخیر وھو علی کل شیءٍ قدیر۔ لا اله الا اللّٰه وحده صدق وعده ونصر عبده واعز جنده وحزم الاحزاب وحده لا اله الا اللّٰه مخلصین له الدین ولو کره الکافرون

صفا پر بھی دعائیں مانگے، جب مروہ کی طرف روانہ ہوتو یہ دعا پڑھے:

رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انك انت الاعزالاکرم اللّٰھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنةً وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

جب گھر کی واپسی کا ارادہ کرے تو آخری طواف وداع کرکے مکہ معظّمہ سے چلے۔

زیارت مدینہ منورہ:

زیارتِ مدینہ طیبہ کے فضائل گزشتہ احادیث میں درج کر چکے ہیں۔ بارگاہِ مدینہ کی حاضری کے شرف و بزرگی پر محامد پڑھنے کا موقع نہیں، ورنہ بہت سی ضروری باتیں عرض کی جاسکتی تھیں۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جس میں آرام فرمانے والے کی ذات اقدس نے مکہ کو تمام عالم کا کعبہ بنا دیا، جس کے پائے اقدس کی وجہ سے خاک کی قسمیں کھائی گئیں صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ مدینہ پاک کی ہی وہ سرزمین ہے کہ اگر آنکھوں کے بل کسی کو جانا نصیب ہو جائے تو کیا کہنا۔

پورے ادب و احترام سے یہ تصور کرتے ہوئے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ میری نقل و حرکت ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ سفر کرے، درود شریف کثرت سے پڑھتا رہے، جب حرم مدینہ طیبہ سامنے آئے تو والہانہ انداز میں کہے:

اللھم ھذا حرم رسولك فاجعله لی وقاية من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب

اس کے بعد غسل کرکر شہر کے اندر داخل ہو اور آیہ کریمہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنك سلطانا نصیراً (۲۱۱) پھر مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز منبر شریف کے نیچے پڑھے، ستون مبارک داہنے بازو کی برابر ہے۔ پھر شہنشاہ کونین روحی لہ الفدا کے روضۂ مبارک کی حاضری و زیارت کا قصد کرے اور ادب و احترام کے ساتھ صلوۃ و سلام عرض کرے، اگر روضۂ مقدس کی جالیوں سے آنکھیں ملنے کا موقع مل جائے تو عاشقانہ انداز میں جو کچھ زبان یاری دے عرض کرے۔ اگر کسی نے سلام بھیجا ہے تو عرض کرے، السلام علیك یا رسول اللّٰہ من فلان السلام علیك یا رسول اللّٰہ پھر کسی قدر نیچے ہٹ کر بارگاہ حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما میں ہدیۂ سلامِ نیاز پیش کرے، پھر وہاں سے حضراتِ صحابہ

۲۱۱۔ بنی اسرائیل: ۸۰۔

کی زیارت وفاتحہ شریفہ پڑھتا ہوا دوسرے اشغالِ حسنہ میں مصروف ہو۔کوشش یہی رہے کہ جب تک قیام ہو مدنی چاند کے جلوے آنکھوں کے سامنے رہیں۔

حرمین الشریفین کے باشندگان کی اعانت وخدمت جس قدر بھی ممکن ہو کی جائے۔

مَیں اس سلسلے میں اپنے مشاہدات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ہر سال سب سے زیادہ ممتاز اور مستحکم خدمات سلطنت آصفیہ دکن انجام دیتی ہے۔لاکھوں روپیہ ساکنان مکہ ومدینہ کی ضروریات پر ہر سال ایک وسیع نظام کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے۔فخر ملت جناب سر نظامت جنگ جیسے اکابر دکن حرمین شریفین میں حاضر ہو کر وہ مفید تدابیر جن سے مدینے کے باشندوں کے اقتصادی ومالی حالت درست ہو مرتب کر کر عملی جدو جہد کرتے ہیں۔مدینہ طیبہ کے اندر سلطنت آصفیہ کی امداد سے پارچہ بافی کے کارخانے کا آغاز ہو چکا ہے۔شرفائے مدینہ کے وہ بچے جن کے گھروں سے کسی زمانے میں صدہا نفوس پرورش پاتے تھے وہ آج اپنا پیٹ بھی نہیں بھر سکتے۔پارچہ بافی کے کارخانے کھل جانے سے اُمید ہے کہ تھوڑے وقت میں اپنے خاندان کی پرورش کر سکیں گے۔

خدائے برتر مملکت آصفیہ کے تاجدار اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں کی عمر میں برکت عطا فرمائے جن کے قلب میں عالم اسلامی کی محبت کا نقش قائم ہے اور جن کا ہاتھ ارضِ حرم کی خدمت کے لیے بڑھا ہوا ہے۔

حقوق العباد کا نظامِ عمل

گزشتہ اوراق میں فرائض وعبادات کے ضروری امور درج ہوئے۔اب انسانی معاشرت اور حقوق العباد کے وہ اہم شعبے جن پر مسلمانوں کی بقا وحیات کا انحصار ہے درج کیے جاتے ہیں، جن سے انسان کو دوچار ہونا ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے اسلام مکمل فرمانے کے لیے آیا۔یہ کوئی رسمی واعتقادی جذبہ نہیں، بلکہ ایک حقیقت ہے کہ حضور ختم مرتبت نے انسان کی حیات ومعاشرت کے قوانین کو قیامت تک کے لیے مکمل فرما دیا۔معاشرتی نظام کی وہ زبردست دفعات مقرر کیں کہ اگر مسلمانانِ عالم اُن پر عمل کریں تو اُن کی زندگی کا ہر شعبہ دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ سلوک:

بدقسمتی سے اس زمانے میں اولاد اپنے والدین کی صحیح عزت وتکریم سے دور ہوتی جارہی ہے، جس کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات پیدا ہورہے ہیں۔یہاں مختصر آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں۔

آیات:

[۱]واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا وذی القربٰی والیتامٰی والمساکین(۲۱۲)

یاد کرو اُس وقت کو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتامیٰ ومساکین کے ساتھ سلوک کرو۔

[۲]ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا (۲۱۳)

ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کی۔مشکل سے ماں نے اُس

۲۱۲۔ البقرۃ:۸۳۔ ۲۱۳۔ الاحقاف:۱۵۔

کو اپنے پیٹ میں رکھا اور مشکل سے جنا۔

[۳] واعبدوا اللّٰه ولا تشركوا به شيئاً وبالوالدين احسانا (۲۱۴)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، والدین کے ساتھ سلوک کرو۔

[۴] وقضٰی ربك الا تعبدوا الّا اياه وبالوالدين احسانا (۲۱۵)

خدا نے تم کو حکم دیا کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ سلوک کرو۔

[۵] وبراً بوالديه ولم يكن جباراً عصيا (۲۱٦)

والدین کے ساتھ نیکی کرو اور ظالم و نافرمان نہ ہو۔

[٦] واوصانی بالصلوٰة والزكوٰة مادمت حيّاو براً بوالدتی (۲۱۷)

مجھے وصیت کی نماز و زکوٰۃ کی جب تک مَیں زندہ ہوں اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی۔

[۷] امّا يبلغن عندك الكبراحدهما او كلهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمها كما ربينی صغيرا (۲۱۸)

اگر والدین میں سے ایک بھی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اُن کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ جھگڑنا اور ادب کے ساتھ اُن سے بات کرو اور جھکائے رہو محبت و عاجزی سے پہلو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو، اے میرے پروردگار! جس طرح مجھے انہوں نے بچپن سے پالا اور میرے حال پر رحم کرتے رہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

اگر ماں باپ خلافِ خدا اور رسول حکم کریں تو اُن سے اعراض کیا جائے:

ووصينا الانسان بوالديه حسنا وان جاهدك لتشرك بی ماليس لك به علم فلا تطعهما (۲۱۹)

ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، اگر در پے ہوں کہ تو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس دلیل نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان۔

۲۱۴۔ النساء: ۳٦۔ ۲۱۵۔ بنی اسرائیل: ۲۳۔ ۲۱٦۔ مریم: ۱۴۔

۲۱۷۔ مریم: ۳۲۔ ۲۱۸۔ بنی اسرائیل: ۲۳۔ ۲۱۹۔ العنکبوت: ۸۔

احادیث:

[**۱**] عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قال مامن ولد بار ینظر الی والدیه نظرة رحمة الا کتب اللّٰه له بکل نظرة حجة مبرورة قالوا وان نظر کل یوم مائة مرة قال نعم واللّٰه اکبر واطیب (**۲۲۰**)

حضرت ابن عباس راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند ماں باپ کو جب محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اُس کے لیے ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر چہ ہر دن میں سوبار دیکھے؟ فرمایا ہاں خدا بزرگ تر اور زیادہ پاک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں:

[**۲**]رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد (**۲۲۱**)

خدا کی رضامندی باپ کی رضامندی اور خدا کی ناخوشی والد کی ناخوشی میں ہے۔

[**۳**]عن ابی امامة رضی اللّٰه عنه ان رجلا قال یا رسول اللّٰه ﷺ ماحق الوالدین علی ولدهما قال هما جنتك ونارك(**۲۲۲**)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری جنت و دوزخ وہ دونوں ہیں۔

[**۴**]عن عبداللّٰه بن عمرو قال جاء رجل الی رسول اللّٰه ﷺ فاستاذنه فی الجهاد فقال أحی والداك قال نعم قال ففیهما فجاهد وفی روایة فارجع الی والدیك فاحسن صحبتهما (**۲۲۳**)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اُس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا آیا تیرے والدین زندہ

۲۲۰۔مصنف نے یہاں پر *صحیح مسلم* کا حوالہ دیا تھا مگر تلاش بسیار کے بعد بھی راقم کو یہ حدیث دستیاب نہیں ہوسکی۔البتہ *مشکوۃ المصابیح* میں یہ موجود ہے۔دیکھیے: *مشکوۃ المصابیح*:الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب البر والصلة۔*حدیث نمبر*۴۹۴۴۔

۲۲۱۔*جامع ترمذی*:ابواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین۔*حدیث نمبر*۱۸۹۹۔

۲۲۲۔ *سنن ابن ماجہ*:ابواب الادب، باب بر الوالدین۔*حدیث نمبر*۳۶۶۲۔

۲۲۳۔*صحیح بخاری*:کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الوالدین۔*حدیث نمبر*۳۰۰۴۔

ہیں؟ کہا ہاں۔ فرمایا اُن کے حقوق کی حفاظت میں کوشش کر۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اُن کی طرف لوٹ جا اور سلوک کر اور خدمت بجالا۔

دایہ کی عظمت:

عن ابی الطفیل قال رایت النبی ﷺ یقسم لحمابالجعرانة ادا قبلت امرأة حتیٰ دنت الی النبی ﷺ فبسط لھا رداء ہ فجلست علیه فقلت من ھی فقالوا ھی امه اللتی ارضعته. (۲۲۴)

ابی طفیل رضی اللہ عنہ راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو موضع جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسی اثنا میں ایک عورت حضور کے قریب آئی تو آپ نے اُس کے لیے چادر مبارک بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئی۔ مَیں نے عرض کیا کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا حضور ﷺ کی دایہ صاحبہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

والدین کے مرنے کے بعد ان کی خدمت کا طریقہ:

عن ابی اسید قال بینا نحن عند رسول اللّٰہ ﷺ اذجاء ہ رجل من بنی سلمة فقال یا رسول اللّٰہ ھل بقی من برّ ابویّ شی ابوھما به بعد موتھما قال نعم الصلٰوة علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھد ھما من بعدھما وصلة الرحم اللتی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما(۲۲۵)

حضرت ابواسید کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اُس نے عرض کیا والدین کے ساتھ زندگی بھر جو نیکی کر سکتا تھا کر چکا، کیا اُن کے مرنے کے بعد بھی کوئی اور نیکی باقی ہے جو اُن کے ساتھ کروں؟ فرمایا ہاں، اُن کے حق میں دعا کرنا، بخشش مانگنا، اُن کے عہد و پیماں کو پورا کرنا، اُن کی محبت و خوشنودی کے لیے صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی تعظیم و توقیر کرنا۔

عورت پر اسلام کے احسانات:

اسلام سے قبل اگر مختلف اقوام کی تاریخوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی

۲۲۴۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی بر الوالدین۔ حدیث نمبر ۵۱۴۴۔

۲۲۵۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی بر الوالدین۔ حدیث نمبر ۵۱۴۲۔

ہے کہ ایسا کوئی بدترین سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو۔ دنیا کی ہر ذلت اس مظلوم طبقے کے حصے میں آ چکی تھی۔ عورت مال و اسباب بلکہ چوپایوں کی طرح بیچی اور خریدی جاتی تھی۔ ایک عورت سے خاندان کے تمام افراد اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتے تھے۔ رسالے کی دیگر اہم ضروریات کی بنا پر ذیل میں چند اقتباسات و اشارات درج کیے جاتے ہیں۔

حکمائے یونان میں سقراط کی شخصیت سے کون بے خبر ہے اُس کا مشہور قول ہے ''عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی اور کوئی چیز دنیا میں نہیں''۔

افلاطون کہتا ہے ''جتنے ظالم اور ذلیل مرد ہیں وہ نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں''۔

یونانی عام طور پر کہتے تھے ''سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے، مگر عورت کے فساد کا دفعیہ محال ہے''۔

یوحنائے دمشقی کا قول ہے ''عورت شر کی بیٹی اور امن و سلامتی کی دشمن ہے''۔

یورپ جسے آج تہذیب و شائستگی کا گہوارہ کہا جاتا ہے اُس کا عالم یہ تھا کہ ۵۸۶ء میں عیسائیوں کی ایک کونسل میں عورت کے متعلق بحث ہوئی۔ عورت کا جسم روح کے قابل بھی ہے یا نہیں۔ چند ماہ کے مباحثوں کے بعد تسلیم کیا گیا عورت میں روح موجود ہے۔ رومۃ الکبریٰ جو عیسائیت کا مرکز تھا وہاں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی اور کہا جاتا تھا حضرت حوا کی خطا کی وجہ سے عورت ہر سزا کی مستحق ہے۔

چین جو کسی زمانے میں تہذیب کا مخزن رہا، وہاں بھی یہ اعتقاد تھا کہ عورت اچھی ہو یا بری اُسے مارتے رہنا چاہیے اور کسی عورت کا اعتبار نہ کیا جائے۔

ہندوستان میں عورت باندیوں کی طرح رکھی جاتی تھی، قمار بازیوں میں عورتوں کو دے دیا جاتا۔ دیوتاؤں کے سامنے اُس کی قربانی کی جاتی، نیوگ جیسی شرم ناک رسم کا رواج تھا، مردہ شوہروں کے ساتھ زندہ عورتیں آگ میں جلائی جاتیں۔

عرب عورت کے معاملے میں سب سے زیادہ آگے تھا۔ وہاں عورت کے ساتھ حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا۔ خاوند کے بعد اُس کی تمام بیبیاں بیٹے کے نکاح میں آ جاتیں۔ الغرض اسلام سے قبل عورت پر وہ مظالم ڈھائے جا رہے تھے جن کو پڑھ کر انسانیت بھی شرماتی ہے۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ:

اسلام نے آ کر عورت کو انسانی حقوق سے مالا مال کیا۔ زن وشو کے تعلقات، وراثتی، معاشرتی، جماعتی، علمی حقوق کی بسیط اور مفصل ابواب قائم کیں، جس قدر مظالم عورتوں پر کیے جا رہے تھے ان سب کو یک لخت بند کیا اور اس صنفِ نازک کو قدر و منزلت کا تاج پہنایا۔ زندگی کے شعبہ جات میں عورت کو حصہ دیا۔

آیات:

یا ایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللّٰہ الذی تساء لون بہ والارحام(۲۲۶)

اے لوگو! اپنے خدا سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اُس کا جوڑا بھی اُس سے پیدا کیا اور دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اعمال میں عورت و مرد کا درجہ:

[۱]وعداللّٰہ المؤمنین والمؤمنات جنٰت تجری من تحتھا الانھار(۲۲۷)

خدا نے مومن مردوں اور عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن میں نہریں بہتی ہوں گی۔

[۲]ومن یقنت منکن للّٰہ ورسولہ وتعمل صالحانوتھا اجرھا مرتین واعتدنا لھا رزقا کریما(۲۲۸)

تم میں سے جو بھی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی تو ہم اُس کو عطا کریں گے اجر دو بار اور ہم نے مہیا کر رکھی ہے اُس کے لیے عزت کی روزی۔

مرد عورت کے تعلقات:

جہاں تک حقوقِ عورت کا تعلق ہے گزشتہ عنوان کے ماتحت ہم مختصر بحث کر آئے ہیں۔ اسلام مقدس نے عورت پر احسانِ عظیم فرمایا، اُس کی معاشرت کو سطحِ مرتفع پر پہنچا کر عورت اور مرد کے درمیان جو فطری فرق تھا اُسے سامنے رکھ کر زندگی کی تقسیم فرما دی۔ مرد کو اگر تدبیر منزل کے لیے معین کیا تو عورت کو گھر کے اندرونی انتظامات کی نگرانی و انتظام کے لیے تجویز کیا تاکہ یہ معاشرتی نظام تباہ نہ ہو جائے۔

۲۲۶۔ النساء:۱۔ ۲۲۷۔التوبۃ:۷۲۔ ۲۲۸۔ الاحزاب:۳۱۔

بعض قوتیں مرد کے مقابلے میں عورت کے اندر نسبتاً کم ہیں اس لیے مرد کا درجہ بلند ہوا۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ شوہر اپنی اس بلندی کے باعث عورت کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ اسلام نے علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ماتحت جانبین کی زندگی کے ابواب معین فرما دیے۔

نکاح

نکاح جماعتی افراد کے سامنے ایک ایسے معاہدے کا نام ہے جس کے بعد مرد و عورت پر اسلامی قانون کے ماتحت جائز حقوق قائم ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے اس مبارک طریقے کے بعد وہ تمام خرابیاں جو اسلام سے قبل جاری تھیں بند ہو جاتی ہیں۔ حرام کاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ ایجاب وقبول کے ساتھ ہی مرد پر عورت کی خدمت، عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذیل میں عنوان سے متعلق ضروری احادیث شریفہ درج کرتے ہیں۔

احادیث:

[۱]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المرأۃ اذا صلّت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ(۲۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس عورت نے پنج وقتہ نماز پڑھی اور مہینے بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔

[۲]عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ثلثۃ لا یقبل لھم صلوۃ ولا یصعدلھم حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الٰی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیھم والمرأۃ الساخط علیھا زوجھا والسکران حتی یصحو(۲۳۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نہ تو نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ اُن کی نیکیاں اوپر چڑھتی ہیں۔ بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے

۲۲۹۔ مشکوۃ المصابیح:الفصل الثانی کتاب النکاح، باب الباب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق۔ حدیث نمبر۳۲۵۴۔

۲۳۰۔ سنن کبری:ج۱/ص۳۸۹۔

آقاؤں کے پاس واپس آکر اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر نہ رکھ دے۔ وہ عورت جس کا خاوند اُس سے ناخوش ہو اور مدہوش یہاں تک کہ ہوش میں نہ آئے۔

[۳]عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قيل يا رسول اللّٰه ﷺ ای النسآء خير قال التی تسرّه اذا نظر وتطيعُهٗ اذا امرولا تخالفه فی نفسها ولا فی مالها بما يكره(۲۳۱)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سب سے بہتر کون عورت ہے؟ فرمایا وہ جسے مرد دیکھ کر خوش اور شادماں ہو۔ شوہر کے حکم کو بجالائے اور اپنی جان و مال میں اُس کی مخالفت نہ کرے جو اُسے ناگوار ہو۔

[۴]عن ام سلمة تقول سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول ايما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة(۲۳۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو عورت اس حالت میں مری کہ اُس کا شوہر اُس سے خوش تھا تو وہ ضرور جنت میں جائے گی۔

[۵]عن معاذ رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال لا توذی امرأة زوجها فی الدنيا الاقالت زوجته من الحورالعين لا تؤذيه قاتلك اللّٰه فانما هو عندك دخيل يوشك ان يفارقك الينا(۲۳۳)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ستاتی ہے تو اُس کی بیوی حور عین کہتی ہے خدا تجھے غارت کرے اس کو نہ ستا، اس لیے کہ وہ تیرے پاس مسافرانہ زندگی گزار رہا ہے قریب ہے کہ تجھ سے جدا ہو کر ہم میں آملے۔

مردوں پر عورتوں کے حقوق:

آیات:

[۱]ولهن مثل الذی عليهن بالمعروف(۲۳۴)

۲۳۱۔ سنن نسائی: کتاب النکاح، باب ای النساء خير۔ حدیث نمبر ۳۲۳۳۔

۲۳۲۔ سنن ابن ماجہ: یہ حدیث حضرت مساور حمیری سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھیے: ابواب النكاح، باب حق الزوج على المرأة۔ حدیث نمبر ۱۸۵۴۔

۲۳۳۔ جامع ترمذی: ابواب الرضاع، باب الوعيد للمرأة على ايذاء المرأة زوجها۔ حدیث نمبر ۱۱۷۴۔

۲۳۴۔ البقرہ: ۲۲۸۔

عورتوں کا بھی مردوں پر اُسی طرح حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر، دستور کے مطابق۔

[۲]و لا تمسکوھن ضرارا لِتعتدوا و من یفعل ذٰلك فقد ظلم نفسه. (۲۳۵)

ان عورتوں کو ستانے کے لیے نہ روکو، نہ زیادتی کرواُن پر۔ جس نے ایسا کیا اُس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

[۳]ومتعوھنّ علی الموسع قدرہ وعلی المقترقدرہ متاعا بالمعروف حقاً علی المحسنین (۲۳۶)

اُن کے ساتھ سلوک کرو مقدور والے پر اُس کے مطابق اور بے مقدور پر اُس کے مطابق سلوک کرنا دستور کے مطابق۔ یہ لازم ہے نیک لوگوں پر۔

[۴]خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا(۲۳۷)

خدا نے تم میں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم اس سے سکون حاصل کرو۔

[۵]وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیأً ویجعل اللّٰه فیه خیرا کثیرا(۲۳۸)

عورتوں کے ساتھ خوبی سے رہو اگر وہ تم کو ایک ہی چیز ناپسند ہو اور خدا اُن میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دے۔

[۶]ھنّ لباسٌ لکم وانتم لباسٌ لھن(۲۳۹)

عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایات:

[۱]عن عمرو بن الاحوص عن ابیه قال قال رسول اللّٰه ﷺ استوصوا بالنساء خیرا فانھن عندکم عوان لیس تملکون منھن شیئاً غیر ذٰلك الّا یاتین بفاحشة مبینة فان فعلن فاھجروھنّ فی المضاجع واضربوھنّ غیر مبرّحٍ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھنّ سبیلا انّ لکم من نساء کم حقافاما حقکم علی نسائِکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یاذّنّ فی بیوتکم لمن تکرھون

۲۳۵۔البقرہ:۲۳۱۔ ۲۳۶۔البقرہ:۲۳۶۔ ۲۳۷۔الروم:۲۱۔
۲۳۸۔ النساء:۱۹۔ ۲۳۹۔ البقرہ:۱۸۷۔

الا و حقّهنّ علیکم ان تحسنوا الیهن فی کسوتهن و طعامهنّ (۲۴۰)
حضرت عمرو ابن احوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا، عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو، مَیں اُن کے متعلق تم کو وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی کی طرح ہیں تم سخیر اس کے کہ خدا نے تمہارے لیے اُن سے متمتع ہونا حلال کیا ہے اور کچھ اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں جب کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں اگر وہ ایسا کر گزریں تو اُن کے ساتھ ہم بستری موقوف کردو۔ ناگوار اور نشان ڈالنے والی ضرب نہ مارو، بلکہ آہستہ سے مارو اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو تم پہلو نہ ڈھونڈتے پھرو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں آنے اور تمہارے فرش پر دوسروں کو بیٹھنے کی اجازت نہ دیں جن کا آکر تمہاری عورتوں سے باتیں کرنا تمہیں ناپسند ہو اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ اُنہیں اچھا کھلاؤ، اچھا پہناؤ۔

[۲] عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اکمل المومنین ایمانا احسنهم اخلاقاً و خیارکم لنسائهم (۲۴۱)
حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔

[۳] عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا یفرك مومن مومنة ان کره منها خلقا رضی منها اخر (۲۴۲)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضورﷺ نے فرمایا ایمان دار مرد عورت کو ناخوش نہ رکھے اگر اُس کی ایک عادت سے ناخوش ہوگا تو دوسری سے خوش ہوگا۔

مہر:
اسلام نے مرد کے ذمے عورت کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ایک اور رقم بھی مقرر فرمادی

۲۴۰۔ **سنن ابن ماجہ**: ابواب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج۔ **حدیث نمبر** ۱۸۵۱۔
۲۴۱۔ **مشکوۃ المصابیح**: الفصل الاول، کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لکل واحدة من الحقوق۔ **حدیث نمبر** ۳۲۶۴۔
۲۴۲۔ **صحیح مسلم**: کتاب الطلاق، باب الوصیة بالنساء۔ **حدیث نمبر** ۳۶۴۵۔

جسے مہر کہتے ہیں اس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔عورت نکاح ہوتے ہی اپنے مال کی مالک ہو جاتی ہے۔اقل درجہ مہر دس درہم شرعی یعنی ۸/............ ہوتا ہے اس چیز کو مرد کی حالت پر رکھا گیا ہے۔ ہمارے یہاں اکثر و بیشتر خاندانوں میں ہزاروں کا مہر مقرر کراتے ہیں اور بسا اوقات مجلس نکاح میں زیادتی مہر پر اختلافات ہو جاتے ہیں، لڑکی والے اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ مرد کے ذمہ ایجاب وقبول کے بعد اس رقم کا ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے جو شخص ایجاب وقبول کے وقت یہ خیال کرے کہ مجھے ادا کرنا نہیں ہے صرف رسماً اقرار کر رہا ہوں وہ مجرم ہے۔

اسلام میں عورت کی عزت وعفت کا سامان:

گزشتہ اوراق میں عورتوں کے اسلامی حقوق کا بیان کیا جا چکا ہے۔عورت بحیثیت ماں کے بھی خاص عزت رکھتی ہے۔حضورﷺ ماں کی عزت وسلوک کو باپ سے مقدم رکھا، لڑکیوں کی تربیت بہنوں کی کفالت پر زور دیا، ہر عورت کی عفت کے لیے ایک سرپرست کو ضروری قرار دیا حتیٰ کہ جس عورت کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اُس کی سرپرستی مسلمان حاکم کے ذمے کر دی گئی۔عورت کی عزت کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے ''عورت کی عزت وہی کرتا ہے جو شریف النفس ہے اور اُس کی توہین وہی کرتا ہے جو بد نفس ہے''۔

ان احکام کے ساتھ کیونکر ممکن تھا کہ اسلام عورت کی عزت کے بقا وتحفظ کے لیے دوسرے اہم قوانین نہ بناتا، چونکہ عورت میں فطرتاً دل کشی ودل فریبی کے سب انداز پائے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی آواز جاذبیت رکھتی ہے جو بغیر دیکھے قلب و دماغ پر خاص اثرات پیدا کر دیتی ہے۔ ادھر مرد اپنے اندر جذبات کی دُنیا پوشیدہ رکھتا ہے، جب دونوں قوتیں بغیر کسی قانونی حد کے آزاد و بے حجاب ہوں گی اور خواہشاتِ نفسانی اپنا کام کریں گی۔یہی وہ چیز تھی جسے اسلام مٹانا چاہتا تھا، لہٰذا اُس نے احکامِ پردہ کو نافذ کیا۔

یہاں پردے کی کمیت وکیفیت پر تفصیلی بحث کا موقع نہیں۔لیکن یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ اس قدر ضرور گزارش کر دی جائے کہ موجودہ دور میں وہ بے پردگی جو یورپین تہذیب کی کورانہ تقلید کی طرف راہنما ہو یقیناً برباد کن ہے شریعتِ مطہرہ میں عورتوں کو جس قدر رخصت دی گئی تھی اگر اُسی حد تک عمل ہوتا تو صحیح تھا، لیکن آج ہمارے یہاں عورتوں کو جس راستے پر لگایا جا رہا ہے اُس کی حمایت اہل علم کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔غرض اس معاملے میں مرد وعورت دونوں کے

لیے یکساں احکام ہیں۔ کیا مردوں کے لیے یہ زیبا ہے کہ وہ عورتوں کو آزادانہ طور پر تاک جھانک کریں؟۔

[ا]قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکیٰ لھم انّ اللّٰہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا ولیضربن بخمرھنّ علیٰ جیوبھن ولا یبدین زینتھنّ الا لبعولتھن او آباء ھن او آباء بعولتھنّ اوابنائھنّ اوابناء بعولتھن او اخوانھنّ او بنی اخوانھنّ او بنی اخواتھن اونسائھنّ اوما ملکت ایمانھنّ اوالتّابعین غیر اولی الاربۃ من الرّجال اوالطفل الذین لم یظھروا علیٰ عورات النسآء ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھنّ(۲۴۳)

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لیے بہت پاکیزگی وصفائی کا سبب ہے۔ جو وہ کرتے ہیں خدا تمام باتوں سے خبردار ہے اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجیے کہ وہ بھی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زیب وزینت کے مقامات کو نہ ظاہر ہونے دیں، مگر اُن میں سے جو اعضا ضرورتاً ظاہر رہتے ہیں اُن کے کھلے رہنے میں کچھ حرج نہیں اور اپنے گریبان و سینے پر دوپٹے ڈالے رہیں اور اپنے بناؤ سنگھار کے مواقع سر، سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو کشادہ نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپوں پر یا شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنے میل ملاپ کی عورتوں پر یا اپنی مملوکہ لونڈیوں پر یا گھر کے ایسے خدمت گاروں پر جن کو عورتوں سے کوئی حاجت نہیں (یعنی خواجہ سرا یا بوڑھے) یا اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی مخفی باتوں سے آگاہ نہیں اور وہ اپنے پاؤں اس زور سے نہ رکھیں جس سے اُن کا مخفی زیور اور زینت معلوم ہو جائے۔

[۲]یاایھاالنبی قل لازواجک وبنتک ونساء المومنین یدنین علیھنّ من جلابیبھنّ ذٰلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللّٰہ غفورا رحیما(۲۴۴)

اے نبی! اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں

۲۴۳۔ النور:۳۱-۳۰۔ ۲۴۴۔ الاحزاب:۵۹۔

کے گھونگھٹ نکال لیا کریں، اس لیے کہ الگ پہچان لی جائیں گی اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

[۳] وقرن فی بیوتکنّ و لا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ (۲۴۵)

اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانۂ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

ان آیات میں پردے کے ضروری احکام سب آ گئے اور جسم کے جن اعضا کو ضرورت کے مطابق کھلے رکھنے کی اجازت دی گئی اُس کی کیفیت بھی معلوم ہو گئی۔ پس ان صاف اور صریح احکام کے بعد وہ فریق جو نئی تہذیب اختیار کرنے کے شوق میں آیات کی تاویلات کر کر چاہتا ہے کہ مسلمان عورتیں عیسائی و نصرانی عورات کا نمونہ بن جائیں اُس کا مدعا حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ جماعت مذہب کے خلاف اپنے اعمال تبدیل کرنا چاہتی ہے تو مذہب کو پردہ بنانا بے کار ہے۔ موجودہ زمانے میں جب کہ لامذہبیت و دہریت والحاد کو جاری کرنے کی سعی جاری ہے موجودہ رواجی پردہ ہی عورت کی عفت اور عزت کا محافظ ہے۔

احادیث:

[۱] عن ابی موسیٰ قال رسول اللّٰہ ﷺ کلّ عین زانیةٌ وان المرأة اذا استعطرت فمرّت بالمجلس فهی کذا و کذا (۲۴۶)

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا (جو) آنکھ (نظر بد یا شہوت سے) کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو مل کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی ہے۔

[۲] حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو، کیوں کہ پہلی نظر (جو بے ارادے کے پڑ جائے) تمہارے لیے جائز ہے اور دوسری جائز نہیں۔ (۲۴۷)

[۳] عن ام سلمة انها کانت عند رسول اللّٰہ ﷺ اذ اقبل ابن امّ مکتوم فدخل

۲۴۵۔ الاحزاب: ۳۳۔

۲۴۶۔ جامع ترمذی: ابواب الادب، باب ما جاء فی کراهية خروج المرأة متعطرة۔ حدیث نمبر ۲۷۸۶۔

۲۴۷۔ جامع ترمذی: حدیث کے الفاظ یہ ہیں: یا علی لا تتبع النظرة النظرة فان لك الاولی و لیست لك الآخرة۔ دیکھیے: ابواب الادب، باب ما جاء فی نظرة الفجأة۔ حدیث نمبر ۲۷۷۷۔

علیہ فقال رسول اللّٰہ ﷺ احتجبامنہ فقلت یا رسول اللّٰہ الیس ھواعمٰی لا یبصرنا فقال رسول اللّٰہ ﷺ افعُمْیاوان انتما الستما تبصرانہ(۲۴۸)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ حضورِ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ابن مکتوم (جو جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور سیدھے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ نے حضرت ام سلمہ وحضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم دونوں پردہ میں ہو جاؤ۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ابن ام مکتوم نابینا نہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں کیا تم اُسے نہیں دیکھتیں۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہم ارشاد:

[۴]عن عمرة عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت لو ادرك رسول اللّٰہ ﷺ ما احدث النّساء لمنعهنّ من المسجد كما منعت نسآء بنی اسرائیل الخ(۲۴۹)

عمرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو باتیں اب عورتوں نے ایجاد کی ہیں اگر رسول پاک اُسے دیکھتے تو اُنہیں مسجدوں سے منع کر دیتے (یعنی نماز جماعت کے لیے حاضر ہونے سے) جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اُس وقت کی حالت کے مطابق فرماتی ہیں جو سرکار کے عہد سے قریب تھا۔ مسلمانوں کی عورتوں کا اب جو حال ہے اُس کے مطابق غور کرو کہ ان الفاظ کی روشنی میں کیا حکم ہونا چاہیے؟۔

عورتیں اگر قوم و مذہب کی خدمت کرنا چاہتی ہیں تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی کر سکتی ہیں۔ ہماری موجودہ نسل کی صحیح تربیت بچوں کو ملت اسلامیہ کی خدمت کے لیے تیار کرنا، یتامیٰ، غربا کی دست گیری، عورتوں میں اسلامی وقومی ضروریات کا احساس پیدا کرنا اور اسی قسم کے دوسرے اہم معاملات عورتیں اپنے گھر میں انجام دے سکتی ہیں۔

۲۴۸۔ جامع ترمذی: ابواب الادب، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال۔ حدیث نمبر ۲۷۷۸۔

۲۴۹۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم ۔ حدیث نمبر ۸۶۹۔

زمانۂ گزشتہ میں آیۂ حجاب نازل ہونے کے بعد ہماری خواتین پردے میں رہ کر مجاہدین کے لیے کھانا پکاتیں اور دوسری اہم خدمات میں اُن کا حصہ ہوتا۔

عورتوں میں عاملہ، زاہدہ، محدثہ، فقیہہ، شاعرہ سب ہی گزری ہیں۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اسلامی ترقیوں میں اُن کا ہاتھ بڑی حد تک شامل تھا کتاب کی ضخامت مانع ہے ورنہ اس موضوع پر عورتوں کا مستقل کارنامہ حیات قلم بند ہوسکتا تھا۔

کہا جاتا ہے مذہب ترقی کی راہ میں حارج ہے، حالاں کہ مذہب کی بدولت ہمیں ترقی کی راہیں معلوم ہوئیں۔ مذہب اسلام سے قبل دنیائے انسانیت پر ترقی کا وجود نہ تھا مذہب نے آ کر تمام راستے کھولے۔ قرونِ اولیٰ اور اُس کے بعد کے مسلمانوں نے مذہب کو ساتھ ساتھ لے کر جو ترقیاں کیں آج لامذہبیت کی دوڑ دھوپ میں اُس کا عشر عشیر بھی حاصل نہ ہوا۔ اصل میں مذہبیت ہی تھی جس نے مکہ کے بادیہ نشینوں کو دنیا کے ہر حصے کا مالک بنا دیا۔ وہ کونسا فن تھا جسے مسلمانوں نے اپنے زمانے میں زندہ نہ کر دیا ہو۔ بتاؤ اُن میں کبھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ مذہب ترقی میں سدِراہ ہے۔ اصل میں یہ فتنہ اغیار کے مسلسل پروپیگنڈے اور غلط تعلیمات کی ترویج سے دماغوں میں بٹھایا گیا ہے۔

اگر ٹھنڈے دل سے اسلامی تاریخ اور احکام دین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ترقیوں کا محرک ہے وہ ہمیں کبھی توسیروفی الارض کہہ کر تجربات و مشاہدات کی دنیا کی جانب لے جاتا ہے اور کبھی تسخیر سماوات والارض کی نوید دے کر ترقی کرنے کا شوق دلاتا ہے۔

افسوس کہ ہم اپنا سب کچھ کھو چکے، ورنہ آج جس قدر ترقیاں نظر آ رہی ہیں اگر ان کی تاریخی حیثیت معلوم کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان سب کے موجد و محرک مسلمان ہی تھے اور آج بھی اگر قوتِ عملیہ پیدا ہو جائے تو یہ سب ترقیاں عود کر سکتی ہیں۔

تعدادِ ازدواج:

اس عنوان پر بعض افراد مخالفین اسلام کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس قسم کے سطحی و کمزور اعتراضات فرماتے ہیں جن کا یہاں نقل کرنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ چوں کہ عورت کی زندگی و معاشرت کا باب چل رہا ہے اس لیے چند ضروری امور پیش کیے جائیں گے۔

پہلی بات تو یہ سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام نے متعدد شادیوں کو لازم نہیں فرمایا بلکہ حالات و ضروریات کے مطابق رخصت دے دی۔ جس شخص میں وہ تمام شرائط موجود ہوں اُسے اختیار ہے کہ اس دفعہ پر عمل کرے۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلث وربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة. (۲۵۰)

پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو پسند آئیں دو دو اور تین تین، چار چار۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔

ان لا تعدلوا کی قید اس مسئلے کو بخوبی واضح کر دیتی ہے کہ جو شخص اپنے اندر بیبیوں میں عدل ومساوات کرنے کی طاقت وصلاحیت رکھتا ہے اور مخصوص حالات وضروریات پیدا ہو جائیں اُس وقت اسلام کے اس حکم سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک عورت سے اچھا سلوک کرے اور دوسری عورتوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ مساوات وعدل کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے حق میں کمی نہ کی جائے۔

اسلام چوں کہ دینِ فطرت ہے اُس نے اپنے قانون میں ایسے اُمور رکھے جن کی حقیقت آگے چل کر دنیا تسلیم کرلے گی۔ تعدد ازدواج میں ازدیادِ نسل وقوم بھی مقصود ہے۔ آج دنیا کی وہ کونسی ملت ہے جو اپنی جماعت کی زیادتی نہ چاہتی ہو۔ حضرتِ ختم رسالت روحی لہ الفدا ابھی نکاح کے باب میں فرماتے ہیں ''نکاح کر کر نسل بڑھاؤ تا کہ مَیں قیامت میں اور امتوں پر تمہاری کثرت سے فخر کروں''۔

گزشتہ جنگِ یورپ نے اس قدیم اعتراض کا قلع قمع کر دیا۔ جب مرد میدان میں کام آ گئے اور عورتیں زیادہ باقی رہ گئیں تو یورپ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ دینِ فطرت کا حکم صحیح ہے۔ اُس کے بعد زبان اعتراض پر اصرار کرے تو بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ ع

منکرِ مئے بودن وہم رنگ مستاں زیستن

تعدد ازدواج کے اور بھی مختلف پہلو ہیں۔ عورت کے پاس حالتِ حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں شوہر کا اپنی خواہشات کے ارادے سے جانا طباً بھی سخت نقصان دہ ہے۔ ایسی صورت

۲۵۰۔ النساء:۳۔

میں تعدداز دواج ہی سے مرد اپنی جائز خواہشات پوری کرسکتا ہے۔

اگر چار عورتیں کسی کے نکاح میں ہوں تو وہ سال بھر تک متمتع ہوسکتا ہے۔

حضرت ختم رسالت روحی لہ الفدا کے تعدداز دواج پر مخالفین اسلام نے اعتراضات کرتے وقت حقائق و مصالح سے اپنی آنکھوں کو قطعاً بند کرلیا، اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور وفکر کرتے تو اُنہیں یہ مذموم بحث اُٹھانے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔

اس مسئلے پر اس طرح بھی غور کیجیے کہ آں حضرت ﷺ جس وقت خدا کے آخری پیام کو دنیا کے سامنے پیش فرمارہے ہیں یہ وہ وقت ہے جب کہ اہل عرب ہر قسم کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، ایک متنفس کے قبول اسلام سے اُن کے قلوب بے چین ہو جاتے ہیں۔ اس نازک ماحول میں شدید ضرورت تھی کہ عرب کے قبائل میں تبلیغ کی جائے۔ چناں چہ اہل بصیرت جانتے ہیں ازواجِ مطہرات نے (جو مختلف خاندانوں کی تھیں) اس اہم فریضے میں کہاں تک مدد پہنچائی۔ پھر یہ کہ اہل عرب میں قدیم زمانے سے متعدد شادیوں کا دستور چلا آرہا تھا اور وہ ان عورتوں پر سخت سے سخت مظالم ڈھا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سب چیزوں کا دروازہ بند کردیا۔ مساوات قائم فرمائی، اُن کے حقوق کو اپنے عمل سے ظاہر فرمادیا۔ اگر آپ ﷺ مختلف خاندانوں میں شادیاں نہ فرماتے تو اسلام کا اہم مقصد یعنی عورتوں کی تعلیم وہ ناقص رہ جاتا۔ عورتوں کو حقیقی تعلیم دینے والا کوئی نہ تھا، آپ ﷺ نے معلم بن کر اُن میں ایسی روح پیدا کردی کہ وہ سارے جہان کی معلّمہ بن گئیں۔ دین و دنیا کا ایک ایک مسئلہ اُن کی روایت کا محتاج ہوگیا۔ حضورِ انور ﷺ نے بتایا کہ مسلمانوں کی عورتیں جب بہتر مائیں، بہتر بیبیاں، بہتر لڑکیاں بننا چاہیں تو اُن کے لیے ازواجِ مطہرات کی زندگیاں نمونے کا کام دیں گی۔

اعتراض کا سب سے زیادہ اہم پہلو خواہشات نفسانی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسے مختصراً یوں سمجھ لیجیے کہ انسان کی فطری اُمنگوں کا زمانہ ۲۵ رسال تک ہوتا ہے، اس حصۂ عمر میں جذبات اُبھرتے ہیں، لیکن سرکار عالم ﷺ کی ۲۴ رسالہ زندگی ریاضت، عبادت، مجاہداتِ نفس، خشیت الٰہی، زہد و تقویٰ میں صرف ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سب سے پہلی شادی ۲۵ رسال کے زمانے میں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے (جو آپ سے عمر میں بہت زیادہ بڑی تھیں) فرماتے ہیں۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو جن کے مسلمان شوہر کا انتقال ہوگیا تھا اور وہ اپنے

خاندان کے ہاتھوں محض مسلمان ہونے کی وجہ سے مبتلائے مصائب تھیں اُنہیں ان تکالیف سے بچانے کے لیے اپنے حرم نبوت میں داخل کیا۔ اس قسم کی مصالح تھیں جن کے باعث آپ ﷺ نے متعدد شادیاں فرمائیں۔

جو لوگ محض خواہشات نفسانی کے باعث مختلف عورتوں کے ساتھ تعلقات وابستہ رکھتے ہیں اُن کی زندگی عمل، اخلاق، زہد و اتقا، خشیت الٰہی، خدمت خلق سے کوسوں دور ہو جاتی ہیں۔ کیا کوئی بڑے سے بڑا مخالفِ اسلام اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے کہ آپ کے زہد و اتقا، عبادات و ریاضت وغیرہ اشغال میں ازواجِ مطہرات کی وجہ سے ادنیٰ فرق آ سکا؟۔

جو حال تجرد کی زندگی میں تھا اُس سے زیادہ روشن پہلو آخر میں رہا۔ سچ ہے

وللآخرة خير لك من الاولى (۲۵۱)

طلاق و خلع:

ہم اوپر احادیث شریفہ کے سلسلے میں بیان کر آئے ہیں کہ اسلام نے مرد و عورت کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کی تعلیم دی۔ اسی طرح عورت کی دل جوئی کو مرد کے لیے ضروری قرار دیا۔ انسان میں جہاں محبت و شفقت کے جذبات موجود ہیں وہیں اختلاف و بےزاری کی کیفیات بھی پائی جاتی ہیں، اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کے لیے اپنی مکمل تعلیم پیش فرما دی۔

جہاں تک نفسِ طلاق کا تعلق ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا:

ابغض الاشياء عندالله الطلاق (۲۵۲)

مباح چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا کے نزدیک طلاق ہے۔

اسلام نے صرف اُن ناگوار حالات میں جب کہ مرد و عورت کے درمیان کوئی نباہ کی صورت نہ ہو اور مصالحت وغیرہ سے بھی کام نہ چل سکتا ہو مرد کو حق دیا کہ وہ عورت کو طلاق دے، لیکن اس حالت میں بھی عدل و انصاف کی تلقین فرمائی گئی اور طلاق کے لیے خاص قوانین بنا دیے۔ یورپ کی طرح نہیں کہ جہاں ان باتوں پر کہ مرد داڑھی منڈاتا ہے یا نہیں، شوہر اخبار پڑھتا ہے یا نہیں، عورت کے سر پر پورے بال ہیں یا نہیں، عورت تھیٹر و سنیما میں جاتی ہے یا نہیں، ڈانس کھیلنے میں

۲۵۱۔ الضحیٰ:۴۔

۲۵۲۔ شرح صحیح مسلم: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ ج۵/ص۲۵۔

اُسے مشق حاصل ہے یا نہیں، طلاقیں دی جاتی ہیں۔

جس طرح مرد کو حق طلاق دیا گیا ہے اسی طرح عورت کو خلع کی اجازت دی گئی۔ اگر خاوند اُس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو، اس پر مظالم کیے جا رہے ہوں، خاوند مریض، دیوانہ و مجنون ہو (اور وہ شرائط جو احکامِ اسلام میں درج ہیں) پائے جاتے ہوں اُس صورت میں عورت قاضی کے سامنے گواہ پیش کرے اور مرد سے طلاق لے لے۔ عورت کچھ مال اپنی طرف سے شوہر کو دے کر یا مہر معاف کر کر طلاق لے اس کا نام خلع ہے۔

محکمہ قضا یا نظام شرعی کی ضرورت:

اسلامی حکومت کے فقدان اور مسلمانوں کی بے حسی و جمود نے محکمہ قضا یا نظامِ شرعی جیسے اہم ضروری شعبے کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا۔ اُسی کے یہ نتائج ہیں کہ آج مسائل خلع وطلاق وغیرہ میں نئے نئے قوانین کی تشکیل و توضیع کی ضروریات لاحق ہو رہی ہیں، حالاں کہ اسلامی قانون میں ان تمام مشکلات کا علاج موجود ہے۔

آج محکمہ قضا نہ ہونے سے مسلمان طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہیں۔ بعض جابر مردوں کی وجہ سے عورتوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا ہے۔ صوبۂ پنجاب میں اسی ایک چیز سے مخالفین اسلام نے فتنہ وارتداد کی تحریک کو کامیاب بنانے کی راہیں نکال لی ہیں۔

بلاشبہ ان تمام حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اندر جوشِ عمل اور ولولۂ مذہبی پیدا کر کر محکمۂ قضا یا نظام شرعی کی ترویج پر اپنی تمام قوت صرف کر دیں اور اس مطالبے کو تسلیم کرا کر چین سے بیٹھیں تاکہ ان تمام مسائل کے تصفیے و فیصلے کے لیے مسلم قاضیوں کا تقرر عمل میں آئے۔ اسلامی شریعت کی رو سے ان تمام مسائل کا فیصلہ ہو اور عورتوں کا جائز حق خلع حاصل ہو سکے۔

اس سلسلے میں صرف وہ قانون پسند اور مقبول ہو سکے گا جو اسلامی احکام کے موافق ہو۔ آج اگر محکمہ قضا کا قیام حکومت تسلیم کر لیتی تو پھر کسی نئے قانون کی حاجت ہی نہ تھی، کیوں کہ اسلام میں تمام احکام موجود ہیں۔ ہم مسلمانوں کے پاس صرف قوت تنفیذ نہیں اس لیے حکومت کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں قانون شرع محمدی کا جس وقت رواج دیا گیا اُس وقت بہت سے اسلامی احکام اس قانون میں نہیں لیے گئے، ورنہ جدید قانون کی مطلق حاجت نہ تھی۔

شادی بیوگان:

بد قسمتی سے مسلمانوں میں بھی مشرکانہ تہذیب کی بدولت یہ قبیح خیال پیدا ہو گیا کہ بیوہ عورتوں کی شادیاں نہیں کرتے، صدہا ایسی عورتیں ہیں جن کی زندگیاں اس مہلک رسم کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں حالاں کہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرما دیا:

وانکحوا الایامٰی منکم (۲۵۳)

(اپنی قوم کی) بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔

خود سرکار عالم ﷺ نے بیوہ عورتوں کے ساتھ عقد فرمایا اور اس کی سخت تاکید فرمائی کہ بیوہ عورتوں کا نکاح کیا جائے۔ افسوس! جہالت اور لامذہبیت مسلمانوں کو احکام خداوندی اور فرامینِ نبویہ کی تعمیل سے دور کیے ہوئے ہے۔ ہر قوم و جماعت کا فرض ہے کہ بیوگان کی شادی کا رواج دے۔

اضاعتِ نسل:

تہذیب جدید کی یہ بھی برکات ہیں کہ بے حیائی کا نام حیا اور بے غیرتی کا نام تہذیب مقرر کیا گیا، گویا جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں۔ یورپ کے عیش پرست لوگ آئے، دن نئی نئی اختراعات میں مشغول ہیں۔ جہاں اُن کا دماغ تحقیقاتِ جدیدہ میں کامیاب ہوتا ہے وہیں فواحش کے ارتکاب کی جدت طرازیاں بھی عمل میں آ رہی ہیں۔ کچھ عرصے سے اس جماعت نے اضاعتِ نسل کا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ ہمارے ملک کے بعض نادان جو اپنی اسلامی تہذیب کو قربان کر چکے ہیں اس کے رواج پر اپنا تمام زورِ قلم صرف کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اصل میں یہ تمام تحریکات فواحش و زنا پر پردہ ڈالنے کی غرض سے پھیلائی جا رہی ہیں اور یہ مکروہ جذبات اُس مغربی تعلیم کا نتیجہ ہیں جو ہماری بچیوں اور لڑکوں کو دی جا رہی ہے۔

مؤیدین و محرکین تعلیم مسلسل ٹھوکروں اور تلخ تجربوں کے بعد اب اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ موجودہ طریقۂ تعلیم نے ہمیں اپنی منزل اصلی سے دور کر دیا۔ چناں چہ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ رام پور اسٹیٹ میں علم بردارانِ تعلیم نے دیرینہ غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے اصلاحِ نصاب کی تجاویز منظور فرمائیں۔ کاش مستقبلِ قریب میں یہ حضرات کوئی ایسا نصاب تعلیم پیش کرنے میں

۲۵۳۔ النور:۳۲۔

کامیاب ہوں جس میں اخلاقی ومعاشرتی مسائل کے لیے اسلامی نقطۂ نظر واضح طور پر آجائے۔

زِنا:

ولا تقربوا الزّنٰی انّه کان فاحشة وساء سبیلاً (۲۵۴)

زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا، کیوں کہ وہ بے حیائی اور برا چلن ہے۔

احادیث:

[۱]عن زید بن خالد قال سمعت النبیّ صلی اللّٰه یامرفیمن زنٰی ولم یحصن جلد مائة وتغریب عام(۲۵۵)

زید بن خالد رضی اللہ عنہ راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو اُس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا اُس کے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک برس تک جلاوطن کیا جائے۔

[۲]عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به. (۲۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل ومفعول کو قتل کر ڈالو۔

[۳] اذا اتت المرأه المرأة فهما زانیتان. (۲۵۷)

جب عورت عورت کے پاس آکر چپٹی بازی کرے تو دونوں زانیہ کے حکم میں ہیں۔

[۴]ناکح الید ملعون(۲۵۸) ہاتھ سے منی نکالنے والا ملعون ہے۔

اس قسم کی بکثرت احادیث ملتی ہیں جن سے زنا وغیرہ کی تباہ کاریوں سے روکا گیا ہے۔کتاب کی ضخامت نے مجبور کیا، ورنہ زنا کی وجہ سے جو بربادیاں پیدا ہوتی ہیں اُن پر تبصرہ کیا جاتا۔ان تمام مکروہات وفواحش سے بچانے کے لیے اسلام نے معاشرتی نظام میں طریقۂ نکاح قائم فرمادیا

۲۵۴۔ بنی اسرائیل:۳۲۔
۲۵۵۔ صحیح بخاری:کتاب الحدود، باب البکران یجلدان و ینفیان۔حدیث نمبر۶۸۳۱۔
۲۵۶۔ جامع ترمذی:ابواب الحدود، باب ما جاء فی حق اللوطی۔حدیث نمبر۱۴۵۶۔
۲۵۷۔ سنن کبریٰ: ج۸/ص۲۳۳۔
۲۵۸۔ الاسرار المرفوعۃ:ص۳۶۰۔

اور فطری خواہشات پوری کرنے کے جائز طریقے بتا دیے۔ آج مغرب میں تحریک آزادیٔ نسواں کی بدولت زنا کاری و عیاشی کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں اُن سے انسانیت بھی شرماتی ہے۔ اخبارات پڑھنے والے ان تفصیلات سے باخبر ہیں۔

حقوق عام اہلِ قرابت اور حسنِ سلوک:

ذاتی مناقشات، جاہلانہ عادات و اطوار نے ہمارے قلوب سے اہل قرابت کے ساتھ سلوک کی روایاتِ مذہبیہ کو فنا کر دیا ہے۔ ایک خاندان میں اگر کوئی شخص دولت مند اور دوسرا غریب ہے تو وہ اپنی دولت کے نشے میں کوشش کرتا ہے کہ غریب اہل قرابت کا اساسہ و جائداد جس صورت سے ممکن ہو قبضے میں آ جائے۔ اس جذبے کے ماتحت بہت سے مکروہ طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، اگر دولت مند اشخاص نادار اہل قرابت کے ساتھ کوئی سلوک بھی کرنا چاہتے ہیں تو اُس کی تہہ میں یہی غرض رہتی ہے کہ اس کی شہ رگ پر ایسا وار کیا جائے کہ کسی وقت یہ غریب اپنے جائز حقوق کا طالب ہی نہ ہو سکے۔ قرآن حکیم یا سرکار عالم ﷺ نے اہل قرابت کے جو حقوق مقرر فرمائے اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کی جو بہتر تعلیم دی اُن سے ہم مسلمان دور ہیں، ورنہ اہلِ قرابت اور اہلِ خاندان ہی اسلام کا ایک اہم جز ہیں۔ اگر اس جز کی حالت صحیح ہے اور حسنِ سلوک کے ساتھ یہ معاشرتی نظام باقی ہے تو سمجھ لیجیے کہ مجموعی حیثیت سے اس کا ساری قوم پر کیا اثر ہوگا۔ اس عنوان پر ارشادات باری تعالیٰ حسب ذیل ہیں:

[۱]لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللّٰہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتٰب والنبیین وآتی المال علیٰ حبّہٖ ذوی القربٰی والیتامٰی والمساکین وابن السبیل الی آخرالایۃ **(۲۵۹)**

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو اُن کی ہے جو اللہ اور آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور انبیا پر ایمان لائیں اور مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں محتاجوں، مسافروں کو دیں۔

[۲]واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ والیتامیٰ والمساکین فارزقوھم منہ و

۲۵۹۔ البقرہ:۱۷۷۔

قولوا لهم قولاً معروفاً(۲۶۰)

اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت دور کے رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین موجود ہوں تو اس میں سے ان کو بھی دے دیا کرو اور ان کو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔

[۳] وات ذا القربٰی حقہ والمسکین وابن السّبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطان لربہ کفورا(۲۶۱)

(اور اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب کو اُس کا حق پہنچاتے رہو اور بے جا مت اُڑاؤ۔ دولت کے بے جا اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے۔

احادیث:

[۱]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (۲۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اس کو دوست رکھتا ہے کہ اُس کی روزی میں خدا وسعت اور عمر میں برکت دے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔

[۲] عن جبیر بن مطعم رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایدخل الجنۃ قاطع رحم(۲۶۳)

حضرت جبیر بن مطعم راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں رحم کا قطع کرنے والا (یعنی جو شخص اہل قرابت کا پاس نہیں کرتا) داخل نہیں ہوگا۔

دوسرے موقعے پر صلۂ رحم کے فوائد پر ارشاد فرمایا:

[۳]فان صلۃ الرحم محبّۃ فی الاھل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر(۲۶۴)

۲۶۰۔سورۂ نساء:۱۱ ۲۶۱۔بنی اسرائیل:۲۷-۲۶۔

۲۶۲۔ صحیح بخاری:کتاب الادب ، باب من بسط لہ فی الرزق لصلۃ الرحم۔۵۹۸۶۔

۲۶۳۔ صحیح بخاری:کتاب الادب، باب اثم القاطع۔حدیث نمبر۵۹۸۴۔

۲۶۴۔جامع ترمذی:ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی تعلیم النسب۔حدیث نمبر۱۹۷۹۔

صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت اور مال میں کثرت و برکت اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

چھوٹے بڑوں کی عزت کریں:

[۱]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال لیس منا من لم یوقر الکبیر و یرحم الصغیر الخ(۲۶۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص کہ نہ تعظیم کرے بڑے کی اور نہ رحم کرے چھوٹے پر۔

[۲]عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ البرکۃ فی اکابرنا فمن لم یرحم صغیرنا و یجل کبیرنا فلیس منّا۔(۲۶۶)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا برکت ہمارے بڑوں میں ہے یعنی جو شخص کہ ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

[۳]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مااکرم شاب شیخا من اجل سنّہ الا قیض اللّٰہ لہ عند کبر سنّہ من یکرمہ (۲۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس جوان نے بوڑھے کی اُس کے سن کی وجہ سے عزت کی خدا اُس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کردے گا جو اُس کی عزت کرے۔

[۴]من اکرم اخاہ المومن فکانما اکرم اللّٰہ(۲۶۸)

جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی اُس نے گویا اللہ کی عزت کی۔

۲۶۵۔ جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔ دیکھیے: ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان۔ حدیث نمبر ۱۹۲۱-۱۹۱۹۔

۲۶۶۔ المعجم الکبیر: ج ۸/ص ۲۲۷۔

۲۶۷۔ جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے اختلاف ہے۔ دیکھیے: ابواب البر والصلۃ، باب ما جا فی اجلال الکبیر۔ حدیث نمبر ۲۰۲۲۔

۲۶۸۔ احیاء علوم الدین:

پڑوسی کے حقوق:

[۱]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یؤمن واللّٰہ لا یومن قیل من یا رسول اللّٰہ ﷺ قال الذی لایامن جارہ بوائقہ (۲۶۹)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایاقسم ہے ایمان نہیں لاتا،قسم ہے اللہ کی ایمان نہیں لاتا۔ پوچھا گیا یارسول اللہﷺ کون؟ فرمایاوہ کہ جس کی برائیوں سے اُس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔

[۲]عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ(۲۷۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا جس کے پڑوسی برائیوں سے امن میں نہ ہوں۔

[۳]عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لیس المومن بالذی یشبع و جارہ جائع(۲۷۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جو شخص خود پیٹ بھر کر کھائے اور اُس کا پڑوسی بھوکا رہے تو وہ کامل الایمان نہیں۔

[۴]عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر الاصحاب عنداللّٰہ خیرھم لصاحبہ و خیر الجیران عنداللّٰہ خیرلجارہ(۲۷۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا خدا کے نزدیک بہتر وہ دوست ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہتر ثابت ہو اور خدا کے نزدیک بہتر وہ ہمسایہ

۲۶۹۔ الف: صحیح بخاری: لفظِ لا یامن تین بار ہے۔دیکھیے: کتاب الادب، باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ۔ حدیث نمبر ۶۰۱۶۔
ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ۔دیکھیے: کتاب الایمان، باب بیان تحریم ایذاء الجار۔حدیث نمبر ۱۷۲۔

۲۷۰۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان ، باب بیان تحریم ایذاء الجار۔حدیث نمبر ۱۷۲۔

۲۷۱۔ شعب الایمان: ج ۳/ص ۲۲۵۔

۲۷۲۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حق الجوار۔حدیث نمبر ۱۹۴۴۔

ہے جو اپنے ہمسائے کے حق میں بہتر ثابت ہو۔

یتیموں کے ساتھ سلوک:

آیات و احادیث نبویہ سے یتیموں کے ساتھ سلوک کرنے کا درجہ معلوم ہو گیا۔ اس طرف زمانے کے تلخ تجربوں کے بعد مسلمانوں کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ وہ اپنے یتیموں کا ہر جگہ نظام قائم کریں۔ اکثر مقامات پر یتیم خانے کھل رہے ہیں جن میں کثیر سرمائے کی ضروریات لاحق ہوتی ہیں، اگر ہر دولت مند اپنے اپنے ذمے چند یتیموں کا خرچ لے لے تو آج ہماری قوم کے یتیم تھوڑی توجہ میں بہت کچھ کارآمد ہو سکتے ہیں۔

بعض مقامات پر دیکھا گیا کہ ان بچوں سے بھیک منگوانے کا کام لیا جاتا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی غم کی رسوم میں بھیج کر اُن کی ذہنیت کو کمزور اور خراب کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اصلاح طلب ہے۔

احادیث:

[۱]عن ابی امامة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احسن الی یتیمة او یتیم عنده کنت انا وهو فی الجنة کهایتن وقرن بین اصبعیه(۲۷۳)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ سلوک کیا تو میں اور وہ شخص قیامت میں اس طرح ملے ہوئے ہوں گے جیسے میری یہ دو انگلیاں۔

[۲]عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر بیت المسلمین بیت فیه یتیم ویحسن الیه وشر بیت فی المسلمین بیت فیه یتیم یساء الیه(۲۷۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے گھر میں بہتر مکان وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ سلوک کیا جائے اور برا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے

۲۷۳۔ جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ انا وکافل الیتیم فی الجنة کهاتین واشار باصبعیه یعنی السبابة والوسطیٰ۔ دیکھیے: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الیتیم و کفالته۔ حدیث نمبر ۱۹۱۸۔
البتہ مشکوۃ المصابیح میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ دیکھیے: الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق۔ حدیث نمبر ۴۹۷۴۔

۲۷۴۔ سنن ابن ماجہ: ابواب الادب، باب حق الیتیم۔ حدیث نمبر ۳۶۷۹۔

ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

قلب کی سختی کا علاج:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رجلا شکی الی النبی ﷺ قسوة قلبه قال امسح راس الیتیم واطعم المسکین (۲۷۵)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں دل کی سختی کی شکایت کی گئی (اس کا علاج آپ نے اس طرح تجویز کیا) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھلا۔

عیب پوشی کی تعلیم، ظلم کی ممانعت:

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قال المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته ومن فرّج عن مسلم کربة فرج اللّٰه عنه کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلما ستره اللّٰهُ یوم القیامة (۲۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ اُس کو ہلاکت میں ڈالے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں سعی کرتا ہے خدا اُس کا حاجت روا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کے غم کو دور کرے اللہ تعالیٰ اُس کے قیامت کے غموں میں کمی کرے گا۔ جو شخص کسی کا بدن ڈھانکے یا عیب پوشی کرے قیامت میں خدا اُس کے عیب ڈھانکے گا۔

اسلام اور غربت:

کسی کو غربت کی وجہ سے ذلیل سمجھنا تعلیمات وارشاداتِ نبویہ کے مخالف ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ بدء الاسلام غریبا سیعود کما بدأ فطوبی للغرباء (۲۷۷)

۲۷۵۔ مسند احمد: ج۱۴/ص۵۵۸۔

۲۷۶۔ الف: صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه۔ حدیث نمبر۲۴۴۲۔
ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم۔ حدیث نمبر۶۵۷۸۔

۲۷۷۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدأ غریباً و سیعود غریباً۔ حدیث نمبر۳۷۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا اسلام غربت سے شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ویسا ہی ہو جائے گا۔ پس مبارک باد ہے غربا کے لیے۔

دوسرے کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے تجویز کرو:

عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لایؤمن عبد حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ(۲۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! نہیں ایمان لاتا کوئی جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز دوست نہ رکھے جو اپنے لیے دوست رکھتا ہے۔

اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنے آپ کو بلا و مصیبت سے بچاتا اور جو بہتری اپنے لیے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیے چاہے۔ یہ وہ چیز ہے جو فی زمانہ ناممکن سمجھی جاتی ہے، حالاں کہ حضور انور کی تمام حیات شریفہ عمل صالح کا بہترین نمونہ تھی اور آپﷺ نے اپنی سیرتِ پاک کو ظاہر فرما کر دنیا کے لیے نظامِ عمل پیش فرمایا جب تک مسلمان اپنے اعمال میں وہ رنگ جو خدا کے رسولﷺ نے فرمایا پیدا نہ کریں گے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

غیبت کی ممانعت:

پیٹھ پیچھے برا کہنا داخلِ زندگی کر لیا گیا ہے جس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا۔ قرآن کریم و احادیثِ نبویہ میں سختی سے اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ سرِ دست سورہ حجرات کی آیت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔

ایحبّ احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا(۲۷۹)

بھلا تم کو یہ پسند ہوگا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔

غیبت کرنے سے جو شخص روکے اُس کا اجر و ثواب:

عن اسماء بنت یزید رضی اللّٰہ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ من ذبّ عن

۲۷۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ حدیث نمبر ۱۳۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ من الخیر۔ حدیث نمبر ۱۷۱۔

۲۷۹۔ الحجرات: ۱۲۔

لحم اخیه بالمغیبة کان حقا علی الله ان یقیه من النار (۲۸۰)

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص غائبانہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانے سے دفع کرے خدا پر اُس کا یہ حق ہے اول (دہلہ) میں اُس کو آگ سے آزاد کردے۔

بجائے غیبت کے اصلاح کی کوشش کرو:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان احدکم مراة اخیه فان رای به اذی فلیمط عنه (۲۸۱)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں کا ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر اُس میں کوئی برائی دیکھے تو ضروری ہے کہ اُس کو دور کرے۔

وحدتِ اسلامی:

اسلام کے ظہور سے قبل اعلیٰ وادنیٰ کے متیازات نے شیرازۂ عالم منتشر کر رکھا تھا اور اقوامِ زمانہ میں ایک ایسی خلیج حائل تھی جس کا دور ہونا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اپنی فطری تعلیمات سے ان فتنوں کا انسداد کیا اور اعلان کر دیا کہ اولادِ آدم بحیثیت انسان مساوی ہے۔

عزت وترقی کا مدار عمل صالح پر ہے، بلا امتیازِ قوم جو شخص بھی تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو وہ صاحبِ عزت ہے۔ اسلامی برادری اور متحدہ قومیت کے نظام میں شاہ وگدا ایک ہیں۔ ایک مسلمان کسی ملک کا باشندہ ہو دنیائے اسلامی کا رُکن ہے۔ اسود واحمر کے ساتھ اُس کے حقوق قائم ہیں۔ رشتۂ اخوت ومساوات کی اس تعلیم نے کرۂ ارضی میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا، پست وذلیل اسلام کی آغوش میں آ کر ذی عزت ہو گئے، جو محکوم وغلام تھے ان کے سروں پر حکومت و سلطنت کے تاج رکھ دیے گئے۔

مسلمان وحدتِ اسلامی کے مقصد شریف کو لے کر جہاں گئے دنیا کی ہر ملت نے گرم جوشی سے اُن کا استقبال کیا۔ مسلمانوں کی اس عملی زندگی اور اصولِ مساوات نے تھوڑے عرصے ہی میں قلبِ ماہیت کر دیا۔ جب تک مسلمان اپنے اس زبردست طریقے کے عملاً پابند رہے کامیابی و

۲۸۰۔ شعب الایمان: ج۶/ص۱۱۲۔

۲۸۱۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی شفقة المسلم علی المسلم۔ حدیث نمبر ۱۹۲۹۔

کامرانی اُن کے ساتھ رہی۔ جس دن سے اُنھوں نے نسبی و نسلی اعزاز پر فخر کرنا شروع کیا نکبت و ادبار نے انہیں گھیر لیا۔ آج اگر پھر اُسی رنگ پر لوٹ آئیں تو گزشتہ ترقیاں واپس آسکتی ہیں۔

یـاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقٰکم(۲۸۲)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ خدا کے نزدیک تم میں سے وہی معزز ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔

احادیث:

[۱]عـن النّعمان بن بشیر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المومنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ (۲۸۳)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں۔ اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا بدن دکھتا ہے، اگر سر میں درد ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

[۲]عـن ابـی مـوسٰی عن النبی ﷺ قال المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبك بین اصابعہ(۲۸۴)

ابی موسیٰ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے بمنزلہ ایک مکان کے ہے۔ مضبوط رہتے ہیں بعض اجزائے مکان بعض پر۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل فرمائیں اور اس طرح وحدتِ اسلامی کو سمجھایا۔

[۳]عـن عقبة بن عامر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انسابکم ھذہ لیست بمسببة عـلـی احد کلکم بنو ادم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علیٰ احد

۲۸۲۔ الحجرات:۱۳۔

۲۸۳۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم و تعاضدھم۔ حدیث نمبر ۶۵۸۹۔

۲۸۴۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضاً۔ حدیث نمبر ۶۰۲۶۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفھم و تعاضدھم۔ حدیث نمبر ۶۵۸۵۔

فضل الّا بدین و تقویٰ الخ (۲۸۵)
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے نسب اس لیے نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے دوسروں کو برا کہا جائے تم سب آدم کی اولاد ہو برابر ایک صاع کے نہیں بھرتے تم اُس صاع کو کسی کے واسطے نہیں ہے بزرگی مگر دین اور تقوے کے ساتھ۔

[۴] لافضل لعربی علی عجمی و لا لاحمر علی اسود و کلکم من آدم و آدم من تراب (۲۸۶)
کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں اور نہ گورے کو کالے پر۔ تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔

[۵] عن جبیر بن مطعم ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لیس منا من دعا الی عصبیته ولیس منّا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة (۲۸۷)
جبیر بن مطعم راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو عصبیت کی طرف بلائے اور جو بسبب عصبیت کے قتل کرے یا عصبیت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ الفاظ تین بار ہر جملے کے بعد فرمائے)۔

مفاخرت کی ممانعت:

اس زمانے میں اکثر لوگ محض آباواجداد کے مناقب وفضائل پڑھ کر ہی طبیعتوں کو خوش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف کے کارناموں نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا، لیکن اُن کی حیات کا مطالعہ کر کر ہمیں اپنی حالت درست نہیں کرنی چاہیے، ورنہ اپنی بے عمل زندگی سے ہم اپنے بزرگوں کی روح کو ہرگز خوش نہیں کر سکتے۔ صرف نسب کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل سمجھنا، اونچ نیچ کی لعنت میں مبتلا ہونا جہالت ہے۔ اسلام اس چیز کو مٹانے آیا تھا۔

احادیث:

عن عیاض المجاشعی انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال انّ اللّٰہ اوحی الی ان تواضعوا

۲۸۵۔ الف: مسند احمد: ج۲۸/ص۵۱-۶۵۰ ب: شعب الایمان: ج۴/ص۲۹۲۔
۲۸۶۔ عقد الفرید:
۲۸۷۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی العصبیة۔ حدیث نمبر ۵۱۲۱۔

حتی لا یفخر احد علی احد و لا یبغی احد علی احد (۲۸۸)

عیاض المجاشعی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے میری طرف وحی کی کہ فروتنی کرو یہاں تک کہ نہ فخر کرے کوئی کسی پر اور نہ ظلم کرے کسی پر۔

خدا اعمال دیکھتا ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (۲۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

شفقت و مہربانی:

[۱] عن جریر بن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایرحم اللّٰہ من لایرحم الناس (۲۹۰)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کرتا۔

[۲] عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (۲۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مہربانی کرنے والوں پر خدائے رحمٰن مہربانی کرتا ہے۔تم زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا۔

۲۸۸۔صحیح مسلم: کتاب الجنة، باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنةواھل النار۔حدیث نمبر ۷۲۱۰۔

۲۸۹۔صحیح مسلم: کتاب البر والصلة ، باب تحریم ظلم المسلم و خذله۔حدیث نمبر ۶۵۴۳۔

۲۹۰۔الف: صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تبارك و تعالی قل ادعوا الله اوادعوا الرحمن۔ حدیث نمبر ۶۳۷۶۔

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے: من لا یرحم الناس لا یرحمه الله دیکھیے: کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال۔حدیث نمبر ۶۰۳۰۔

۲۹۱۔سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی الرحمة۔حدیث نمبر ۴۹۴۱۔

اتحاد و اتفاق بین المسلمین:

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصدقة والصّلوة قالوا بلٰی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقة(۲۹۲)

ابی درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اُس عمل کی خبر نہ دوں جو روزہ اور صدقہ و نماز کے درجے سے افضل ہو؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایئے، ارشاد ہوا دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا اور فساد ڈالنا درمیان دو شخصوں کے وہ ہے مونڈنے والا (یعنی دین میں خلل ڈالنے والا)۔

کنز العمال میں حضور ﷺ کا حسب ذیل ارشاد موجود ہے:

یا ابا ایوب الا ادلك علی صدقةٍ یرضی اللّٰہ ورسوله موضعھا تصلح بین الناس اذا تفاسدوا وتقرب بینھم اذا تباعدوا(۲۹۳)

اے ابا ایوب! کیا میں تمہیں ایسے صدقے کی طرف رہبری نہ کروں جو اللہ اور اُس کے رسول کو راضی کردے (وہ یہ ہے کہ) جب لوگوں میں فساد پھیل جائے تو تم اُن کی اصلاح کردو اور جب وہ دور ہو جائیں تو اُن کو قریب کردو۔

الحب فی اللہ:

کسی سے محبت کی جائے تو اُس کی غرض یہی رہے کہ خدا راضی ہو۔ آج کل کی سیاسی محبت نہیں جو اپنے اغراض کے لیے کی جائے اور ضروریات پوری ہونے کے بعد ساری عمر کا تعلق ختم کر دیا جائے۔

[ا]عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنه قال النبی ﷺ من احبّ اخاللّٰہ فی اللّٰہ قال انی احبك للّٰہ فدخلا جمیعا الجنة کان الذی احبّ فی اللّٰہ ارفع درجة لحبّه علی الذی احبه(۲۹۴)

۲۹۲۔ الف: سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین۔ حدیث نمبر ۴۹۱۹۔
ب: جامع ترمذی: ابواب صفة القیامة، باب فی فضل صلاح ذات البین ۔ حدیث نمبر ۲۵۰۹۔
۲۹۳۔ کنز العمال: ج ۳/ص ۵۹۔ ۲۹۴۔ ادب مفرد: ص ۱۹۲۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جو شخص (اپنے مسلمان) بھائی سے اللہ کی خاطر محبت کرے اور اُس سے کہے کہ مَیں تجھ سے خدا کے لیے محبت کرتا ہوں تو یہ دونوں شخص جنت میں داخل ہوں گے، اس لیے کہ خدا کے واسطے محبت کی تھی۔ محبت کے سبب اپنے دوست سے درجے میں بلند ہوگا۔

حضرت ابوذر سے جو حدیث مروی ہے اُس کا ایک حصہ یہ ہے:

[۲]ان أحب الاعمال الی اللّٰہ تعالٰی الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ (۲۹۵)

اعمال میں سب سے زیادہ محبوب عمل خدا کے نزدیک حب فی اللہ و بغض فی اللہ ہے

حضور مولائے کائنات کا وعظ تعلقات میں اعتدال رکھو:

عن علی رضی اللّٰہ عنہ یقول لابن الکواء ھل تدری ماقال الاول أحبب حبیبك ھونا عسٰی ان یکون یبغضك یوما وابغض بغیضك ھونا عسٰی ان یکون حبیبك یوماً (۲۹۶)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ابن کوا سے فرمایا جانتے ہو حضورﷺ نے کیا فرمایا؟ دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی رکھو شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے اور اپنے دشمن سے بغض میں نرمی کرو شاید کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

منافقت کی دوستی و ملاقات:

یہ زمانہ جس قسم کی سیاست کا ہے اُس پر نقد و تبصرے کی حاجت نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہم اپنی اغراض کے لیے رسمی دوستی و ملاقات میں کیسی کیسی سیاست برتتے ہیں، متضاد و مختلف عناصر کو خوش رکھنے والے احباب اپنی زندگی کے لیے اس اصول کو زریں اصول قرار دیتے ہیں کہ ایک سے ایک رنگ کی باتیں اور دوسرے سے دوسری تا کہ ہر فریق پر ہمارا اثر و رسوخ قائم رہے، حالاں کہ اس قسم کی دوستی کا راز قلیل عرصے میں فاش ہو جاتا ہے اس سلسلے میں حضورِ انور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

۲۹۵۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ۔ حدیث نمبر ۵۰۲۱۔

۲۹۶۔ ادب مفرد: ص ۴۴۷۔

عن ابی الدّرداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تجدون شرّالناس یوم القیامة ذا الوجھین الذی یاتی ھٰؤلاء بوجه وھٰؤلاء بوجهٍ(۲۹۷)

حضرت ابودردارضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جو دو رویہ ہے۔ ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے طریقے سے۔

ذالوجہین سے مراد وہ منافق ہے جو اپنی منافقت سے سب میں شریک ہونا چاہے۔

اس ایک حدیث نے ہماری معاشرت وتعلقات ومحبت کے کتنے گوشوں پر روشنی ڈال دی اور اُن بے اصولوں کی حیات پر کتنا زبردست تازیانہ لگا دیا جن کا مجلسی و جماعتی نظام میں کوئی مسلک و اصول نہیں ہے۔ خدا ہمیں بااصول زندگی اور مضبوط رائے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہتر مسلمان کی علامتیں:

[ا]عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنه قال ان رسول اللّٰہ ﷺ وقف علی ناس جلوس فقال الا اخبرکم بخیرکم من شرکم قال فسکتوا فقال ذٰلك ثلث مرّات فقال رجل بلٰی یا رسول اللّٰہ ﷺ اخبرنا بخیرنا من شرنا فقال خیرکم من یرجیٰ خیره ویومن شره وشرکم من لایرجی خیره ولا یومن شره(۲۹۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضور پاک ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا بروں میں سے بہترین شخص کونہ بتاؤں، صحابہ خاموش ہوگئے۔ حضرت ﷺ نے ۳/ بار یہی جملے فرمائے تب ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جو بروں میں سب سے بہتر ہو اُسے بتایئے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس سے لوگ بھلائی کی اُمید رکھتے ہوں اور جس کی بدی سے محفوظ رہتے ہوں۔ بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی اُمید نہ کی جائے اور اُس کی بدی سے لوگ امن میں نہ رہتے ہوں۔

۲۹۷۔ صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ قدرے فرق ہے۔ دیکھیے:

الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجھین۔ حدیث نمبر ۲۰۵۸۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والادب، باب ذم ذی الوجھین و تحریم فعله۔ حدیث نمبر ۲۶۳۲۔

۲۹۸۔ جامع ترمذی: ابواب الرؤیا، باب خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره۔ حدیث نمبر ۲۲۶۳۔

[۲]عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال المومن مالف ولا خير فيمن لا يالف ولايولف (۲۹۹)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مومن محل ہے الفت ومحبت کا اُس شخص کے لیے بھلائی نہیں ہے جو الفت نہیں کرتا یا وہ جس پر الفت نہیں کی جاتی۔

کسی کو دے کر احسان نہ جتاؤ:

عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ لا يدخل الجنة منان ولا عاق ولا مدمن خمر. (۳۰۰)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں کسی کو کچھ دے کر احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا۔

تعلقات بڑھانے کا مستحسن طریقہ:

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت قال النبی ﷺ تهادوا تحابوا فان الهدية تذهب الضغائن (۳۰۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہو تاکہ باہم الفت ومحبت پیدا ہو۔ ہدیہ بغض وکینہ کو دور کرتا ہے۔

نرمی:

[۱]عن عائشة رضی اللّٰه عنها ان رسول الله ﷺ قال ان الله رفيق يحب الرفق ويعطی علی الرفق مالا يعطی علی العنف وما لايعطی علی ماسوا(۳۰۲)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ مہربان ہے اور

۲۹۹۔الف: مسند احمد: ج۱۵/ص۱۰۶۔
ب: سنن کبریٰ: ج۱۰/ص۲۳۷۔
۳۰۰۔سنن نسائی: کتاب الاشربة ،باب الرواية فی المدمنين۔حدیث نمبر۵۶۷۵۔
۳۰۱۔مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب البيوع، باب من عرض عليه ريحان۔حدیث نمبر۳۰۲۷۔
۳۰۲۔صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق۔حدیث نمبر۶۶۰۱۔

مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے سے وہ چیز دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہیں دیا ما سوا نرمی کے۔

[۲]عن جریر عن النبی ﷺ قال من یحرم الرفق یحرم الخیر (۳۰۳)

حضرت جریر سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ نیکی سے محروم ہے۔

حسنِ اخلاق:

[۱]عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان من احبّکم الیّ احسنکم اخلاقا (۳۰۴)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھے وہی شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو بہترین ہو خلق کے اعتبار سے۔

یہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دوسری حدیث یوں نقل فرماتے ہیں:

[۲]ان من خیارکم احسنکم اخلاقاً (۳۰۵)

تم میں وہی بہترین ہیں جو اپنے اخلاق میں بہتر ہوں۔

[۳]عن ابی الدرداء عن النبی ﷺ ان اثقل شئ یوضع فی میزان المومن یوم القیام خلق حسن و ان اللّٰہ یبغض الفاحش البذیّ (۳۰۶)

حضرت ابی دردا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ جو بھاری شئے رکھی جائے گی وہ خلق حسن ہے۔ بے شک خدا فحش گو اور بدگو کو دشمن رکھتا ہے۔

۳۰۳۔صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق۔حدیث نمبر۲۵۹۸۔

۳۰۴۔صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عبداللہ بن مسعود۔حدیث نمبر۳۷۵۹۔

۳۰۵۔الف: صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ۔حدیث نمبر۳۵۵۹۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب کثرة حیائه ﷺ۔حدیث نمبر۲۳۲۰۔

۳۰۶۔جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہو سکی۔دیکھیے:

ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق۔حدیث نمبر۲۰۰۲۔

گالی گلوچ کی ممانعت:

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر(۳۰۷)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کا مارڈالنا کفر ہے۔

حضور انور روحی لہ الفداکا وعظ' عیب تلاش کرنے سے بچو:

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال صعد رسول اللّٰه ﷺ المنبر فنادیٰ بصوت رفیع فقال یا معشر من اسلم بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عورة اخیه المسلم تتبع اللّٰه عورته ومن یتبع اللّٰه عورته یفضحه ولو فی جوف رحله(۳۰۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور فرمایا اے گروہ جو اسلام لایا اپنی زبان سے حالاں کہ نہیں پہنچا ہے (کمال) ایمان قلوب کی طرف، نہ ایذا دو تم مسلمانوں کو اور نہ اُن کو عار دلاؤ (یعنی طعن نہ کرو) اور نہ اُن کے عیب تلاش کرو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈے گا اللہ اُس کے عیب ڈھونڈے گا، جس کے عیب خدا ڈھونڈے گا اُس کو رسوا کرے گا اگرچہ وہ شخص اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔

مسلمان کا مذاق نہ اُڑاؤ:

لا تماری اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعداً فتخلفه(۳۰۹)

حضور ﷺ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے نہ شک کرو اور نہ اُس کا مذاق اڑاؤ اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔

جو بات آپس میں پھوٹ پیدا کردے اُس سے بچو:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال ایّاکم وسوء ذات البین فانها

۳۰۷۔الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ما ینهی من السباب واللعن۔حدیث نمبر۶۰۴۴۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله کفر۔حدیث نمبر۲۲۱۔

۳۰۸۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی تعظیم المؤمن۔حدیث نمبر۲۰۳۲۔

۳۰۹۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب المزاح۔حدیث نمبر۴۸۹۲۔

الحالقة(۳۱۰)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضورﷺ نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کے درمیان برائی ڈلوانے سے بچو، کیوں کہ یہ چیز دین میں تباہی ڈلوانے والی ہے۔

حسد کی ممانعت:

کسی کی عزت اور ترقی کو دیکھ کر حسد کرنا یا دوسرے کو گرا کر خود اُس کی جگہ پہنچنے کی مذموم کوشش کرنا ممنوع ہے۔ حسد کرنے سے انسان کی نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ایّاکم والحسد فانّ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النّار الحطب(۳۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جیسے لکڑی کو آگ۔

دوسری جگہ بخاری میں ہے حضورﷺ نے فرمایا:

ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباداللّٰہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا(۳۱۲)

نہ تو آپس میں حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ غیبت کرو، تم اللہ کے بندے آپس میں بھائی ہو۔

غصہ پینا بڑی بہادری ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب(۳۱۳)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے، بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پائے۔

۳۱۰۔ **جامع ترمذی**: ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی فضل صلاح ذات البین۔ **حدیث نمبر** ۲۵۰۸۔

۳۱۱۔ **سنن ابوداؤد**: کتاب الادب، باب فی الحسد۔ **حدیث نمبر** ۴۹۰۳۔

۳۱۲۔ **الف**: **صحیح بخاری**: کتاب الادب، باب یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن۔ **حدیث نمبر** ۶۰۶۶۔
ب: **صحیح مسلم**: کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظن والتجسس۔ **حدیث نمبر** ۶۵۳۶۔

۳۱۳۔ **الف**: **صحیح بخاری**: کتاب الادب، باب الحذر من الغضب۔ **حدیث نمبر** ۶۱۱۴۔
ب: **صحیح مسلم**: کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب۔ **حدیث نمبر** ۶۶۴۳۔

عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جدّہٖ رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسدالصبر العسل (۳۱۴)

بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا غصہ ایمان کو اسی طرح فاسد کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وعظ غصے کی مذمت میں:

عن عمر رضی اللّٰه عنه قال وهو علی المنبر یاایها الناس تواضعوا فانّی سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول من تواضع للّٰه رفعه اللّٰه فهو فی نفسهٖ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه اللّٰه فهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتّٰی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر (۳۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تواضع کرو، مَیں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے لوگوں کی تواضع خدا کے واسطے کی تو اللہ اُس کا مرتبہ بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں بزرگ ہے۔ جو شخص تکبر کرتا ہے تو خدا اُس کی عزت کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی نظروں میں بڑا ہے وہ کتے اور سور سے بھی زیادہ خوار ہے۔

عیادتِ مریض:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان النبی ﷺ قال اذا عاد المسلم اخاه او زاره قال اللّٰه تعالٰی طبت وطاب ممشاك وتبرأت من الجنة منزلا (۳۱۶)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اُسے دیکھنے جاتا ہے تو خدا فرماتا ہے اچھی ہوئی زندگانی تیری اور خوش ہوا چلنا تیرا اور لے لی بہشت میں تو نے ایک بڑی جگہ۔

۳۱۴۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر۔ حدیث نمبر ۵۱۱۸۔
ب: شعب الایمان: ج ۶/ص ۳۱۱۔

۳۱۵۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر۔ حدیث نمبر ۵۱۱۹۔

۳۱۶۔ جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی۔ دیکھیے: کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی زیارة الاخوان۔ حدیث نمبر ۲۰۰۸۔ ان الفاظ کے لیے ملاحظہ کریں: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب الحب فی الله۔ حدیث نمبر ۵۰۱۵۔

خلفِ وعدہ:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعداً فتخلفه(۳۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے شک نہ کرو، نہ اُس کا مذاق اُڑاؤ اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔

اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا آمنتم واحفظوا فروجکم و غضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم(۳۱۸)

جب بات کہو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت رکھی جائے تو ادا کرو، شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہیں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھ کو تکلیف دینے سے روکو۔

اسلام اور سادگی:

اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسی معاشرت سکھائی جسے امیر وغریب بہ آسانی اختیار کر سکتا ہے۔ شادی وغمی زندگی کے تمام حصوں میں سادگی کو لازم کر دو یا خود حضرت ختمِ رسالت روحی لہ الفدا کی حیاتِ طیبہ سادگی کا نمونہ ہے۔

آپ بہ نفسِ نفیس تمام کام اپنے دستِ مبارک سے انجام دیتے، جس طرح بچپن میں بکریاں چرائیں اسی طرح نبوت کے بعد بھی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔

احادیث:

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[ا] کان رسول اللّٰہ ﷺ یخصف نعله ویخیط ثوبه ویعمل فی بیته کما یعمل احدکم فی بیته(۳۱۹)

۳۱۷۔ الادب المفرد: ص۱۴۲۔

۳۱۸۔ مشکوۃ المصابیح: یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اضمنو ا لی ستاً من انفسکم اضمن لکم الجنة پھر آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔۔ دیکھیے: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم۔ حدیث نمبر ۴۸۷۰۔

۳۱۹۔ مصنف نے یہاں جامع ترمذی کا حوالہ دیا تھا، مگر راقم کو دستیاب نہ ہوسکی۔ اس کے لیے دیکھیں: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقه و شمائله ﷺ۔ حدیث نمبر ۵۸۲۲۔

حضور پاک اپنے دست مبارک سے جوتی درست فرماتے اور اپنا کپڑا سیتے اور اپنے گھر میں تمام کام اُسی طرح کرتے جس طرح تم کرتے ہو۔

[۲] جب خدمتِ قومی کا وقت آتا سب سے پہلے خود ہر کام کو تیار ہوتے۔غزوۂ خندق میں کھائی کھودنے میں آپ نے صحابہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ آپ کا صدرِ مبارک گرد آلود ہوگیا۔(۳۲۰)

[۳] بخاری و ترمذی میں ہے:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا حضرت ﷺ کا بستر شریف کس چیز کا تھا؟ آپ نے فرمایا اوہوڑی کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔(۳۲۱)

اس سلسلے میں احادیث شریفہ بکثرت ملتی ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت سید الرسل ختم المرسلین ﷺ اور آپ کے اصحابِ کبار کی حیات سادگی کا مرقع تھی اور ان نفوس قدسیہ نے اپنے اس جوہر سادگی کے ساتھ دنیا کو مسخر فرمایا۔ بلاشبہ اس دورِ ابتلا میں مسلمانوں کی کامیابی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال زندگی اور طریقۂ معاشرت کو سادہ بنائیں۔کیا ہماری روزمرہ کی زندگی پر لاکھوں روپیہ بے کار صرف نہیں ہوتا؟ پھر شادی و بیاہ غمی و موت کی رسومِ مہلکہ میں مالی بربادیاں نہیں ہوتیں؟ جب تک ان ضروریات کو کم سے کم نہ کیا جائے گا مسلمانوں کی اقتصادی و مالی مصیبتوں کا علاج نہیں ہوسکتا۔

سچائی:

صدقِ مقال کے عنوان میں اسلام کی تعلیمات ایک ضخیم کتاب کی محتاج ہیں اور یہی وہ

۳۲۰۔ یہ حدیث حضرت براابن عازب سے مروی ہے۔الفاظِ حدیث یہ ہے: ان النبی ﷺ ینقل التراب یوم الخندق حتی اغمر بطنه او اغبرّ بطنه یقول:

واللہ لولا اللہ مااھتدینا	ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینة علینا	و ثبت الاقدام ان لاقینا
ان الألی قد بغوا علینا	اذا ارادوا فتنة ابینا

و یرفع بها صوته ”ابینا ابینا“ دیکھیے: صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وھی الاحزاب۔حدیث نمبر ۴۱۰۴۔

۳۲۱۔ الف: صحیح بخاری: یہ دراصل ایک طویل حدیث سے ماخوذ ہے۔دیکھیے: کتاب المظالم، باب الغرفة والعلیة المشرفة۔حدیث نمبر ۲۴۶۸۔

ب: جامع ترمذی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ۔انما کان فراش النبی ﷺ الذی ینام علیه ادم حشوة لیف۔دیکھیے: ابواب اللباس، باب ما جاء فی فراش النبی ﷺ۔حدیث نمبر ۱۷۶۱۔

زبردست اصول تھا جسے اختیار کرنے کے بعد مسلمان دنیا میں ممتاز ہوئے۔ دین و دنیا کا ہر پہلو اس عنوان سے وابستہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں شدت کے ساتھ اس کی تاکید کی گئی۔

احادیث:

ترغیب و ترہیب میں بروایت مسلم و بخاری مروی ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا:

> دیکھو ہمیشہ صدق پر جمے رہو، کیوں کہ صدق نکوکاری کی طرف لے جاتا ہے اور نکوکاری جنت کی طرف رہبری کرتی ہے جو شخص سچائی پر قائم رہتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں صدیق لکھا جاتا ہے۔ خبردار جھوٹ سے بچو، کیوں کہ کذب بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف رہبری کرتی ہے اور جو شخص جھوٹا ہوتا ہے وہ بارگاہِ کبریائی میں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (۳۲۲)

سرکارِ ابد قرار کی حیاتِ شریفہ صدقِ مقال کا زندہ نمونہ ہے۔ اعدا کی عداوت، کفار کے جبر و ظلم، مشرکین مکہ کی اکثریت غرض کسی موقعے پر بھی آپ نے سچائی کے جوہر کو جدا نہ ہونے دیا۔ آپ کی سچائی کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی میں صادق و امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ جس سے جو وعدہ فرمایا وہ پورا کیا۔ پس ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔

افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آج کل ہماری زندگی میں کذب بیانی، غلط گوئی داخل ہو گئی ہے۔ جب تک مسلمان احکام قرآنی اور فرامین نبوی کے عامل رہے اُن کو نہ تو تیروں کی بوچھار نے سچائی سے ہٹایا، نہ دشمنوں کی طاقت اس عظیم الشان اصول سے بعید کر سکی۔ وہ بیع و شرا تجارت و معاملات میں سچائی کو اختیار کر کر دنیا میں مشہور تھے۔ آج وہی قومیں جو کل تک اس جوہر صداقت کی وجہ سے مسلمانوں کی عزت کرتی تھیں اس کے نہ ہونے کے باعث متنفر ہیں۔

☆☆☆

۳۲۲۔ الف: صحیح بخاری: الفاظ یہ ہے کہ ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنةوان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا وان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار حتی یکتب عندالله کذاباً۔ دیکھیے: کتاب الادب، باب ما ینهی عن الکذب۔ حدیث نمبر۶۰۹۴۔

ب: **صحیح مسلم:** ان ہی الفاظ کے ساتھ ہے۔ دیکھیے: کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب و حسن الصدق و فضله۔ حدیث نمبر۶۶۳۷۔ متن سے قریب تر الفاظ کے لیے دیکھیں: حدیث نمبر۶۶۳۹۔

حکومت وسلطنت کے اسلامی اصول یا اس کا نظام العمل

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں روحانی و مذہبی ہدایت کے احکام بھی ہیں اور سرداری و حکومت بھی، کیوں کہ انسان کے معاملات و مصالح کی جن بنیادی چیزوں کو اُس نے پیش کیا اُن کو اُسی وقت پوری طرح عمل میں لایا جا سکتا ہے جب کہ قوت وحکومت حاصل ہوتا کہ عدل وانصاف کے ساتھ اُن قوانین کو نافذ کیا جا سکے۔ اِس عنوان کے ماتحت چند اُصولی چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اسلام میں حکومت کا پہلا نظریہ یہ ہے کہ حکومت کو شخصی اختیارات یا توریث سے نکال کر قوم اور جمہور کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اس طرح جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس جماعت کے صدر کو خلیفہ، امام، امیر، سلطان، بادشاہ کہتے ہیں۔ امیر وخلیفہ کے عزل ونصب کا اختیار کلی جمہور کو عطا کیا گیا۔ چناں چہ قرآن کریم اس باب میں صاف طور پر فرماتا ہے:

وامرھم شوریٰ بینھم (۳۲۳)

اُن کا معاملہ آپس میں مشورے پر ہے۔

وشاورھم فی الامر (۳۲۴)

مسلمانوں سے مشورہ کیا کیجیے۔

اسلام نے انسانی مساوات کے ماتحت ہر مسلمان کو امیر وسلطان سے مواخذے ومطالبے کا حق دیا۔ عام لوگوں کے علاوہ ایک جماعت اربابِ حل وعقد کی قائم فرمائی جو دقائق وحقائق پر عمیق نظر رکھتی تھی جس کی بصیرت ومعلومات وسیع تھیں۔ یہ جماعت مسائل حاضرہ ضروریاتِ قومیہ پر اپنی دماغی و ذہنی قوتیں صرف کر کر تجاویز مرتب کرنے کے لیے معین ہوئی کہ بغرض منظوری ومشورہ جمہور کے سامنے پیش کرے۔ اسلامی حکمرانی کا یہ بنیادی اصول اُس زمانے میں مقرر کیا گیا جب

۳۲۳۔ الشوریٰ: ۳۸۔ ۳۲۴۔ آل عمران: ۱۵۹۔

کہ تمام قومیں متشددانہ سلطنتوں کے پنجے میں گرفتار تھیں۔ اس اصولِ حکمرانی کے نافذ فرمانے والے خود حضور اکرم ﷺ تھے۔ چناں چہ تمام سیاسی وانتظامی، دینی ودنیوی معاملات میں سرکارِ عالم ﷺ بغیر مشورے کے کوئی کام نہ فرماتے تھے۔

آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی مسلک رہا۔ خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے جا کر جو پہلی تقریر فرماتے ہیں اُس کا ملخص یہ ہے:

میرے سپرد تمہارے معاملات کیے گئے ہیں، حالانکہ مَیں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔
اگر راہِ راست پر رہوں میری مدد کرنا، کج روی اختیار کروں تو مجھے صحیح راستے پر لگا دینا۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

تم میں سے جو شخص مجھ میں کجی دیکھے تو مجھے درست کر دے، اس پر ایک بدوی چلا اُٹھا اگر تجھ میں کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے تیرے بل نکال دیں گے، اس پر آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا خدا کا شکر کہ اُس نے مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا کر دیے ہیں جو عمر کے بل اپنی تلوار سے نکال سکتے ہیں۔

خدا نے جب اپنے رسول پر شوریٰ کو ضروری قرار دیا تو دوسرے مسلمانوں پر اور بھی زیادہ لازمی ہو گیا کہ وہ اپنے کام شوریٰ سے انجام دیں۔

اسلام نے راعی ورعایا دونوں کے لیے واضح دفعات مقرر فرما دیں۔ جہاں رعایا اور جمہور کو یہ حق دیا کہ وہ آزادی سے اپنے معاملات امیر وسلطان سے ظاہر کرے وہیں حاکم وامیر کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم بھی دیا۔ چناں چہ اس سلسلے میں ذیل کے احکام ملاحظہ ہوں:

اطاعتِ امیر:

احادیث:

[۱] ومن يطع الامير فقد اطاعني (۳۲۵)
جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔

[۲] ومن يعص الامير فقد عصاني انما الامام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به

۳۲۵۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به۔ حدیث نمبر ۲۹۵۷۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية۔ حدیث نمبر ۴۷۴۷۔

الخ(۳۲۶)
اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ حاکم ڈھال کی جگہ ہے جس کی آڑ میں جنگ کی جاتی ہے اور اُس کی وجہ سے آفات سے حفاظت ہوتی ہے۔

[۳]من مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية(۳۲۷)
جوشخص اس حالت میں مرا کہ اُس کی گردن میں امامت کا طوق نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

[۴]من بايع اماما فاعطاه صفقة يده وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع الخ(۳۲۸)
جوشخص کسی امام کی بیعت کر کے خلوص قلب کے ساتھ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے دے تو اُس پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اُس کی اطاعت کرے۔

جابر امراو سلاطین جو خلافِ شرع احکام دیں:

[۱]فاذا امر بمعصية فلا سمع ولاطاعة(۳۲۹)
جب خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ حاکم کی بات سنی جائے، نہ اُس کا حکم مانا جائے۔

[۲]افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر(۳۳۰)
سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کہے۔

[۳]اعاذك اللّٰه من امارة السفهاء قال وما امارة السفهاء قال امراء يكونون من بعدى لا يهتدون بهديتى ولا يستنون بسنتى فمن صدقهم بكذبهم واعانهم على ظلمهم فاولئك ليسوا منى ولست منهم ولا يردون على

۳۲۶۔ مشکوۃ المصابیح:الفصل الاول، كتاب الامارة والقضاء۔حدیث نمبر۳۶۶۱۔
۳۲۷۔صحیح مسلم:کتاب الامارة، باب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و فى كل حال۔حدیث نمبر۴۷۹۳۔
۳۲۸۔سنن ابوداؤد:کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلها۔حدیث نمبر۴۲۴۸۔
۳۲۹۔ الف: صحیح بخاری:کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام ما لم تكن معصية۔حدیث نمبر۱۴۴۷۔
ب:صحیح مسلم:كتاب الامارة ، باب وجوب طاعة الامراء فى غير معصية۔حدیث نمبر۴۷۶۳۔
۳۳۰۔ الف:مشکوۃ المصابیح:الفصل الثانی، كتاب الامارة والقضاء ۔حدیث نمبر۳۷۰۵۔
ب:سنن ابوداؤد:کتاب الحدود، باب الامر والنهى ۔حدیث نمبر۴۳۴۴۔

حوضی ومن لم یصدقھم بکذبھم ولم یعنھم علی ظلمھم فاولئك منی وانامنھم وسیردون علیٰ حوضی (۳۳۱)

کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے حضور پاک ﷺ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں خدا تجھے پناہ میں رکھے بے وقوف امیروں سے۔ کعب نے عرض کیا کیا ہے امارت بے وقوفوں کی؟ فرمایا میرے بعد ایسے امرا ہوں گے جو میرے طریقے پر نہ چلیں گے اور میری سنت پر قائم نہ ہوں گے، جو شخص اُن کی تصدیق کرے باوجود اُن کے جھوٹ کے اور ظلم میں اُن کی اعانت کرے تو یہ لوگ مجھ سے نہیں اور نہ مَیں اُن سے ہوں اور وہ لوگ میرے حوض پر وارد نہ ہوں گے۔ جو شخص اُن امرائے وقت کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور اُن کے ظلم میں اعانت نہ کرے پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور مَیں اُن سے ہوں اور وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں جس وضاحت سے ارشادات فرمائے گئے وہ ہمارے زمانے کے لیے سبق اندوز ہیں۔

مسلم میں عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہے:

[۴] خیارکم ائمتکم الّذین تحبونھم ویحبونکم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم الخ (۳۳۲)

تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جنہیں تم دوست رکھو اور وہ تم کو دوست رکھیں، تم ان کے لیے دعا کرو اور وہ تمہارے لیے۔ بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھے، تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

عدل وانصاف:

چوں کہ عدل وانصاف قانون کی ترازو ہے اس لیے قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ میں پوری شدت کے ساتھ اس کے قوانین موجود ہیں۔

۳۳۱۔ مصنف نے یہ حدیث صحیح بخاری کے حوالے سے بیان کی، مگر ہمیں اس میں دستیاب نہیں ہو سکی۔ ان الفاظ کے ساتھ دیکھنے کے لیے رجوع کریں: شعب الایمان: ج ۷/ص ۴۶۔
البتہ مشکوۃ المصابیح میں قدرے فرق کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے۔ دیکھیے: الفصل الثانی، کتاب الامارۃ والسفھاء۔ حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

۳۳۲۔ صحیح مسلم: کتاب الامارۃ، باب خیار الائمۃ و شرارھم۔ حدیث نمبر ۴۸۰۴۔

[۱]واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللّٰہ نعما یعظکم بہ(۳۳۳)
جب تم لوگوں کے درمیان حکم کرو تو انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ خدا تم کو (اچھی بات کی) نصیحت کرتا ہے۔

[۲]وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط ان اللّٰہ یحب المقسطین(۳۳۴)
اور اگر تو غیر مسلم لوگوں میں فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

احادیث:

[۱] ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک یہودی اور بشر مسلمان کے مابین نزاع ہوا۔ یہودی نے بارگاہِ رسالت میں استغاثہ کی تجویز پیش کی، بشر نے انکار کیا۔ بالآخر دونوں حاضر ہوئے، سرکار عالم ﷺ نے مکمل تحقیقات فرما کر یہودی کو بری فرمادیا۔(۳۳۵)

[۲] فتح مکہ کے بعد بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی، آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ یہ امر شرفائے قریش کو ناگوار ہوا اُنھوں نے چاہا سفارش کے ذریعے اُسے بچالیں، بارگاہِ رسالت میں سفارش کی کسے جرأت ہوسکتی تھی۔ یہ معاملہ عدل وانصاف احکام الٰہی کی تنفیذ کا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید کو آمادہ کیا گیا آپ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر خطبے میں ارشاد فرمایا اگلی امتیں اس لیے تباہ ہوگئیں کہ جب کوئی خاندانی بڑا آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور اس فعل کو کرتا تو سزا دی جاتی۔ خدا گواہ ہے اگر یہی فعل میری بیٹی فاطمہ نے کیا ہوتا تو اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔(۳۳۶)

اسلامی قانون میں اگر امیر وسلطان بھی مجرم ہو تو اُسے قاضی کے یہاں سے سزا دیے جانے کا حکم ہوگا۔

۳۳۳۔ النساء:۵۸۔ ۳۳۴۔ المائدہ:۴۲۔
۳۳۵۔ تفسیر خازن
۳۳۶۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی ٹکڑوں میں آئی ہے، لیکن قریب تر الفاظ کے لیے ملاحظہ کریں:
کتاب الحدود، باب کراھیة الشفاعة فی الحد اذا رفع الی السلطان۔حدیث نمبر ۶۷۸۸۔
اسی طرح: کتاب احادیث الانبیاء، باب نمبر ۵۴۔حدیث نمبر ۳۴۷۵۔

امرا کو ہدایات نبویہ:

[۱]عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنه قال کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا بعث احداً من اصحابه فی بعض امره قال بشروه ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا(۳۳۷)

حضرت ابی موسیٰ راوی ہیں حضورﷺ جس وقت کسی کو اصحاب میں سے حکم دے کر روانہ فرماتے تو ارشاد ہوتا لوگوں کو بشارت دو اُنہیں ڈراؤ نہیں، اُن کے ساتھ آسانی کرو دشوار نہیں ڈالو۔

[۲]سلیمان بن بریدہ کی حدیث میں (جسے بخاری نے نقل کیا) مروی ہے جب کسی کو امیر بنا کر روانہ فرماتے تو ذیل کی ہدایات فرماتے:

غنیمت میں خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، ناک کان نہ کاٹنا، بچوں عورتوں کو قتل نہ کرنا، جب مقابلے کا وقت آئے تو پہلے دعوتِ اسلام دینا اگر قبول کریں تو اُن کے اسلام کو تسلیم کرنا اور اُنہیں ایذا نہ دینا، اگر انکار کریں تو اُن سے کہنا کہ مہاجرین کے ہمراہ ہجرت کر جاؤ اور جو مال دوسروں کے لیے ہے تم بھی مستحق ہو گے اور اگر اس سے بھی انکار کریں تو پھر جو خدا کا حکم ہی جاری کرنا۔(۳۳۸)

[۳]عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته الخ(۳۳۹)

حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ تم سب رعیت کے

۳۳۷۔بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی، البتہ اسی معنی کی کئی احادیث موجود ہیں اور سب کے الفاظ متحد ہیں۔ذیل میں وہ حدیث درج کی جاتی ہے: سعید بن ابی بردہ کہتے ہیں کہ حضورﷺ نے میرے والد اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور فرمایا۔یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا و تطاوعا۔دیکھیے:

الف:صحیح بخاری:کتاب الاحکام، باب امر الولی اذا وجه امیرین الی موضع ان یتطاوعا ولا یتعاصیا۔ حدیث نمبر۷۱۷۲۔

ب:صحیح مسلم:کتاب الجهاد، باب فی الامر بالتیسیر و ترك التنفیر۔حدیث نمبر۴۵۲۵۔

۳۳۸۔صحیح بخاری:

۳۳۹۔ الف:صحیح بخاری:کتاب الاحکام، باب قول اللّٰہ تعالی واطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ حدیث نمبر۷۱۳۸۔

ب:صحیح مسلم:کتاب الامارۃ، باب فضیلة الامیر العادل۔حدیث نمبر۴۷۲۴۔

نگہبان ہواور تم سب سے رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

[۴]عن معقل بن يسار قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ما من وال يكن رعية من المسلمين فيموت و هو عاش لهم الا حرم الله عليه الجنة (۳۴۰)

معقل بن یسار راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کوئی سردار مسلمانوں کی سرداری کرتا ہو دراں حالیکہ خیانت کرتا ہو امر جائے اللہ اُس پر بہشت حرام کر دے گا۔

[۵]ان شرالرعاء الحطمة (۳۴۱)

بدترین سردار وہ ہے جو ظالم ہو۔

کمزوروں کے ساتھ تعلقات اور اُن کے حقوق:

یہ عنوان تفصیل کا محتاج تھا لیکن رسالہ تخیل سے بہت زائد ضخیم ہو چکا ہے اس لیے مختصراً عنوان پر اسلامی حیثیت سے بحث کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قوت والا اپنے سے کمزور کو قابو میں کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرتا ہے، کمزوروں کی حمایت کے پردے میں اپنے اغراض حاصل کیے جاتے ہیں۔ اسلام کا نظریہ اس سلسلے میں بھی اتنا بلند ہے کہ اگر آج اُس پر عمل کیا جائے تو دنیا سے فتنہ وفساد ختم ہو سکتا ہے۔

جن کمزوروں کو دنیا کی کسی ملت نے اپنے دامن میں جگہ نہ دی اسلام اُن کے لیے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، قومی، وطنی ہر قسم کے حقوق مقرر کر چکا۔

ونريد ان نمن على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين ونمكن لهم فى الارض (۳۴۲)

اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں اور اُن کو پیشوا بنادیں اور اُن کو وارث کر دیں اور زمین میں جمادیں۔

۳۴۰۔الف: صحیح بخاری: كتاب الاحكام، باب من استرعى رعية فلم ينصح۔ حدیث نمبر ۷۱۵۱۔

ب: صحیح مسلم: اس میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ ما من عبد يسترعيه الله رعية يموت يوم يموت وهو غاش لرعيته الا حرم الله عليه الجنة۔ دیکھیے: كتاب الامارة، باب فضيلة الامير العادل۔ حدیث نمبر ۴۷۲۹۔

۳۴۱۔صحیح مسلم: كتاب الامارة ، باب فضيلة الامير العادل۔ حدیث نمبر ۴۷۳۳۔

۳۴۲۔ القصص:۵۔

قانونِ اسلام نے جس فراخ دلی سے کمزوروں کوحقوق سے مالا مال کیا دوسری ملت میں اُس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اسلام میں ترقی وعروج، عزت وعظمت کا دارومدار اعمال پر ہے۔ جس طرح دیگر اعمال میں آقا ومحکوم مساوی ہیں حکومت میں بھی اسلام رنگ ونسل کے امتیازات مٹاتا ہے۔

سرکارِ عالم ﷺ کی آخری وصیت:

عن اُمّ سلمة رضی اللّٰه عنها عن النبی ﷺ انه کان یقول فی مرضه الصّلوٰة وماملکت ایمانکم (۳۴۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا اے لوگو! نماز کی پوری پوری حفاظت کرنا اور لونڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرنا اور اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی کے ساتھ پیش آتے رہنا۔

غلاموں کے معاشرتی حقوق اور مساوات کی تعلیم:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذا صنع لاحدکم خادمه طعامه فلیقعده معه فلیاکل فان کان الطعام مشفوها قلیلا فلیصنع فی یده منه اکلة او اکلتین (۳۴۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہارا خادم کھانا تیار کر کے لائے دراں حالیکہ اُس نے آگ کے سامنے بیٹھ کر آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اُٹھائی اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر کھانا کم ہو تو اُس میں سے خدمت گار کے ہاتھ پر ایک یا دو لقمے ہی رکھ دو۔

غرض سرکارِ عالم ﷺ نے خادموں، کمزوروں کے ساتھ خوش خلقی کو لازم فرمایا، مار پیٹ کرنے کی ممانعت کی، عفو ودرگزر کی تاکید کی، سوسائٹی کے جملہ حقوق عطا کیے وہ قرآن میں ہمارے شریک نمازوں میں ہمارے ساتھی حج وروزہ مساجد ومدارس غرض زندگی کے ہر شعبے میں

۳۴۳۔الف: ابوداؤد: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ الصلاه الصلاه اتقوا الله فیما ملکت ایمانکم۔ دیکھیے: کتاب الادب، باب فی حق المملوك۔ حدیث نمبر ۵۱۵۶۔ ب: مسند احمد: ج ۱۹/ص ۲۰۹۔

۳۴۴۔صحیح مسلم: کتاب الأیمان، باب اطعام المملوك مما یأکل۔ حدیث نمبر ۴۳۱۷۔

اُن کے حقوق ہم پر لازم کر دیے گئے۔

مسلمان بحیثیت حاکم اور دشمنوں کے حقوق:

جب مسلمان حاکم و امیر کی حیثیت رکھتا ہو اور دنیا کی سلطنتیں اُس کے سامنے خراج پیش کر رہی ہوں یا وہ میدانِ کارزار میں جنگ کر رہا ہو اُس موقعے پر بھی عدل و انصاف، شفقت و مہربانی کی تلقین فرمائی گئی:

ولا يجرمنكم شنان قوم على الّا تعدلوا اعدلوا هواقرب للتقوى واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون (۳۴۵)

اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ ہو کہ انصاف نہ کرو۔ (ہر حال میں) انصاف کرو انصاف پرہیز گاری سے قریب تر ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے باخبر ہے۔

اسلام اور جنگ:

یوں تو ہر سلطنت و حکومت اس امر کی مدعی ہے کہ وہ جنگ قیامِ امن اور رعایا کو بلند سطح پر پہنچانے کے لیے کرتی ہے، لیکن عمل اس کی تکذیب کرتا ہے۔ آج دنیا کی سلطنتوں کی تاریخ دیکھ جائیے اور اس حقیقت کا مطالعہ کر لیجیے کہ ابتداءً ہر حکومت نے اس قسم کے دعوے کیے لیکن فتح و نصرت کے بعد مفتوحہ اقوام کی فطری آزادی اور حقوق کو اپنی جابرانہ سیاست اور طریقۂ حکمرانی سے خاک میں ملا دیا۔ اس کے بالمقابل اسلام کا طریقۂ حکومت ملاحظہ طلب ہے۔ اسلام نے جس اصول کے تحت جنگ کرنے کی اجازت دی اُس کی اہم دفعات ملاحظہ ہوں:

[۱]وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين. (۳۴۶)

خدا کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

[۲]وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير. (۳۴۷)

۳۴۵۔ المائدہ:۸۔ ۳۴۶۔ البقرہ:۱۹۰۔ ۳۴۷۔ الانفال:۳۹۔

(کافروں سے) لڑو یہاں تک کہ فتنہ موقوف ہو جائے اور دین کا معاملہ سراسر اللہ ہی کے لیے ہو جائے، اگر وہ باز آجائیں تو اللہ اُن کے کاموں کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔

آج کل امن کے نام پر جس قسم کے جذبات کارفرما ہیں اُن سے ہر شخص جسے تھوڑی بصیرت بھی حاصل ہو واقف ہے۔ اسلام ان تمام آلائشوں سے پاک وصاف ہے، اُس نے یا تو مدافعت کے لیے جنگ کا حکم دیا یا عدل وانصاف کی ترویج اور قیامِ امن کی خاطر میدان جنگ میں آنے کی اجازت دی اور وہ بھی اس طرح کہ محکوم اقوام کو بامِ ترقی پر پہنچانے کے لیے تمام اسباب فراہم کر دیے۔ جبر وظلم کو قطعاً روک دیا۔ عورتوں، بوڑھوں، مذہبی پیشواؤں کی جان ومال اور مذاہب کے احترام کو باقی رکھنے کی سخت تاکید فرمائی۔

اس سلسلے میں اگر قرآن کریم اور احادیث نبویہ یا تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں مفتوحہ ممالک کے ساتھ کیسی کیسی رعایتیں کی، مستامن اور ذمیوں کو عدالتی اور شہری احکام میں مساوی حقوق دیے، مسلمانوں پر اُن کی حمایت ضروری ٹھہرائی حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اُن کے جان ومال پر دست درازی کرے تو مسلمان اُن کی خاطر جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔

امن:

وان جنحوا للسّلم فاجنح لها وتوكل على اللّٰه انه هو السميع العليم(۳۴۸)

اگر وہ لوگ امن کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

نقضِ عہد:

سیاسیات میں اسلام کا یہ نظام بھی قابلِ تحسین ہے کہ وہ اپنے متبعین کو حکم دیتا ہے کہ جب کسی قوم سے عہد ومیثاق کرو تو اُسے پورا کرو، خواہ ظاہری طور پر تمہارا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

آیات:

[ا]واوفوا بعهداللّٰه اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها(۳۴۹)

جب عہد باندھو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو۔

۳۴۸۔ الانفال:۶۱۔ ۳۴۹۔ النحل:۹۱۔

[۲]ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا(۳۵۰)
اُس عورت کی طرح نہ ہوجاؤ جو بٹنے کے بعد اپنے سوت کو توڑ ڈالتی ہے۔

وفائے عہد:

حضرت ابی رافع اپنا واقعہ یوں نقل فرماتے ہیں:

مجھے قریش نے قاصد بنا کر بھیجا جب مَیں حاضر خدمت ہوا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی، مَیں نے حضور ﷺ نے عرض کیا کہ بخدا اُن کی طرف کبھی نہ جاؤں گا۔ آپ ﷺ مشرکین عرب سے وعدہ فرما چکے تھے کہ تمہارے آدمی جو ہمارے یہاں آئیں گے واپس کیے جائیں گے، اس لیے آپ نے ابی رافع کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا:

[۱]قال انی لااخیس بالعھد ولااحبس البرد ولکن ارجع فان کان فی نفسك الذی فی نفسك الآن فارجع قال فذھبت فاتیت النبی ﷺ فاسلمت (۳۵۱)

حضور ﷺ نے فرمایا مَیں نہ تو نقضِ عہد کرتا ہوں اور نہ قاصد کو روکتا ہوں۔ اب تم واپس جاؤ پھر اگر تمہارے جی میں آئے تو واپس آ جانا۔ مَیں قریش کی طرف گیا اُس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

اسی معاہدے کے موقعے پر مکہ کی طرف سے ایک صحابی زنجیریں پہنے زخموں میں چور آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بمشکل کافروں کے پاس سے آیا ہوں، فرمایا ان مصیبتوں پر صبر کرو اور مشرکین مکہ کے پاس واپس جا، نقضِ عہد نہیں ہو سکتا۔

[۲]عدة المؤمن دین وعدة المومن کالاخذ بالید (۳۵۲)

حضور مولا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مومن کا وعدہ (قرض کی طرف واجب الادا ہے) اور اُس کا وعدہ ایسا ہے جیسے ہاتھ پکڑ لینا۔

۳۵۰۔ النحل:۹۲۔

۳۵۱۔ الف: مشکوۃ المصابیح:الفصل الثانی، کتاب الجھاد، باب الامان۔حدیث نمبر۳۹۸۱۔

ب: سنن ابوداؤد: کتاب الجھاد، باب فی الامام یستجن به فی العھود۔حدیث نمبر۲۷۵۸۔

۳۵۲۔کنز العمال: ج۳/ص۳۴۷۔

[۳]عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا ان خیار عباد اللّٰہ یوم القیامة الموفون المطیبون(۳۵۳)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے سب سے بہتر وہ بندے ہوں گے جو خوش دلی سے وعدہ پورا کریں۔

[۴]عن صفوان رضی اللّٰہ عنه الا من ظلم معاهداً او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة (۳۵۴)

حضرت صفوان راوی ہیں فرمایا خبردار ہو جو شخص ظلم کرے جس سے عہد کر لیا جائے یا اُس کے حق میں کم کرے یا طاقت سے زیادہ تکلیف دے یا بلا رضا مندی کچھ لے تو میں قیامت کے روز اُس کا مخالف ہوں گا۔

وفائے عہد کی مثال اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعے پر کفار قریش نے سہیل بن عمرو کے ذریعے جو شرائط پیش کی تھیں آپ نے اُنہیں قبول فرما لیا۔ جب عہد نامہ لکھنے کا وقت آیا تو آپ نے حکم دیا لکھو بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، سہیل نے عرض کیا رحمٰن کو ہم نہیں جانتے جو پہلے لکھا کرتے تھے وہی لکھو، صحابہ ناراض بھی ہوئے، مگر چوں کہ آپ معاہدہ کر چکے تھے آپ نے باسمك اللّٰھم ہی لکھوا دیا اسی طرح محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھوا دیا۔

اس قسم کی احادیث نبویہ میں بکثرت مثالیں ملتی ہیں جو ہمارے لیے سبق آموز ہیں۔ اسلام کا یہ عنوان یقیناً دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں بلکہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس تہذیب و تمدن کے زمانے میں جس طرح معاہدات کا حشر ہوتا ہے اُس کی کیفیات ناقابلِ تحریر و بیان ہیں۔ اسلام نے جس معاہد قوم سے جو معاہدہ کیا اُسے پورا کر کر دکھا دیا اور وہ بھی کسی قومی معاملے میں نہیں، بلکہ مذہبی معاملات میں جس کا نتیجہ تھوڑے عرصے میں ظاہر ہو گیا۔ جس امر کو لوگ کمزوری پر محمول کر رہے تھے وہی چیز فتح کی شکل میں رونما ہوئی۔

غرض اسلام نے قطعی طور پر حکم دے دیا کہ جس طرح مادی یا معنوی امانت میں خیانت جائز

۳۵۳۔ المعجم الصغیر: ج ۲/ص ۲۱۰۔

۳۵۴۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الجهاد، باب الصلح۔ حدیث نمبر ۴۰۴۷۔

ب: سنن ابوداؤد: کتاب الخراج، باب فی التشدید فی جبایة الجزیة۔ حدیث نمبر ۳۰۵۲۔

نہیں، اسی طرح جنگ اور امن کے معاہدوں میں بے وفائی درست نہیں۔

جزیہ:

جزیے کے متعلق بسا اوقات طبائع کو منتشر اور اسلام سے ہٹانے کے لیے مخالفین اسلام مضامین تحریر کرتے رہتے ہیں، اس لیے ہم مختصر اشارات میں اُس کی حقیقت سے متعلق کچھ امور یہاں درج کرتے ہیں۔

اسلام نے جنگ کرنے کی مجبوریوں کی بنا پر اجازت دی تھی جب وہ ضرورتیں پوری ہو جائیں تو جنگ ختم ہو جاتی ہے اور حریف کی عداوت سے محفوظ رہنے کے لیے حتّٰی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (۳۵۵) کا حکم دیا اور یہ بھی اس طرح کہ وہ تمہیں جزیہ ادا کریں اس حال میں کہ جزیہ ادا کرنے کی مقدرت رکھتے ہوں۔ اسلام نے اُن ہی لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جو اُس کی مقدرت رکھتے ہوں۔ پھر اس پر بھی غور کرتے جاؤ کہ جس وقت اہل کتاب جزیہ ادا کرنا منظور کر لیں تو مسلمانوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ انہیں امن بخشیں، اُن کی حمایت کریں، اُن کی اور اُن کے دین کی حفاظت کریں اور مسلمانوں کی طرح مساوی برتاؤ کریں۔ شریعت میں جن لوگوں سے رقم جزیہ لی جائے اُنہیں ذمی کہتے ہیں۔

اسلامی حکومت کے لیے ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت لازم ہو جاتی ہے۔ سرکار عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کبار اُن کے حقوق وغیرہ میں زیادہ سے زیادہ رعایت فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں صلوبا ابن نسطونا کے نام جو عہد نامہ تحریر فرمایا اُس کے الفاظ حسب ذیل تھے:

> مَیں نے تم سے جزیہ اور حمایت پر معاہدہ کیا ہے تمہارے لیے ہمارا ذمہ ہے اور ہماری حمایت ہے جب تک ہم تمہاری حمایت کریں گے تم سے جزیہ لیں گے، جب حمایت نہ کر سکیں گے تو تم ہم کو جزیہ ادا نہ کرنا۔

صاحب فتوح البلدان نقل فرماتے ہیں:

> صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے شہر حمص کے باشندوں سے وصول کیا ہوا جزیہ واپس کر دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ ہم نے جزیہ

۳۵۵۔ التوبۃ: ۲۹۔

تمہاری حفاظت کے لیے وصول کیا تھا چوں کہ اب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے، لہٰذا رقم جزیہ واپس کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل دیکھ کر وہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ اپنے ہم مذہب یہودیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی فتوحات کے خواہاں تھے اور جو مسلمان شہر چھوڑ کر باہر جانے لگے تو دعا کرنے لگے کہ خدا تم کو جلد واپس لائے۔

موجودہ ترقی یافتہ اقوام وممالک میں رعایا سے جس قسم کے بھاری بھاری ٹیکس وصول کیے جاتے ہیں اُنہیں سامنے رکھ کر اسلامی جزیے کی نوعیت پر اعتراض کرنے کا کوئی محل باقی نہیں رہتا۔

جنگ کے قیدیوں کے ساتھ مراعات:

اسلام نے جنگی قیدیوں کے ساتھ مراعات خصوصی رکھیں۔ مسلمانوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ آج عام وخاص رعایا کے ساتھ نہیں برتا جاتا۔ مسلمان جو خود کھاتے تھے قیدیوں کو کھلاتے۔ جنگ بدر کے موقعے پر سرکار عالم ﷺ قیدیوں کی ضروریات وغیرہ کے معائنے کے لیے بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے، بلکہ جن قیدیوں کو ہاتھ بندھنے میں تکلیف ہوتی اُن کی تکلیف سے آپ ﷺ بے چین ہو جاتے۔ قرآن کریم نے بھی فامّا منا بعد و امــا فـداء (۳۵۶) کا حکم دے کر واضح کر دیا کہ اُس کے بعد اُنہیں چھوڑ دو یا فدیہ وصول کرو حتٰی یضع الحرب اوزارھا (۳۵۷) یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔

حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے کمزور قیدیوں کے ساتھ جس درجہ شفقت ومہربانی کا برتاؤ کیا تمہیں دنیا کے اندر اُس جیسی مثالیں مشکل سے ملیں گی۔ مشرکین مکہ سے زیادہ حضور کا کون دشمنِ جانی تھا جنہوں نے ہر امکانی تکلیف پہنچائی، مکی ومدنی زندگی میں کبھی اطمینان وسکون سے نہ بیٹھنے دیا اور وہ مظالم ڈھائے جن کی تفصیل سے آج انسانیت بھی شرمائے گی۔ فتح مکہ میں آپ جس قدر بھی سزائیں دیتے کم تھا، مگر اللہ غنی اس رحمتِ مجسم نے شدید سے شدید مصیبتیں اُٹھا کر بھی اُس حالت میں کہ تمام مشرکین قیدیوں کی طرح حاضر تھے یہی فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم ﴿یعنی﴾ آج کے دن تم پر کوئی زیادتی نہیں۔

انسان کتنا ہی حلیم الطبع ہو لیکن وہ قوت وغلبہ پا کر دشمنوں کو برباد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، مگر یہ اسلامی طرز حکومت ہی کا انداز تھا کہ سختی کی بجائے دامنِ رحمت میں سب کو چھپا لیا۔ صلی اللّٰہ

۳۵۶۔ محمد:۴ ۳۵۷۔ محمد:۴

علیك یا رسول اللّٰه

ترمذی شریف میں سرکارابدقرار کے یہ جملے بھی مذکور ہیں:

لا تکونوا امعة تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساء وا فلا تظلموا(۳۵۸)

تم امعہ نہ ہو جانا کہ یہ کہو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے مگر اپنے نفسوں کو اس پر قرار دو کہ لوگ نیکی کریں تو نیکی کرو اور برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

معاذ اللہ یہ الفاظِ مبارک آج کل کی بدترین سیاست کی طرح نہ تھے، بلکہ سرکار عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی حیاتِ شریفہ ان الفاظ کی مکمل تفسیر تھی۔

قانونِ صلح:

صلح کے بارے میں بھی اسلام کا نظریہ سب سے ارفع واعلیٰ رہا ہے جس کی مختصر مثالیں ہم سابقہ عنوانات میں پیش کر آئے ہیں۔ قرآن کریم نے صلح کے متعلق صاف وصریح طور پر ارشاد کیا:

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللّٰه (۳۵۹)

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی جانب جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔

دشمنوں کی پناہ کا قانون:

وان احدمن المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام اللّٰه (۳۶۰)

اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ کا خواست گار ہو تو اُسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے۔

حتی یسمع کلام اللّٰه کی قید بھی قابلِ غور ہے۔ قرآن کریم اس چیز کو ظاہر کر رہا ہے کہ اُن کو اچھی طرح حکام وغیرہ سے مطلع کیا جائے تا کہ وہ غور وفکر کر سکیں، یہ نہیں کہ جو قوم ہماری پناہ میں آنا چاہے تو اب ہم اُس کی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی خاطر اُس پر زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالتے چلے جائیں۔

۳۵۸۔ جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت حذیفہ سے مروی ہے۔ دیکھیے: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الاحسان والعفو۔ حدیث نمبر ۲۰۰۷۔

۳۵۹۔ الانفال: ۶۱۔

۳۶۰۔ التوبۃ: ۶۔

مذہبی معاملات میں جبر و اکراہ کی ممانعت:

اسلام نے جس طرح پولیٹیکل معاملات میں جبر و اکراہ کی ممانعت فرمائی، مذہب کو جبراً قبول کرانے کی شدت سے مخالفت کی۔ چناں چہ اس مسئلے میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں واضح احکام موجود ہیں۔ یہ چیز انسان کے خود اپنے فیصلے پر چھوڑ دی گئی ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو مذاہبِ باطلہ کے معابد وغیرہ کا احترام باقی نہ رہتا۔ شاہانِ اسلام کے جبر و تشدد کے فرضی افسانوں کا منشار ہنے والی اقوام میں عناد پیدا کرنا ہے، ورنہ گورنمنٹ آف انڈیا اور مملکت آصفیہ میں آج بھی پرانی اسناد شاہی موجود ہیں جو بتا رہی ہیں کہ سلاطین و امرائے اسلام نے منادر وغیرہ کے لیے بھاری بھاری رقوم مقرر کیں اور باشندگانِ ہند پر مسلسل سرفرازیاں فرمائیں۔ عہدہ جات و مناصب عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا، مالیات جیسے اہم شعبے میں ہندیوں کا عنصر غالب رکھا گیا۔ جن امراو سلاطین اسلام کے تشدد کے غلط افسانے بیان کیے جاتے ہیں اُنہوں نے مراعات وحسنِ سلوک کی زبردست مثالیں چھوڑی ہیں۔ بے اصل تواریخ اور مذموم نصاب تعلیم میں اصل حقائق کا پتہ چلنا مشکل ہے اس کے لیے ہند کی صحیح تاریخوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

بہادری کی تعلیم:

اسلام نے اپنی طرف سے کسی قوم پر حملہ کر کے بربادی کی تعلیم نہیں دی، البتہ مسلمانوں کو بہادری، جرأت و ہمت، دشمن کے مقابلے و مدافعت کا حکم دیا اور اس کی تیاری کے مختلف طریقے بتائے۔ فنِ سپہ گری اور دوسرے شعبے جاری ہوئے جن میں مسلمان سب سے آگے تھے۔ افسوس کہ آج قدیم چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہیں، وہ فنون لطیفہ جو شرفا کی اولاد کے لیے لازمی تھے آج اُن کی جگہ اس قسم کے لہو ولعب جاری ہیں جن سے اُن کے اندر بجائے قوت و طاقت کے جبن و نامردی پیدا ہو۔ کسی زمانے میں سیر و شکار وغیرہ کے لیے منزلوں پیادہ چلے جاتے تھے آج ایک قدم کے لیے ٹرام، موٹر سائیکل کی حاجت ہو گئی۔ یہی سبب ہے کہ یوماً فیوماً صحتیں خراب اور امراض جسمانی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اسلام نے ہمیں شہہ سواری و تیراندازی وغیرہ کی تعلیم دی، ہمارا فرض ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تعلیمات پر عمل کریں اور مبارک فنون کو زندہ کریں۔

حضورِانور ﷺ کا وعظ شریف تیراندازی کی دعوت:

[۱]عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ وهو على المنبر يقول اعدوا لهم ما استطعتم من قوةٍ الا ان القوة الرمى الا ان القوة الرمى الا ان القوة الرمى (۳۶۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کو منبر (شریف) پر (وعظ) فرماتے ہوئے سنا، کافروں سے مقابلے کے لیے جو چیز تم اپنی قوت سے کر سکو کرو۔ خبر دار ہو قوت تیراندازی کی ہے (یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا)

[۲] عنه قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ من علم الرمى ثم تركه فليس منا (۳۶۲)

وہی حضرت عقبہ بن عامر راوی ہیں کہ مَیں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد چھوڑ دی پس وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تیراندازی کے علاوہ اور بھی دوسرے بہت سے مبارک طریقے ہیں جن کو اسلام نے بتایا اور اُن کے حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں، ہم پھر عرض کریں گے کہ مسلمانوں کو چاہیے وہ ہر جگہ ان فنون شریفہ کا احیا کریں اور اپنے نوجوانوں بچوں کو کشتی، بنوٹ، تیراندازی، سپہ گری کی تعلیمات کافی طور پر سکھائیں۔

☆

خلفائے اسلام کی زندگی

حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے بعد امرا و سلاطین اسلام نے جس قسم کی عمیق خدمات انجام دیں اُن کے ذکر کی تفصیلاً یا اجمالاً اس رسالے میں گنجائش نہیں۔ اس حقیقت کو مخالفین اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان نفوسِ قدسیہ نے اسلام پر جو احسانات کیے وہ کسی حالت میں قابل فراموش نہیں۔ اُن کی حیات کا ایک ایک لمحہ خشیت الٰہی، زہد و اتقا کا نمونہ اور خدمتِ خلق کے لیے وقف تھا، سادگی اُن کی زندگی کا جز تھی، قومی حمیت و دینی خدمت کے لیے وہ وقف تھے۔

۳۶۱۔ صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب فضل الرمى والحث عليه۔ حدیث نمبر ۴۹۴۶۔

۳۶۲۔ صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب فضل الرمى والحث عليه۔ حدیث نمبر ۴۹۴۹۔

قبولِ اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپ نے اسلام اور قوم کی خدمت میں خرچ کر دیے۔ یہی سبب تھا کہ حضور انور روحی لہ الفدا نے فرمایا جس قدر ابوبکر کے مال نے فائدہ پہنچایا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ خلافت کے بعد بھی اپنے دوش پر چادریں رکھ کر بغرض فروخت لے جایا کرتے تھے۔ جب کارہائے خلافت کی وجہ سے آپ کا تمام وقت صرف ہونے لگا تو اصحاب کرام کو جمع کر کر فرمایا ''اب خلافت کا شغل تجارت کا موقع نہیں دیتا اور اہل و عیال کی کفالت نہیں کر سکتا''۔ صحابہ نے بیت المال سے آپ کے مصارف مقرر کر دیے۔ قبل خلافت محلے کی لڑکیاں بکریاں لا کر آپ سے دودھ نکلواتیں، خلیفہ ہو جانے پر بھی آپ نے اس خدمت سے اعراض نہ کیا۔ فرمایا اس عہدے سے میری کسی عادت میں فرق نہ آئے گا۔

آپ کے زمانۂ خلافت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک ضعیفہ کی خدمت کو جایا کرتے تھے، مگر جب اُس کے یہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ آپ سے قبل کوئی دوسرا شخص خدمت انجام دے گیا۔ آپ پوشیدہ جگہ کھڑے ہو گئے، دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آ کر اُس ضعیفہ کے تمام کام انجام دیے۔

ایک روز آپ کی اہل خانہ نے شیرینی کی فرمائش کی، ارشاد ہوا کہ ''میرے پاس دام نہیں ہیں'' اُنہوں نے عرض کیا ''اجازت ہو تو روزانہ خرچ میں سے بچا کر جمع کر لوں؟'' فرمایا ''اجازت ہے''۔ چند روز کے بعد جب کچھ پیسے جمع ہو گئے تو آپ کو دیے اور کہا کہ ''اب شیرینی لا دیجیے''، آپ کو جب معلوم ہوا کہ یہ ضروری مصارف سے زائد ہیں بیت المال میں جمع کر دیا اور اپنا وظیفہ اُسی قدر کم کر دیا۔

اپنا تمام کام خود انجام دیتے، لوگوں نے عرض کیا کہ ''ہم کو کام کرنے کا حکم کیوں نہیں دیتے''؟ فرمایا:

ان حبیبی ﷺ امرنی ان لا اسئل الناس شیئاً

یعنی حبیبِ خدا ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگوں۔

خلافت کے بعد عمرے کے لیے روانہ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلے گئے، فرمایا ''تم سب اپنی اپنی راہ چلو''، تمام لوگوں کو پیچھے چلنے سے روک دیا۔ ایک دن مدینے کے بازار میں

کمر سے چمڑے کی معمولی پیٹی باندھے ہوئے جارہے تھے، ہم راہی نے دیکھ کر حیرت سے کہا کہ ''آپ کی کیا حالت ہے؟'' فرمایا ''اسلام کے اثر سے فضول تکلفات جاتے رہے''۔

سرکارِ عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ارتداد کا جو فتنۂ عظیم شروع ہوا اُسے آپ نے اپنی مخصوص قابلیت سے فرو کیا۔

۱۳ھ میں ہرقل کی دو لاکھ فوج کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا، لیکن حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابوعبیدہ، حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے شجاعات اسلام کی قوت کے سامنے نصرانیت کا فتح پانا مشکل ہوگیا۔ مسلمان کامیاب ومنصور ہوئے۔ اہل روم نے ہر طرف جاسوس مقرر کردیے تھے، ایک جاسوس نے حالات کی تفتیش کے بعد جا کر کہا کہ ''مسلمانوں سے مقابلہ آسان نہیں وہ رات میں درویش وعابد ہیں، دن میں شہہ سوار۔ عدل وانصاف کا یہ عالم ہے کہ اگر اُن کا شہزادہ چوری کرے تو اُسے سزا دی جائے''۔

جیش اسامہ کی مہم ہو یا مسیلمہ کذاب کا مقابلہ ان میں کا ہر ایک واقعہ آپ کے حسنِ تدبر و خدمات کی بدیہی مثالیں ہیں۔ خدمت قومی کے سلسلے میں آپ کے ایثار کا یہ واقعہ بھی یہاں یاد کرنے کے قابل ہے۔ جیش اسامہ کی روانگی کے وقت حضرت اسامہ کو اونٹنی پر سوار کردیا اور خود پیادہ پا روانہ ہوئے۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا ''یا تو آپ بھی سوار ہوجایئے یا مجھے پیادہ پا چلنے کی اجازت دیجیے''، فرمایا ''مَیں ایک ساعت راہِ خدا میں قدم خاک آلود کروں گا تو کیا میری شان جاتی رہے گی''۔

بوقت روانگی لشکر کو نصیحت:

مَیں تم کو دس باتوں کا حکم دیتا ہوں اُن کو یاد رکھنا:

[۱] خیانت نہ کرنا

[۲] دھوکہ نہ دینا

[۳] سردار کی نافرمانی نہ کرنا

[۴] کسی کے ناک کان نہ کاٹنا

[۵] بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قتل نہ کرنا

[۶] پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا

[۷]مویشیوں کو بغیر ضرورتِ طعام ذبح نہ کرنا

[۸]جو لوگ اپنے عبادت خانوں میں گوشہ نشین ہوں اُنہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا

[۹]جب مختلف اقسام کے برتنوں میں تم کولا کر کھلایا جائے تو خدا کا نام لے کر کھانا

[۱۰]تم کو بعض ایسی قومیں ملیں گی جن کے سر کے درمیانی بال منڈے ہوں گے اور آس پاس پٹھے چھوٹے ہوں گے اُن کو سزا دینا۔

ان فرامین میں جو ہدایات ہیں وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے خود اس قدر روشن ہیں جن پر بحث کی مطلق حاجت نہیں۔آپ ہی نے سب سے اول قرآن کریم کو جمع کیا اور اُس کا نام مصحف رکھا، بیت المال قائم کیا۔۶۳ رسال کی عمر میں دو سال چند ماہ خلافت فرما کر جمادی الآخر ۱۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ فتوحات اسلامیہ اور اپنی دوسری خصوصیات کے لحاظ سے ہر طرح ممتاز ہے۔آپ کے فضائل ومناقب سے احادیثِ نبویہ لبریز ہیں۔فارقِ حق وباطل آپ ہی کی ذاتِ اقدس تھی۔

اخلاق وعادات:

مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور رعایا کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ایک شب کو آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔فرمایا ''چلو مدینے کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے ہم اور تم اُس کی نگہبانی کریں، ایسا نہ ہو کہ اطراف وجوانب کے لوگ اُن کا مال چرا لے جائیں''۔دونوں حضرات تشریف لے گئے اور تمام رات قافلے کی نگہبانی کرتے رہے۔

اسی طرح آپ کے غلام حضرت اسلم کا بیان ہے آپ شب کے وقت گشت کرنے کے لیے نکلے، ایک مقام پر آگ روشن ہو رہی تھی، وہاں خود بھی ٹھہر گئے اور مجھے بھی روکا۔ایک عورت چولہے پر ہانڈی چڑھائے ہوئے بیٹھی تھی، بچے رو رہے تھے۔آپ نے قریب جانے کی اجازت چاہی، اُس نے اجازت دے دی۔آپ نے حال پوچھا تو کہا ''سردی کی شدت ہے، بچے بھوک سے رو رہے ہیں، مَیں نے اُن کی تسلی کے لیے ہانڈی چڑھا دی ہے، جب روتے روتے سو جائیں گے تو کچھ بندوبست کروں گی''۔آپ نے فرمایا ''عمر تمہاری خبر گیری نہیں کرتے؟''

اُس نے کہا ''عمر والی تو ہو گئے مگر ہمارے حالات سے غافل ہیں''۔ یہ سنتے ہی آپ اُٹھے اور بیت المال سے کھجوریں، گوشت، آٹا وغیرہ لے کر اسلم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میری پیٹھ پر رکھ دو''۔ اُنہوں نے کئی بار عرض کیا مَیں پہنچا دوں۔ فرمایا ''قیامت میں تم میرا بار نہ اُٹھا سکو گے''۔ تمام چیزیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور عورت کے سامنے پیش کر دیں۔ جب عورت فارغ ہو گئی تو بولی ''خلیفۃ المسلمین بننے کے لائق تم ہو نہ کہ عمرؓ''۔

اللہ غنی خدمتِ خلق کے لیے یہ اخلاق اور حسن سلوک تھا!۔

آپ نے غربا و مساکین کے لیے بلا قیدِ مذہب بیت المال سے روزینہ مقرر کر دیا تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تیار کرائے، مدینے کے لنگر خانے کا بذات خود انتظام فرماتے، جب کوئی لاوارث بچہ مل جاتا تو اُسے دودھ پلانے والی کے سپرد کر کے تمام مصارف خزانے سے معین فرماتے، غربائے امت اور مساکین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے۔ اپنا یہ حال تھا کہ کُرتے میں اکثر چار چار پیوند لگے رہتے۔ اپنے لیے بیت المال سے فقط دو جوڑے موسم سرما و گرما کے لیے اور حج وغیرہ کا زادِراہ اور اہل و عیال کا خرچ مقرر کیا۔ ایک دن صاحب زادے نے عرض کیا ''بابا جان! آپ عمدہ کھانا تناول فرمایئے تاکہ آپ قوی رہیں اور اجرائے احکام بخوبی کر سکیں'' فرمایا ''میرے دو رفیق جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں اُن کا یہ طریقہ نہ تھا، اگر مَیں ایسا شیوہ اختیار کروں تو اُن سے نہ مل سکوں گا''۔ ایک بار کاندھے پر مشک اُٹھا کر چلے، لوگوں نے کہا ''آپ یہ کیا کرتے ہیں؟'' جواب دیا ''میرے نفس میں خود پسندی آ گئی ہے اُس کو ذلیل و خوار کرتا ہوں''۔

اکثر فرماتے جو آدمی میرے عیوب سے مجھے مطلع کرے اُس سے مَیں نہایت خوش ہوتا ہوں۔

خشیت الٰہی:

خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ چہرے پر دو سیاہ داغ پڑ گئے تھے اور آیاتِ قرآنی میں اس درجہ تدبر فرماتے کہ اکثر رو کر زمین پر گر جاتے تھے۔ باوجود سادگی کے سیاست، انتظامِ خلافت، نظم و نسق اس درجہ بہتر و اعلیٰ پیمانے پر تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

آپ کے وقت کی اہم خصوصیات:

آپ نے عدالتیں بنائیں، ممالک کو صوبوں پر تقسیم کیا، پیمائش جاری کی، نہریں جاری کیں، قاضی معین کیے، تجارت پر درآمد کا محصول دسواں حصہ مقرر کیا، سنہ و تاریخ ہجری کی تعین کی، مکہ

معظّمہ سے مدینہ طیبہ تک مسافر خانے اور کنوئیں بنوائے، شہروں میں سرائیں تیار کرائیں، مساجد میں وعظ ونصیحت کا طریقہ مستحکم کیا، نمازِ تراویح جماعت سے ادا کی۔ نمازِ جنازہ میں چار تکبیروں کا اجماع، شب کو گشت کرنے کا طریقہ مقرر کیا، ممالک غیر کے تاجروں کو بلادِ اسلامیہ میں تجارت کرنے کا اذن دیا، ائمہ وموذنین اور ملکی خدام کی تنخواہیں معین کیں، شراب کی حد میں ۸۰ درُّرے معین کیے، مجاہدین وغیرہ کے رجسٹر ترتیب دیے، درہ بنایا، گھوڑوں کی زکوٰۃ، ضرورت مند مسافروں کے لیے ایک ایسا مکان بنوایا جس میں اشیا محفوظ رہتیں، ہجو کہنے پر تعزیر مقرر کی وغیر ذلک۔

مکمل انتظام عمال وحکام کا تقرر:

آپ نے ممالکِ مفتوحہ کو صوبوں اور ضلعوں پر تقسیم فرمایا اور اُن کے لحاظ سے حسب ذیل عہدہ دار مقرر کیے:

[۱] والی (گورنر صوبہ)

[۲] کاتب (میر منشی جو گورنر کا پیش کار رہوتا)

[۳] کاتبِ دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی)

[۴] صاحب الخراج (مالیات کا افسر)

[۵] صاحب الاحداث (پولس افسر)

[۶] صاحب بیت المال (افسر خزانہ)

[۷] قاضی (صدر الصدور یا منصف)

اہلِ عرب ملکی خدمات پر معاوضے کو مذموم جانتے تھے، مگر آپ نے اصول سیاست دانی کے ماتحت اس رسم کو توڑ کر بیش از بیش سالانہ وظائف مقرر فرمائے۔

آپ کے عہد میں اسلامی اقتدار:

آپ کے عہد میں دمشق، حمص، بعلبک، بصرہ، ابلہ، اردن، اہواز، مدائن، بیت المقدس، قنسرین، حلب، انطاکیہ، قرقیسیا، نصیبین، موصل، قیساریہ، مصر، تستر، اسکندریہ، نہاوند، آزربائیجان، ہمدان، طرابلس الغرب، کرمان، سجستان وغیرہ اور اُس کے اطراف پر اسلامی اقتدار قائم ہوا اور یہ تمام فتوحات ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک یعنی صرف دس سال کی مدت میں حاصل ہوئیں جس کی تفصیلات

پیش کرنے سے ہم رسالے کی ضخامت کے باعث قاصر ہیں۔البتہ اجمالی خاکہ حسب ذیل ہوسکتا ہے:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح	والی شام	یعلی بن امیہ	والی یمن
یزید بن ابوسفیان	والی شام	علا ابن الحضرمی	والی یمن
حضرت امیر معاویہ	والی شام	نعمان صاحب الخراج	والی مدائن
حضرت عمرو بن العاص	والی مصر	حذیفہ ابن الیمان	والی مدائن
حضرت سعد بن ابی وقاص	والی کوفہ	عیاض بن غنم فاتح جزیرہ	والی جزیرہ
عتبہ بن غزوان (بصرہ کے آباد کرنے والے)	والی بصرہ	عمرو بن سعد	والی حمص
ابوموسیٰ اشعری	والی بصرہ	خالد بن حرث صاحب بیت المال	اصفہانی
نافع بن عبدالحارث	والی مکہ معظّمہ	سمرہ بن جندب	سوق الاہواز
خالد بن العاص	والی مکہ معظّمہ	نعمان بن عدی	والی میان
عثمان بن العاص	والی طائف	علقمہ بن حکم	والی ابلیا
علقمہ بن مجزر	والی رملہ	قدامہ بن مظعون صاحب الخراج	بحرین

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرامین:

آپ امراوعمال کواُن کے فرائض سے آگاہ فرماتے رہتے۔ایک دن آپ نے خطبے میں فرمایا:

ألا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمة الھدی یھتدی بکم فادوا الی المسلمین حقوقکم ولا تضربوھم فتذلوھم ولا تحمدوھم فتقتلوھم ولا تغلقوا الابواب دونھم فیاکل قویّھم ضعیفھم ولا تستاثروا علیھم فتظلموھم

خبردار ہو! مَیں نے تم کو امیر وسخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ امامِ ہدایت بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں، پس مسلمانوں کو اُن کے حقوق ادا کرو، ان کو مار کر ذلیل نہ کرو، اُن کی تعریف کر کے فتنے میں نہ ڈالو، اُن کے لیے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست لوگ کمزور کو کھا لیں اور اپنے نفس کو ان پر ترجیح دے کر ظلم نہ کرو۔

حکام وعمال کے حالات کی تحقیق وتفتیش بھی آپ کافی طور پر فرماتے۔آپ کے دورِ خلافت

کے ذمیوں، کافروں، غلاموں اور رعایا کے حقوق وغیرہ کے لیے جو اہم قواعد اُس وقت جاری ہوئے اُن کی تفصیلات گنجائش نہ ہونے سے ترک کی جاتی ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ فطری طور پر ذمائم وقبائح سے محترز تھے۔ اسلام سے پہلے بھی جاہلیت کا کوئی کام نہیں کیا۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص بلا تخصیص متمتع ہوتا۔ اپنی تجارتی دولت کا اکثر وبیشتر حصہ قومی ومذہبی ضروریات پر صرف فرماتے رہتے۔ حضراتِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت بھی اکثر اوقات فرماتے۔ ایک بار کئی دن تک اہل بیت کے ہاں فاقہ رہا۔ جب حاضر ہوئے تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حالات دریافت کیے اُنہوں نے فرمایا ''چار دن سے آلِ محمد ﷺ نے کچھ نہیں کھایا''، رو کر جواب دیا ''ایسے حادثے کی مجھے کیوں نہ اطلاع دی؟'' اُسی وقت کئی اونٹوں پر گیہوں، کھجور وغیرہ بار کرا کر تین سو درہم کے ساتھ لا کر پیش کیے۔ حضور انور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے مسجد میں جا کر فرمایا ''اے اللہ! مَیں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اُن سے راضی ہو''۔

جب سے مسلمان ہوئے ہر جمعے کو ایک غلام آزاد کرتے رہے۔ غربا ومساکین اور قومی ضروریات کے لیے آپ کا ہاتھ کبھی نہ رُکا۔ مدینے میں جس وقت قحط پڑا آپ کا مال شام سے آ رہا تھا، اُس وقت آپ نے ایک ہزار انبار جو مکان میں جمع تھے باوجود تاجروں کے زائد سے زائد دام دینے کے فقرائے مدینہ پر صدقہ کر دیے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود مسجد کے فرش پر بغیر بستر کے آرام کرتے جس کی وجہ سے شانے پر اکثر سنگ ریزوں کے نشانات ہو جاتے۔

غلاموں کے حقوق کا خیال:

ایک بار آپ نے غلام سے فرمایا ''مَیں نے ایک دن تیری گوشمالی کی تھی تو اُس کا مجھ سے قصاص لے لے''۔ اُس نے حکم کے مطابق آپ کے کان پکڑے، فرمایا ''زور سے پکڑ، کیوں کہ دنیا کا قصاص اچھا ہے، آخرت کا قصاص اچھا نہیں''۔

آپ کے عہد کی فتوحات اور بغاوتوں کا استیصال:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد جن مقامات پر بغاوتیں ہوئیں اُنہیں آپ نے فرو کیا اور دوبارہ اُن ممالک پر اسلام کا تصرف ہوا۔ افریقہ میں آپ سے

پہلے اسلامی حکومت قائم نہ ہوئی تھی۔ آپ کے عہد میں افریقہ پر مسلمانوں کا تسلط ہوا۔

۲۳ھ میں رے دوبارہ فتح ہوا۔

۲۶ھ میں سابور وافریقہ فتح ہوا اور مسجد حرام کو وسیع کیا گیا۔ اندلس بھی اسی سنہ میں فتح ہوا۔

۲۹ھ میں اصطخر فسا وغیرہ فتح ہوئے اور آپ نے مسجد نبوی کو وسیع کر کر نقشی پتھر سے بنوایا۔ اُس کا طول ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گز اور عرض ۱۵۰ گز رکھا گیا۔

۳۰ھ میں ارض خراسان، نیشاپور، طوس وغیرہ فتح ہوئے۔

قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت:

۳۰ھ میں آپ نے قرآن کریم کی محاورۂ قریش کے مطابق تحریر کرائی اور قرأت میں جو اختلافات تھے وہ دور کر دیے۔ ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ قرآن پاک کا نسخہ موجود تھا وہ منگوایا گیا۔ حفاظ صحابہ اور تابعین نے پوری محنت اور کافی احتیاط سے قرآن کریم کی جمع و ترتیب کا اہم کام انجام دیا اور اس کے بعد بلاد وامصار میں نسخے بھیج دیے گئے۔ یہ وہ عظیم الشان خدمت تھی جس پر مسلمانوں کی تمام نسلیں جس قدر فخر کریں کم ہے۔ یوں تو قرآن کریم سینوں میں محفوظ ہی تھا، لیکن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیدا ہونے والے تمام فتنوں سے محفوظ فرما دیا۔

قرآن کریم سے آپ کو حد درجہ عشق تھا اُس کا آخری ثبوت آپ کا واقعۂ شہادت ہے۔ ۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان وغیرہ پر چڑھائی کی۔ عبداللہ بن حازم نے چار ہزار کی فوج سے چالیس ہزار ترکوں کا شب کے وقت مقابلہ کیا اور ترکوں کو بھگا دیا۔ آپ نے جاگیریں مقرر فرمائیں، شہر پناہ بنوائی، جمعے کی اذان کا حکم دیا، سپاہی مقرر کیے، لوگوں کو قرآن پاک کی ایک قرأت پر متفق کر دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔ جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حقیقت اور صداقت سے دور ہیں۔

آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہادت پائی۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب

ایک طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل عشق طے کرنے کے لیے نکل

کھڑے ہوئے اور غارِثور میں فریضہ عشق ومحبت ادا کیا۔ اسی طرح حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شبِ ہجرت میں سرکار رسالت مآب ﷺ کے بستر شریف پر لیٹ گئے تا کہ آپنے آقا ومولا پر خود کو نثار کر دیں۔

غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں تاجدار عالم ﷺ کے ہمراہ حاضر رہے۔ آپ کو علم ظاہر و باطن عطا ہوا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل ہے، علی کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے اور میرا علم علی کے علم سے'' الخ۔

خود حضور مولا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کس کے متعلق اور کہاں نازل ہوئی''۔ (۳۶۳)

علم فرائض میں بھی آپ بخوبی ماہر تھے۔ یمن کی طرف حضور پاک ﷺ نے جب آپ کو قاضی بنا کر بھیجا تو سینے پر دستِ مبارک رکھ کر یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثبات''۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ کسی مقدمے میں آپ کی رائے خلافِ صواب نہ ہوئی۔ فیصلے میں آپ ضرب المثل تھے۔ زہد وتقویٰ اس درجے تھا کہ کبھی آپ شرک وبت پرستی کے قریب نہ گئے۔ دس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ شجاعت و دلیری میں آپ مشہور ہیں۔ فتح خیبر کا واقعہ آپ کی شجاعت ودلیری کا شاہد ہے۔ عمرو بن وُد جیسے مشہور پہلوان کو زیر کرنا آپ ہی کا کام تھا۔

حق پسندی:

آپ نے اپنی گم شدہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر طلب کی اُس نے نہ دی۔ مقدمہ قاضی کی عدالت میں گیا۔ قاضی نے گواہ طلب کیے حضرت قنبر و امام حسن پیش کیے گئے۔ قاضی نے باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہ کی حالانکہ آپ اس وقت امیر المومنین تھے اور آپ ہی کی طرف سے قاضی شریح قاضی تھے۔ سبحان اللہ! اسلام کے قانون کا یہ حال تھا کہ امیر المومنین بھی قاضی کے سامنے پیش ہوتا۔

غرض حضرت سید مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس فضائل وکمالات کا مجموعہ تھی۔ ۳۵ھ میں اصحاب کرام نے آپ سے بیعت کی۔ ذی الحجہ ۳۵ھ سے رمضان ۴۰ھ تک آپ کا زمانہ خلافت

۳۶۳۔ المستدرک: کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر اسلام امیر المؤمنین علی۔ حدیث نمبر ۴۶۵۸۔

رہا۔ ۶۳ رسال کی عمر میں ۴۰ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حضور انور روحی لہ الفدا ﷺ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ آپ حضور ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہر فرد آپ کا احترام کرتا تھا۔ آپ نہایت درجہ سخی و کریم اور حلیم و بردبار تھے۔ ایک شخص کو لاکھ لاکھ دینار عطا فرما دیتے۔ کبھی کسی کے حق میں سخت کلمہ نہ فرمایا۔ مظلوموں، غریبوں پر غیر معمولی کرم فرماتے۔ آپ کا خلق اخلاقِ نبویہ کا نمونہ تھا۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت فرما کر اختلافات کا دروازہ بند کر دیا اور حضور مخبر صادق ﷺ کا یہ ارشاد عالی يصلح الله به بين فئتين من المسلمين (۳۶۴) (یعنی اللہ تعالیٰ امام حسن سے مسلمانوں کے دو فریق میں صلح کرا دے گا) پورا ہو گیا۔

حسنِ اخلاق کی زبردست مثالیں:

[۱] آپ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے ایک خادمہ حاضر ہوئی، آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو گئی، ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر سر پر گر گیا، اُس نے ادب سے عرض کیا "والكاظمين الغيظ" آپ نے سر جھکا کر فرمایا "كظمت غيضى" "مَیں نے اپنا غصہ پی لیا، اس پر خادمہ نے کہا "والعافين عن الناس" جواب میں فرمایا "عفوت عنك مَیں نے تجھے معاف کیا"۔ کنیز نے دریائے کرم کی طغیانی دیکھ کر عرض کیا "والله يحب المحسنين" فرمایا "جا مَیں نے تجھے آزاد کیا"۔

[۲] ایک حاجت مند نے بجائے زبان سے سوال کرنے کے یہ شعر لکھ کر بھجوا دیے:

ماذا اقول اذا رجعت و قيل لى ماذا اصبت من الجواد المفضل

جب واپس جاؤں گا تو لوگ پوچھیں گے، امام نے تجھے کیا دیا اُس وقت کیا جواب دوں گا

ان قلت اعطانى كذبت و ان اقل بخل الجواد بما لم يحسن

اگر یہ کہوں کہ امام نے میرے ساتھ سلوک کیا تو کذب بیانی ہو گیا اور اگر کہوں کہ محروم آیا تو مناسب نہیں۔

۳۶۴۔ صحیح بخاری: یہ حدیث حضرت نفیع بن حارث ثقفی سے مروی ہے۔ دیکھیے: كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الاسلام۔ حدیث نمبر ۳۶۲۹۔

آپ نے دس ہزار درہم بھجوا دیے اور جواب میں تحریر فرمایا:

عاجلتنا فاتاك عاجل صبرنا   قلا و ان امهلتنا لم تقلل

تیری عجلت کی وجہ سے زیادہ کا انتظام نہ ہو سکا، اگر مہلت دیتا تو تیرے سوال کے مطابق ملتا۔ اللہ اللہ سائل کی خواہش پر جود وسخا کا یہ عالم ہے۔

یہی اخلاق تھے جس کی وجہ سے سارا عالم گرویدہ و مسخر تھا۔ یہ اشعار بعض مورخین نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حالات میں بھی درج کیے ہیں۔

ہمیں مفصلاً بعد کے واقعات پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ اُن حالات کا ذکر کریں جن میں عرصے سے تحقیق و تدقیق یا اختلافات کا سلسلہ چلا آ رہا ہے، بلکہ اس قدر تذکروں سے بھی صرف اس قدر مقصود تھا کہ حضرات خلفا رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلامی نظریۂ حکومت کے موافق عدل وانصاف کے ساتھ جس قسم کی حکومت وخدمت فرمائی وہ سارے جہان کے لیے آج بھی نمونۂ ہدایت ہے۔ انہوں نے برسر اقتدار ہو کر بھی خود کو قوم کا خادم سمجھا اور اپنے اسلامی جذبات مذہبی احکام کے ساتھ وہ ترقیاں کیں جو آج دنیا میں نظر نہیں آتیں۔

کتاب کا اگر صرف موضوعِ بحث ہوتا تو ہم زیادہ سے زیادہ مواد پیش کر کر دکھا سکتے تھے کہ اسلامی حکومت وسلطنت دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں حالت رکھتی ہے۔ گزشتہ واقعات سے بھی اہل بصیرت وانصاف بہت کچھ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

منصب قضا اور اس کی ذمہ داریاں:

یہ منصب اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اس درجہ اہم ہے جس پر سرکارِ عالم ﷺ نے شدید ہدایات فرمائی ہیں۔ اس زمانے میں اغیار کی دیکھا دیکھی اس نازک عہدے کے حصول میں انسان اپنی تمام دماغی وذہنی تدابیر صرف کرتا ہے، جو شخص از خود اس عہدے کی فکر میں سرگرداں ہو اُس کی بابت فرماتے ہیں:

[ا] من ابتغى القضاء و سأل (فيه شفعاء) و كل الى نفسه و من اكره عليه انزل الله عليه ملكاً يسدده (۳۶۵)

۳۶۵۔ جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھیے: ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللهﷺ فی القاضی۔ حدیث نمبر ۱۳۲۴۔

جوشخص منصبِ قضا طلب کرے اور اس کا سوال کرے اپنے نفس کی طرف سونپا جاتا ہے (یعنی توفیق الٰہی اُس کے ساتھ شامل نہیں ہوتی) اور جو زبردستی قاضی کر دیا جائے خدا اس کے ساتھ فرشتہ مامور کرتا ہے جو اُسے درست رکھتا ہے (تاکہ وہ مقدمات میں صحیح فیصلہ کرے)۔

احادیث میں اِس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ آپ نے ازخود منصبِ قضا کی کوشش کرنے والوں کو مامور نہ فرمایا:

[۲] عن عبداللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مامن حاکم یحکم بین الناس الا جاء یوم القیامة وملك اخذ بقضاه ثم یرفع راسه الی السماء فان قال القه القاه فی مهواه اربعین خریفا **(۳٦٦)**

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی حاکم جو حکم کرتا ہے لوگوں کے درمیان مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ایک فرشتہ اُس کی گدی پکڑے ہوگا، پھر وہ فرشتہ آسمان کی طرف سر اُٹھائے گا اگر خدا کہے گا تو اُس قاضی کو ۴۰ ربرس کے گڑھے میں ڈال دے گا۔

اس حدیث میں مبالغے کے طور پر فرمایا گیا ہے، ورنہ گہرائی کی کوئی تحدید حقیقتاً مقصود نہیں ہے اور یہ زجر وتوبیخ ان قضاۃ کے لیے فرمائی گئی ہے جو عدل وانصاف میں خیانت کریں، قوم کا روپیہ ضائع کریں، معاملات میں صفائی نہ برتیں۔

قاضی کا فرض ہے کہ مقدمات میں بغیر لومت لائم کے خوف کے فیصلہ کرے۔ عزیز وقریب، دوست احباب، قومیت ونسل کے امتیازات وغیرہ سے متاثر نہ ہو۔ اس زمانے میں سفارشات کی گرم بازاری ہے، جو لوگ ان چیزوں سے متاثر ہو کر اور اپنی اہم ذمہ داری کے خلاف کرتے ہیں وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔ اس سلسلے میں ذیل کی حدیث بھی قابل مطالعہ ہے۔

عن سعید بن المسیب رضی اللّٰہ عنه ان مسلما ویهودیا اختصما الی عمر ورای الحق للیهودی فقضی له عمر به فقال له الیهودی واللّٰہ انا نجد فی التوراة انه لیس قاضٍ یقضی بالحق الا کان عن یمینه ملك وعن شماله ملك یسدد انه

۳٦٦۔ مسند احمد: ج ۷/ص ۴۷-۳-۱۷۔

ویوفقانه للحق مادام مع الحق فاذا ترك الحق عرجا وترکاه(۳۶۷)

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور یہودی جھگڑتے ہوئے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق یہودی کی طرف پا کر اُس کے موافق فیصلہ صادر کیا۔ یہودی نے کہا ''خدا کی قسم تو نے حق فیصلہ کیا'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خوش طبعی کے طور پر) درہ لگا کر پوچھا ''تو نے کیسے جانا کہ مَیں نے حق فیصلہ کیا؟'' یہودی نے جواب دیا کہ ''ہم توراۃ میں پاتے ہیں کہ جب کوئی قاضی حق فیصلہ کرتا ہے تو اُس کے دائیں بائیں فرشتے رہتے ہیں جو اُسے مضبوط کرتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک قاضی حق کا فیصلہ کرے جب قاضی حق فیصلہ نہیں کرتا تو اُسے چھوڑ کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں''۔

پنچایتی نظام:

کسی زمانے میں مسلمانوں کا پنچایتی نظام اس درجہ مستحکم تھا کہ اُن کے بڑے بڑے معاملات پنچایتی شوریٰ سے طے ہو جاتے تھے۔ آج بھی مسلمانوں کی بعض جماعتوں میں پنچایتی سلسلہ جاری ہے، مگر قابلِ اصلاح ہے۔

ان جماعتوں میں ہمارے شرفا اپنی شرکت کو عار سمجھتے ہیں، حالاں کہ یہی جماعتیں مسلمانوں کی جسم و جان ہیں اور ان اقوام کی اصلاح و خدمت ہماری زندگی کا سب سے بڑا رکن ہونا چاہیے۔ مقامِ مسرت ہے کہ تعلیم کے باعث اب اُن میں بھی قابل قدر لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی قوم کی فلاح و بہبود میں متحرک ہیں۔ خدا اُن کی مساعی کو کامیاب فرمائے۔

ضرورت اس کی ہے کہ پنچایتی اقوام کے تمام مذہبی و قومی کاموں میں اشتراکِ عمل کیا جائے اور اخوت و مساواتِ اسلامی کے جذبات پیدا کیے جائیں۔ کوشش کی جائے کہ مقدمات و معاملات کا فیصلہ پنچائتوں کے ذریعے ہو، تصفیۂ مقدمات کے لیے ایسے اشخاص مقرر کیے جائیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور ذی اثر ہوں اور احکامِ اسلامی کے ماتحت بلا کسی اثر و سفارش کے حق و صداقت کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اس سلسلے میں حضرت ہادیٔ عالم ﷺ کا ارشادِ عالی قابل ذکر ہے جسے ابوداوٗد نے نقل کیا ہے:

۳۶۷۔ مؤطا امام مالک: ج۴/ص۱۰۴۱۔

ان العرافة حق و لا بد للناس من عرفاء ولكن العرفاء فی النار (۳۶۸)
بے شک چودھرات حق ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے، لیکن چودھری لوگ دوزخ میں ہیں۔

حدیث شریف میں چودھرات کو حق ظاہر فرماتے ہوئے چودھری صاحبان کے لیے جو ارشاد ہوا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے فیصلوں میں عدل و انصاف سے تجاوز کریں۔ اُن ہی کو دوزخی فرمایا گیا۔ حکام و امرا کے لیے عدل و انصاف کے مسائل وغیرہ سابق میں مذکور ہوئے اُن کا اعادہ نہیں کیا جا سکتا۔

پنچایتی نظام ہمارے ملک میں اب بھی بہت کامیاب ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُس سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جائے اور صحیح اصول کے ساتھ اُس کی تنظیم کر دی جائے۔

۳۶۸۔ سنن ابوداؤد: کتاب الخراج، باب في العرافة۔ حدیث نمبر ۲۹۳۴۔

دعوتِ حق کا نظامِ عمل

حضرات علما و مشائخین کا وجودِ گرامی اسلام کی خدمت اور دعوتِ حق کے لیے جز ولا ینفک تھا۔ یہی وہ دو مقدس و محترم جماعتیں تھیں جن کے ذریعے اسلام سارے جہاں میں پہنچا۔

علما و صوفیائے عظام اپنی زندگی کا مقصدِ اولیں دعوت الی الحق سمجھتے تھے۔ وہ جہاں گئے اس فریضۂ حق کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ اظہارِ حق و صداقت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر سے اُن کو نہ دنیا کی سلطنتیں خوف زدہ کر سکیں، نہ دولت و کثرت نے اُن کے ارادوں کو کمزور کیا۔ دعوتِ حق کا ایک نشہ تھا جس میں وہ سرشار تھے۔ یہی ایک چیز تھی جس نے اُنہیں دنیا کے ہر حصے میں پہنچایا اور کامیاب کیا۔ جب تک اس مقدس گروہ کے افراد میں یہ ولولۂ عمل رہا اپنے اور بے گانے اُن کے دامن سے وابستہ رہے، جس دن سے یہ جذبۂ دینی کمزور ہوا ادبار و نکبت نے مسلمانوں کو گھیرا۔ آج بھی اگر ہمارے اندر ماضی کی شان پیدا ہو جائے اور اقوال کے علاوہ عملی کیفیات رونما ہوں تو پھر وہی رنگ پیدا ہو سکتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت (احادیث):

والذی نفسی بیده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر اولیوشكن الله ان یبعث علیكم عذابا من عنده ثم لتدعنه ولا یستجاب لكم (۳۶۹)

قسم ہے اُس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم کو چاہیے کہ نیک کام کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو، ورنہ عن قریب خدا تم پر اپنا عذاب بھیجے گا، تم اُس وقت دعا کرو گے گر قبول نہ ہوگی۔

مبارک تھے وہ افراد جنہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔ کیا اس مسئلے میں ہمیں اپنے اسلاف کے کچھ کارنامے یاد ہیں؟ حضرت سیدنا امام احمد

۳۶۹۔ جامع ترمذی: ابواب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف والنهی عن المنكر۔ حدیث نمبر ۲۱۶۹۔

بن حنبل وحضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہما اورآپ کے اخلاف وتبعین کی مبارک زندگیاں حق و صداقت دعوت الی الحق کا وہ نمونہ دنیائے علم کے سامنے چھوڑ گئیں کہ جیتی دنیا تک اس کے نقوش باقی رہیں گے۔

محدثین، فقہا، علما، صوفیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے احسانات دُنیا فراموش نہیں کرسکتی، لیکن اُن کی سوانح حیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ''اگر ہمارے ساتھ تم کو صحیح نسبتِ غلامی ہے تو وہ طریقے اختیار کرو جن پر چل کر ہم نے بحروبر کو ہلاڈالا، تمہارا قول عملی صورت کے ساتھ ظاہر ہو''۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ فضائل علما وعمل سے لبریز ہیں، مگر ان فضائل کے مصداق وہ ہیں جن کے حالاتِ زندگی قرآنی نقطۂ نظر اور فرامین بارگاہِ رسالت کے موافق ہوں۔ ہمارے حالات تو اُن لوگوں کے مطابق ہوتے جارہے ہیں جن کے لیے فرمایا گیا:

[۱]اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (۳۷۰)

تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفس کو بھلا دیتے ہو۔

[۲]لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عنداللّٰہ ان تقولوا مالا تفعلون (۳۷۱)

ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے، خدا کو وہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ کہہ کر عمل نہ کرو۔

صرف ان دو آیات کو سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگی کے گوشوں کا مطالعہ کر جائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم کیا ہیں۔

اگلے جو کچھ کرتے تھے اُس کی غرض خدا کی رضا تھی، آج ہماری ہر سعی کی غرض دنیا اور اس کے فوائد ہیں۔ وہ ایک حدیث کی تلاش میں سیکڑوں منزلیں طے کر ڈالتے، آج ہمیں کلمۂ حق کے لیے اپنی بستی میں متحرک ہونا دشوار ہو رہا ہے، وہ مدینے سے دعوتِ حق کے لیے چین جانا کوئی بات نہ سمجھتے ہیں، قدم قدم پر عوارض ومشکلات گھیر لیتی ہیں۔ اُن کا علم خدمتِ خلق کے لیے تھا آج ہمارا فضل دنیا میں نام ونمود، کسبِ دولت، حصولِ عزت ومنصبِ جاہ کے لیے وقف ہے۔ اُن کی بارگاہِ علم میں دُنیا کے سلاطین وتاجدار گردنیں جھکا کر حاضری کو سعادتِ دینی واُخروی سمجھتے تھے۔ آج ہمارا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ دنیا کے تاجدارانِ وقت کو ضمیر فروشی کر کر اپنی طرف مائل کریں

۳۷۰۔ البقرہ:۴۴۔ ۳۷۱۔ الصّف:۳-۲۔

تا کہ دولت وسرمائے کی راہیں پیدا ہوں۔

جس علم سے فقط دنیا مقصود ہو اُس کا حال:

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من تعلم علما مما يبتغی به وجه اللّٰه الا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة يعنی ريحها(۳۷۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا ایسا علم جس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے محض اس لیے سیکھے کہ دنیا کا اسباب حاصل کرے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

جس علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اس کا حال:

[۱]عن ابی درداء ان اشرالناس عند اللّٰه يوم القيامة عالم لا ينتفع بعلمه(۳۷۳)

ابی دردا رضی اللہ عنہ راوی ہیں قیامت کے دن خدا کے نزدیک لوگوں میں سب سے برا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔

[۲]عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ مامن نبی بعثه اللّٰه فی امته قبلی کان له فی امته حواريون واصحب ياخذون بسنته ويعتدون بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يومرون فمن جاهد هم بيده فهو مومن ومن جاهدهم بلسانه فهو مومن ومن جاهدهم بقلبه فهو مومن وليس وراء ذلك من الايمان حبة خردل(۳۷۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا ہر نبی کی امت میں سے پہلے جن میں وہ مبعوث ہوا اُس کے یار و مددگار تھے جو اُس کا طریق اختیار کرتے اور اُن کے حکم کی پیروی کرتے، پھر اُن کے بعد اُن کے ناخلف پیدا ہوئے وہ لوگوں سے اُس چیز کے لیے کہتے جسے خود نہ کرتے اور جس کا حکم اُن کو نہ کیا گیا اُسے کرتے۔ پس جو شخص

۳۷۲۔سنن ابوداؤد: کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغير الله۔حدیث نمبر۳۶۶۴۔

۳۷۳۔سنن دارمی: ج۱/ص۹۳۔

۳۷۴۔ صحیح مسلم: کتاب الايمان، باب بيان كون النهی عن المنكر من الايمان۔۔حدیث نمبر۵۰۔

اُن سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے پس وہ مومن ہے اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو اُن سے اپنے قلب سے جہاد کرے پس وہ مومن ہے اور نہیں ہے اس کے سوا ایمان رائی کے دانے کی برابر۔

[۳]عن زیاد بن حدیر قال لی عمر هل تعرف مایهدم الاسلام قال قلت لا قال یهدمه زلة العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمة المضلین(۳۷۵)

زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کیا چیز اسلام کو گرا دیتی ہے؟ کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد کو علما کا پھسلنا (پھسلنے سے مراد علما کا اوامر و نواہی ترک کرنا ہے) اور منافق کا قرآن پاک سے جھگڑنا اور گمراہ سرداروں کا احکام دینا۔

[۴]عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یوشك ان یاتی علی الناس زمان لایبقٰی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدیٰ علماء هم اشرمن تحت ادیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود(۳۷۶)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قریب میں لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا اسلام باقی نہ رہے گا مگر اُس کا نام اور نہ باقی رہے گا قرآن مگر اُس کی رسم (یہاں رسم سے مراد تجوید حروف اور لفظوں کو بغیر سمجھے ہوئے پڑھنا ہے) اُن کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی اور حقیقت میں خراب ہوں گی (یعنی مسجدوں میں لوگ تو جمع ہوں گے مگر اُن کو علم دین وغیرہ کا درس نہ دیا جائے گا۔ علما کی ہدایت سے جو آسمان کے نیچے بدترین خلائق سے ہوں گے نکلے گا اُن میں فتنہ اور وہ اُن ہی میں لوٹے گا۔

زہد و اتقا کا پروپیگنڈہ کرنے والے:

اس نئی تہذیب کے زمانے میں ہر چیز کا پروپیگنڈے سے تعلق کر دیا گیا ہے۔ کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن کی عبادت زہد و اتقا، اعمال حج وغیرہ کا پروپیگنڈہ کرنے کے لیے ایجنٹ مقرر ہیں اور وہ خود بھی لوگوں کے سامنے ریاکاری کے عادی ہیں ایسے افراد کے متعلق فرماتے ہیں:

۳۷۵۔ سنن دارمی: ج۱/ص۸۲۔ ۳۷۶۔ شعب الایمان: ج۲/ص۳۱۱۔

[۱]من سمع الناس بعمله سمع اللّٰه به سامع خلقه وحقره وصغره(۳۷۷)
حضورﷺ نے فرمایا جوشخص اپنے اعمال لوگوں کو سنائے تو مخلوق کے کانوں میں خدا پہنچائے گا کہ یہ شخص ریاکار ہے اور اُس کو حقیر و ذلیل کردے گا۔

ریاکار عابدو زہاد:

[۱]عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من السکر وقلوبهم قلوب الذیاب الخ (۳۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین سے طلب کریں گے، لوگوں کے دکھانے اور نرمی کے اظہار کے لیے دُنبے کے چمڑے پہنیں گے، اُن کی زبان شکر سے زیادہ میٹھی ہوگی مگر اُن کے قلوب بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔

[۲]ان یسرالریاء شرك الخ(۳۷۹) تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔

[۳]ان اللّٰه یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء الخ(۳۸۰)
خدا ان نیکوکار پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے جن کے حال خلق سے پوشیدہ ہیں۔

ہمارا طریقۂ دعوت کیا ہو:

مسلمانوں کو جس چیز سے شدید نقصان پہنچ رہا ہے وہ ہمارا غلط طریقہ کار ہے۔ داعی کے لیے لازمی ہے کہ وہ خوش گفتار بھی ہو، اُس کا طریقہ کلام صاف اور دل نشین تعریضات سے پاک و صاف ہو، وہ اپنوں اور بے گانوں میں موعظتِ حسنہ کے ساتھ سامنے آئے، اوامر ونواہی، محرمات شرعیہ، حدود الٰہیہ میں پوری آزادی و قوت سے کام لے، سب وشتم (گالی گلوچ) سے محترز رہے۔ اس باب میں قرآن حکیم نے صاف طور پر فرمادیا۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم باللتی هی

۳۷۷۔شعب الایمان: ج۵/ص۳۳۱۔

۳۷۸۔جامع ترمذی:ابواب الزهد، باب حدیث خاتلی الدنیا بالدین و عقوبتهم۔حدیث نمبر۲۴۰۴۔

۳۷۹-۳۸۰۔مشکوۃ المصابیح:الفصل الثالث، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة۔حدیث نمبر۵۳۲۸۔
سنن ابن ماجہ:ابواب الفتن، باب من ترجی له السلامة من الفتن۔حدیث نمبر۳۹۸۹۔

احسن (۳۸۱)

خدا کے راستے کی طرف اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور بہتر طریقے سے بحث کرو۔

تقسیم کار:

جن اقوام میں تقسیم کار کا اصول (جسے اسلام ہی نے پیش کیا تھا) موجود ہے اُن کے تمام کام جاری ہیں۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ جس ایک ہنگامی تحریک کی طرف میلانِ طبع ہوا ساری کی ساری قوم اس طرح متوجہ ہو جاتی ہے کہ دوسرے اہم سے اہم شعبے ناقص رہ جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ ہر وہ کام جو ہمارے دائرۂ عمل اور قوت سے باہر ہے یا جس کے لیے ہم سے زائد موزوں افراد موجود ہیں اپنی قیادت و رہنمائی کے جنون میں اُنہیں پس پشت ڈال کر آگے بڑھتے ہیں جس کی وجہ سے باہمی کشمکش کی خلیج وسیع ہوتی ہے، اگر یہی چیز مابہ النزاع ہے تو بہتر صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تحریکات کا ایک نقشہ تیار کر لیا جائے اور حلقہ جات تقسیم ہو کر اعلان ہو جائے کہ فلاں فلاں امور فلاں جماعت انجام دے گی، اگر وہ جماعت واقعتاً اپنے فرائض کماحقہ انجام دینے کی صلاحیت پیدا کر لے تو پھر اختلافات کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ہم میں کچھ لوگ تو تفقہ فی الدین درس و تدریس کے لیے معین ہوں اور کچھ ایسے ہوں جو اپنی زندگی دعوت الی الحق اشاعت دین کے لیے وقف کر دیں، کچھ وہ ہوں جو مجاہدانہ حالت کے ساتھ حق و باطل کے مقابلے کے لیے میدان عمل میں آئیں۔ اصول سب کے واحد ہوں، طریقۂ کار مختلف ہو، ایک دوسرے کی راہ میں حارج نہ ہو۔ اس تقسیم کار کے اصول کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا:

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم (۳۸۲)

کیوں نہ اُن کی جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں جو دین میں سمجھ پیدا کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔

آج اگر ہم قرآنی احکام کے ماتحت تقسیم کار کے زریں اصول پر عمل پیرا ہوں تو مستقبل قریب میں شان دار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

۳۸۱۔ النحل: ۱۲۵۔

۳۸۲۔ التوبۃ: ۱۲۲۔

مدارس وخانقاہوں کا نظامِ عمل

تبلیغ واشاعتِ دین کے لیے ہمارے مدارس وخانقاہوں نے جو عمیق خدمات انجام دیں تاریخ اُس کی شاہد ہے۔ علما ومشائخین ہی تھے جنہوں نے دنیا کے ہر حصۂ ملک میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی اور اپنے ولولۂ عمل اور مجاہدات سے دنیا کو مسخر کر ڈالا۔ وہ نام ونمود سے دور حق و صداقت خلوص وللّٰہیت کا نمونہ تھے۔

اُن کی خانقاہوں میں روحانی اور مذہبی تربیت دی جاتی، شاگردوں سے شدید ترین ریاضتیں کرائی جاتیں تا کہ مجاہدات کے عادی ہو کر اسلام کی خدمت میں ہر مصیبت برداشت کر سکیں۔ ایک موقعے پر حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ليس الاعتبار بالخرقة انما الاعتبار بالحرقه.

ہمارے یہاں خرقے کا اعتبار نہیں، بلکہ اعتبار خود کو جلا دینے کا ہے۔

ان حضرات کے شاگردوں کو اُس وقت تک خرقۂ خلافت نہ دیا جاتا جب تک وہ اپنے وجود کو عشق الٰہی میں فنا نہ کر دیتے۔ جس وقت یہ جماعت روحانی علوم کی تکمیل کر لیتی اور شیخ کی نظر میں یہ حضرات مکمل ہو جاتے تو ایک ایک حصۂ ملک دعوت وتبلیغ کے لیے تجویز فرما کر روانہ کیا جاتا۔ پھر یہ روحانی معلمین جہاں پہنچتے اُن کی زندگی کا مقصد صرف خدمتِ خلق تھا۔ نہ تو اُنھوں نے اپنے مریدین کو جلبِ منفعت کا ذریعہ بنایا، نہ اُن کو بلند عمارتوں، محلاتِ شاہی کا شوق تھا۔ وہ اپنی کملی اور ٹوٹی جھونپڑی میں بادشاہت کرتے تھے۔

آج بھی ان حضرات کی روحیں اپنی اپنی آرام گاہوں میں رہ کر رشد وہدایت فرما رہی ہیں، لیکن جو اُن کے نام لیوا ہیں وہ اپنے جادۂ ہدایت سے کوسوں دور ہیں۔ کاش ہمارے صوفیائے کرام کی محترم جماعت اپنے اہم فرائض پر غور کرے اور خانقاہوں میں قدیم نظامِ عمل جاری کرے تو آج ہماری قوم کہاں سے کہاں پہنچ جائے۔ طلبائے روحانی جمع کیے جائیں، خلفا و

مریدین کو سلف کی تعلیمات دے کر رشد و ہدایت کے لیے ایک ایک گوشے میں پھیلا دیا جائے، اگر ہماری خانقاہیں اشاعت دین کے لیے متحرک ہو جائیں تو پھر قلیل عرصے میں اُن کے نتائج بہتر سے بہتر رونما ہو سکتے ہیں۔

اعراس و محافل وغیرہ میں اکابر اولیاء اللہ کی خدا پرستی، خشیت الٰہی، اطاعتِ نبوی، خدمتِ خلق کے کارنامے سنائے جائیں، محض کشف و کرامات ہی پر تقاریر محدود نہ رکھے جائیں بلکہ ان حضرات کی زندگی کے تمام گوشے مریدین و معتقدین کے سامنے پیش کیے جائیں تا کہ مردہ قلوب میں حیاتِ نو پیدا ہو۔ مجاہدات و ریاضت کے طریقوں کی تعلیم دی جائے۔ مریدین و خلفا کو سادگی و ایثار خدمتِ قومی و مذہبی کا عادی بنایا جائے۔ یہی وہ مبارک مقاصد تھے جن پر سبق مشائخین کبار نے عمل فرمایا۔

اسلام کا تجارتی نظام

اسلام نے جس طرح عبادات واعتقادیات مقرر فرمائے اسی طرح انسان کی دنیوی زندگی کامیاب بنانے کے لیے کسبِ معاش تجارت کو ضروری قرار دیا تا کہ انسان اپاہج اور بے عمل ہوکر نہ بیٹھ جائے۔تجارت جیسے وسیع شعبے کے لیے حضرت ختم مرتبت روحی لہ الفدا ﷺ نے اسلام میں مستقل ابواب قائم کیں اور خود اپنی حیاتِ شریفہ اور رفقائے کار کی تجارتی زندگی پیش فرما کر دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ جس فعل کو مَیں اور میرے صحابہ اختیار کریں وہ تمہارے لیے لائق تقلید وعمل ہے۔

بلاشبہ دنیا میں آج وہی قوم زندہ رہنے کی مستحق ہے جس کے اندر تجارت صنعت وحرفت کے سامان موجود ہوں۔آج اگر مسلمان اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اُن کو معلوم ہوگا دنیا کا وہ کون سا حصہ تھا جہاں اُن کے اسلاف تجارت کرتے ہوئے نہ پہنچے اور تجارت کے ہر شعبے کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔پس آج تجارت کے پیشے کو ذلیل سمجھنا حماقت وجہالت ہے۔مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دیانت داری وتندہی کے ساتھ اپنی ضروریات کے لیے ہر شہر وقصبے میں تجارتی شعبہ جات قائم کریں اور کسی پیشے کو اختیار کرنے میں احتراز نہ کریں۔

تجارت کے متعلق آیات واحادیث:

قرآن کریم نے فکلوا مما رزقکم اللّٰہ حلالاً طیباً (۳۸۳)ارشاد فرمایا جس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ خدائے پاک بھی اُسی رزق کو پسند فرماتا ہے جو کسبِ حلال اور پاک کمائی سے حاصل کیا جائے۔

قرآن کریم میں تجارت کے مختلف پہلو ظاہر کیے گئے ہیں۔انسان کی روزمرہ کی زندگی میں امیر، غریب سب کو غلے سے تعلق رہتا ہے،لہٰذا ایسی دفعات مقرر کی گئیں جنہیں اختیار کرنے کے بعد تاجر

۳۸۳۔ النحل:۱۱۴۔

کامیاب ہوسکیں۔تجارت کا سب سے بڑا اصول جسے اسلام نے پیش کیا وہ سچائی وایمان داری ہے۔ مال جس کیفیت وحالت میں ہو مشتری کو اُس سے مطلع کرکر فروخت کیا جائے۔

دورِاول میں بھی کچھ ایسے غلہ فروش تھے جو آج کل کی طرح ناپ تول میں ایمان داری سے کام نہیں لیتے تھے، اس لیے قرآن کریم نے شدت سے اس قبیح فعل کو روکنے کی دفعات مقرر کیں۔

آیات:

[۱]واوفوا الکیل والمیزان بالقسط(۳۸۴)

انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو۔

[۲]ولا تنقصوا المکیال والمیزان(۳۸۵)

ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔

[۳]ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم(۳۸۶)

لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

[۴]اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان(۳۸۷)

انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو۔

[۵]ویل للمطففین الذین اذاکتالوا علی الناس یستوفون واذاکالوھم اووزنوھم یخسرون(۳۸۸)

کم دینے والوں کی بڑی تباہی ہے کہ لوگوں سے یہ تول کرلیں تو پورا لیں اور جب اُن کو ناپ تول کردیں تو کم دیں۔

قرض دار کو مہلت:

تجارتی سلسلے میں قرض کا سلسلہ لازمۂ تجارت ہے اس کے بغیر نہیں چل سکتی۔قرآن حکیم و ارشاداتِ نبویہ میں جگہ جگہ اس کی تاکیدات فرمائی گئیں، لیکن جس قدر حصے ہم درج کررہے ہیں تاجر سے متعلق ہیں۔ایک وہ پہلو بھی ہے جس کا تعلق خریدنے والے سے ہے، اسلام نے خریداروں کے لیے اصول مقرر فرمادیے۔اگر تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ زبان کا سچا، ایمان دار، خریدار کی رعایت کرنے والا ہو اُسی کے ساتھ خریدنے والوں کو بھی بتادیا گیا کہ وہ وقت پر وعدہ پورا کریں۔

۳۸۴۔ الانعام:۱۵۳۔ ۳۸۵۔ ہود:۸۴۔ ۳۸۶۔ ہود:۸۵۔
۳۸۷۔ الرحمٰن:۹۔ ۳۸۸۔ التطفیف:۱تا۳۔

سود کی لعنت اور اُس کی عادت نے طبائع کو یہاں تک خراب کر دیا ہے کہ معینہ اوقات میں ادائیگی ضروری نہیں سمجھتے۔ بنیوں کی قوم اپنی سرمایہ داری اور سودی کاروبار سے عمداً برسوں خموشی سے گزار دیتی ہے، لیکن مسلمان اپنی ابتدائی تجارت میں اُدھار سسٹم کو دوسروں کی طرح کسی حالت میں نہیں چلا سکتے۔ مسلمان خریداروں کا قومی و مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے اندر قومی احساس پیدا کر کر اپنے بھائیوں کے کاروبار میں مدد پہنچائیں اور وقت پر رقوم کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

کسبِ معاش و تجارت کے فضائل (احادیث):

[۱]عن رافع بن خدیج قیل یا رسول اللّٰہ ﷺ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ و کل بیع مبرور(۳۸۹)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سا کسب افضل ہے؟ فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ تجارت جو درست ہو (اور اُس میں جھوٹ اور خیانت نہ ہو)۔

احیاء العلوم میں ہے:

[۲]علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق(۳۹۰)

تجارت ضرور کرو، اس میں رزق کا ۹/۱۰ حصہ ہے۔

[۳]عن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (۳۹۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حلال روزی کی تلاش فرض ہے بعد فرض (نماز، روزہ) کے۔

مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

[۴]عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ طیب لا یقبل الاطیبا و ان اللّٰہ امر المومنین ماامر بہ المرسلین الخ(۳۹۲)

۳۸۹۔مسند احمد: ج۲۸/ص۵۰۲۔

۳۹۰۔احیاء علوم الدین: کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی فضل الکسب والحث علیہ۔ج۲/ص۳۵۔

۳۹۱۔سنن کبریٰ: ج۶/ص۱۲۸۔

۳۹۲۔صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب و تربیتھا۔حدیث نمبر۲۳۴۶۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ اُس نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا جو رسولوں کو دیا۔

[۵] عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت قال النبی ﷺ ان اطیب ما اکلتم من کسبکم (۳۹۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا سب سے پاک کھانا اپنے کسب سے ہے۔

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

[۶] من اکل طیبا وعمل فی سنة وامن الناس بوائقه دخل الجنة (۳۹۴)

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کھایا اور طریقہ سنت پر عمل کیا اور لوگ اُس کی زیادتی سے امن میں رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[۷] عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیه و ان نبی اللّٰہ داؤد علیه السلام کان یاکل من عمل یدیه (۳۹۵)

مقدام بن معد یکرب راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا کبھی بہتر اُس سے کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے۔ بے شک خدا کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

ایمان دار تاجروں کا مرتبہ:

عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء (۳۹۶)

ابی سعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار سوداگر انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ ہوگا۔

۳۹۳۔ جامع ترمذی: ابواب الاحکام، باب ما جاء ان الوالد یأخذ من مال ولده۔ حدیث نمبر ۱۳۵۸۔

۳۹۴۔ جامع ترمذی: ابواب صفة الجنة، باب حدیث اعقلها و توکل۔ حدیث نمبر ۲۵۲۰

۳۹۵۔ صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عمله بیده۔ حدیث نمبر ۲۰۷۲۔

۳۹۶۔ جامع ترمذی: ابواب البیوع، باب ما جاء فی التجار۔ حدیث نمبر ۱۲۰۹۔

تجارت میں بات بات پر حلف کی ممانعت:

عن ابی قتادة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ایاکم و کثرة الحلف فی البیع فانه ینفق ثم یمحق(۳۹۷)

ابی قتادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تجارت میں زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرو، کیوں کہ وہ اُس وقت تو مال فروخت کرادیتی ہے لیکن پھر نقصان دیتی ہے۔

تجارت اور حسنِ معاملت:

تجارت کا کامیاب اصول یہ بھی ہے کہ تاجر معاملات میں خوبی و نرمی سے کام لے۔ آج وہ لوگ جو تجارتی کاروبار میں اخلاق سے کام لیتے ہیں بہ مقابلہ شدت کرنے والوں کے زیادہ کامیاب ہیں اور حقیقت میں یہ اصول اسلام ہی کا سکھایا ہوا ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں:

عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قال رحمه اللّٰه رجلا یمحا اذا باع و اذا اشتریٰ و اذا اقتضیٰ(۳۹۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا اُس پر رحم کرے جو بیع کرنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرتا ہو۔

اُدھار سودا لینا اور قرض دار کو مہلت دینے کی ہدایات:

اُدھار سودا لیتے وقت مدت کا تقرر صاف صاف طے ہونا چاہیے، بغیر مدت مقرر کیے ہوئے۔ شرعاً بیع درست نہیں بجز تیار شدہ مکان کے کہ اُس کی بیع کے وقت دیوار چھت وغیرہ سب شامل ہے یا اسی قبیل کی اور چند صورتیں۔ اُدھار کے معاملے میں قرآن کریم کی تعلیم بالکل صاف اور واضح ہے۔ چناں چہ فرمایا گیا:

و ان کان ذوعسرة فنظرة الی میسرة (۳۹۹)

اگر کوئی تنگ دست (تمہارا مقروض ہو) تو فراخی تک مہلت دو۔

حضور انور روحی لہ الفدا ﷺ فرماتے ہیں:

۳۹۷۔صحیح مسلم: کتاب المساقاة، باب النھی عن الحلف فی البیع۔حدیث نمبر ۴۱۲۶۔

۳۹۸۔صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب السھولة والسماحة فی الشراء والبیع۔حدیث نمبر ۲۰۷۶۔

۳۹۹۔البقرہ: ۲۸۰۔

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال قال كان تاجر يداين الناس فاذا رایٰ معسرا قال لفتيانه تجاوزوا عنه لعل اللّٰه ان يتجاوز عنا فتجاوز اللّٰه عنه (۴۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک تاجر لوگوں سے قرض کا معاملہ کرتا تھا اُس کا دستور تھا جب کسی کو تنگ دست دیکھتا تو اپنے کارندوں سے کہتا کہ اسے معاف کر دو شاید خدا ہمیں معاف کرے چناں چہ خدا نے اُس کے قصور کو معاف کر دیا۔

جو قرض لے کر واپس نہ کریں اُن کے لیے وعید:

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال من اخذ اموال الناس يريد اداء ها ادی اللّٰه عنه و من اخذ يريد اتلافها اتلفه اللّٰه عليه (۴۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے مال (بہ نیت ادائے قرض) لیتا ہے خدا اُس سے ادا کرا دیتا ہے اور جو مال ہضم کرنے کی غرض سے لیتا ہے خدا اُس مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔

تجارت کا عنوان ایک ایسا وسیع عنوان ہے کہ اس رسالے میں اُس کی تفصیلات کا درج کرنا بوجہ ضخامتِ کتاب ممکن نہیں۔ آخر میں ہم اسلام کی اس ہدایت کو پھر دُہرا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام نے بائع و مشتری دونوں کے لیے الگ الگ ہدایات دیں، بیچنے والے کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ سچائی، دیانت داری کے ساتھ تجارت کرے، کسی کو مال میں دھوکہ نہ دے، مال کی جو حالت ہو اُس سے خریدار کو واقف کر دے اور خریدار پوری طرح آگاہ ہو جانے کے بعد معاملت کرے۔ نہ تو تاجر ہی کو یہ چاہیے کہ وہ بیک وقت زیادہ سے زیادہ نفع ایک ہی شخص سے حاصل کرے (اگرچہ اُس کو اپنی چیز کی قیمت تجویز کرنے کا اختیار ہے) اور نہ خریدار ہی خواہ مخواہ تاجر کو تنگ کرے۔ اس اقتصادی تباہی کے دور میں اگر چند پیسوں کی زیادتی بھی مسلمان تاجر کے ہاں ہو تو اُسی سے خریدنا مناسب ہے۔

گداگری اور کسبِ حلال:

بدقسمتی سے ہمارے ملک کی اقتصادی و تجارتی تباہی نے گداگری کو ایک مستقل پیشہ بنا دیا ہے۔

۴۰۰۔ صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب من انظر معسراً۔ حدیث نمبر ۲۰۷۸۔

۴۰۱۔ صحیح بخاری: کتاب فی الاستقراض و اداء الدیون، باب من اخذ اموال الناس یرید اداء ها او اتلافها۔ حدیث نمبر ۲۳۸۷۔

جن کے گھروں میں مال و دولت جمع ہے وہ بھی گداگری کو عجب عجب طریقوں سے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ گداگروں کی جماعت والے آئے دن جس قسم کے جرموں کا ارتکاب کرتے ہیں اُن سے ہر ذی ہوش باخبر ہے۔ اسلام نے اس گداگری کے متعلق سخت سے سخت قوانین جاری کیے۔ یہاں عنوان کے ماتحت بخاری کی صرف ایک ہی حدیث شریف درج کی جاتی ہے:

لان یحتطب احدکم حرمة علی ظھرہ خیرلہ ان یسأل احدا فیعطیہ او یمنعہ(۴۰۲)

بے شک یہ بات کہ تم میں کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھالا دے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمان کو خود اپنے ہاتھ کی روزی کمانے کا عادی بناتا ہے۔ کسبِ حلال کے لیے کسی قسم کا جائز پیشہ کرے وہ اُس کے لیے باعث برکت اور خدا کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ اس زمانے میں ہمارے اندر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوٹے چھوٹے کاموں یا پیشے کی وجہ سے دوسروں پر طعن کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں گزشتہ اوراق میں متعدد احادیث درج کر آئے ہیں اُن کا اعادہ ضروری نہیں۔ اس موقعے پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث پاک قابلِ نصیحت ہے جس میں آپ فرماتی ہیں:

کان رسول اللّٰہ ﷺ یخصف نعلہ و یخیط ثوبہ(۴۰۳)

یعنی حضور انور ﷺ (بوقتِ ضرورت) اپنی نعلین مبارک گانٹھ لیتے اور اپنا کپڑا سی لیتے۔

یہ مبارک حدیث شریف ہر مسلمان کے سامنے رہنا چاہیے۔ یہ سب پیشے انسان کی گزر اوقات کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

فضول خرچیوں کی ممانعت:

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ تجارتی کاروبار میں ترقی شروع ہوتے ہی ہمارا ہاتھ فضول خرچیوں میں وسیع ہوتا ہے۔ جائز و ناجائز اخراجات کا کوئی سوال ہمارے سامنے نہیں رہتا۔ شادی بیاہ کی فضول رسموں، نام و نمود، عیش پرستی، خواہشاتِ نفسانی پر تجارت کا تمام نفع برباد کر دیتے ہیں۔ آمدنی

۴۰۲۔ صحیح بخاری: کتاب المساقاۃ، باب بیع الحطب و الکلأ۔ ۲۳۷۴۔

۴۰۳۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فی اخلاقہ و شمائلہ ﷺ۔ حدیث نمبر ۵۸۲۲۔

سے زیادہ خرچ ہوتا ہے اور اسلام کی وہ سادگی اور میانہ روی جس کو اختیار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ترقی کی تھی آج اُس کے ترک سے برباد ہو رہے ہیں۔ ہمارے دولت مند تاجروں کو پوری احتیاط سے دولت صرف کرنی چاہیے جو دولت محرمات وممنوعات پر خرچ ہوتی ہے۔ کاش! اُس کا ایک چوتھائی حصہ بھی قومی و مذہبی ضروریات پر خرچ کیا جائے تو اجر وثواب کے ساتھ قوم کی کتنی اہم ضرورتیں پوری ہوں۔ ہم اپنی دولت بے جا طور پر صرف کرتے ہیں۔ کسی زمانے میں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی دولت کو اسلام کی ضروریات پر زیادہ سے زیادہ صرف کرتے تھے۔ یہی طریقے آج دوسری قوموں میں جاری ہیں اسی لیے اُن کی تحریکات کامیاب ہو رہی ہیں۔

وہ چیزیں جن کی تجارت منع ہے:

اس دور میں دوسروں کی دیکھا دیکھی حلال وحرام کا امتیاز بھی مٹایا جا رہا ہے، حالاں کہ اسلام نے تجارت کے نظامِ عمل میں اسے بھی واضح کر دیا کہ کس چیز کی تجارت درست ہے اور کس کی ناجائز وحرام۔ یہاں مثال کے طور پر ہم چند چیزوں کا بیان کرتے ہیں:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ يأتی علی الناس زمانٌ لا يبالی المرء مااخذ منه أمِن الحلال أم من الحرام(۴۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ مال لے گا اور یہ نہ خیال کرے گا کہ یہ مال حلال ہے یا حرام۔

غلے کی تجارت کے لیے ہدایات:

[ا]عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من ابتاع طعاما فلا يبعه حتی يستوفيه(۴۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے، جب تک

۴۰۴۔ صحیح بخاری: کتاب المساقاة، باب من لم يبال من حيث كسب المال۔ حدیث نمبر ۲۰۵۹۔

۴۰۵۔ یہاں شاید مصنف سے راوی کا نام نقل کرنے میں تسامح ہوا ہے کیوں کہ صحیحین میں یہ حدیث حضرت ابن عمر سے مروی ہے، البتہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

الف: صحیح بخاری: کتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطی۔ حدیث نمبر ۲۱۲۶۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض۔ حدیث نمبر ۳۸۳۶/۳۸۴۰۔

اُس کا قبضہ نہ ہو جائے بیچے نہیں۔

[۲]عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ مر علی صبرة طعام فادخل يده فيها فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام قال اصابته السماء يا رسول الله قال افلا جعلته فوق الطعام حتی يراه الناس من غش فليس منی (۴۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور پاک ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا، آپ ﷺ نے اُس پر ہاتھ مار کر دیکھا تو آپ ﷺ کی اُنگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا غلے والے یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مَیں نے تر نہیں کیا بلکہ مینہ سے تر ہو گیا ہے۔ فرمایا تو نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اُسے دیکھ لیتے۔ جو شخص دھوکہ دے وہ میرے طریقے پر نہیں۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

[۳]من باع عيبا لم يبينه لم يزل فی مقت الله ولم تزل الملئكة تلعنه (۴۰۷)

جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور خریدار کو آگاہ نہ کرے وہ ہمیشہ خدا کے عذاب میں مبتلا رہے گا اور اُس پر فرشتے ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔

حاجت سے زیادہ پانی پر میٹر لگانے والوں کے لیے صاف وصریح ہدایت:

بعض بعض جگہ اس ترقی یافتہ زمانے میں نلوں کے پانی پر ٹیکس کے علاوہ میٹر لگائے جانے کی تجاویز زیرِ غور و عمل ہیں۔ آج سے چودہ سو برس قبل ہادیٔ عالم ﷺ ارشاد فرما گئے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا تمنعوا افضل الماء لتمنعوا به الكلأ (۴۰۸)

۴۰۶۔ صحیح مسلم: كتاب الايمان، باب قول النبی ﷺ من غش فليس منا۔ حدیث نمبر ۲۸۴۔

۴۰۷۔ سنن ابن ماجہ: ابواب التجارات، باب من باع عيباً فليبينه۔ حدیث نمبر ۲۲۴۷۔

۴۰۸۔ الف: صحیح بخاری: كتاب المزارعة، باب ان صاحب الماء احق بالماء۔ حدیث نمبر ۲۳۵۴۔

ب: صحیح مسلم: كتاب المساقاة، باب تحريم الماء الذی يكون بالفلاة ويحتاج اليه لرعی الكلأ۔ حدیث نمبر ۴۰۰۷۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حاجت سے زیادہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرو، کیوں کہ تمہارا منع کرنا چارے اور گھاس سے منع کرنے کا سبب ہوگا۔

ممنوعات:

اسی طرح احادیث میں جانوروں کی بیع میں اس امر سے منع فرمایا کہ دودھ کو اس غرض سے تھنوں میں نہ روکو کہ خریدار کو دودھ زیادہ معلوم ہو اور وہ دھوکا کھا جائے۔ اُدھار کو اُدھار کے ساتھ بیچنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ کتوں کی بیع اور اس کی قیمت کھانے سے بھی منع فرمایا۔ اسی طرح مردے کی چربی سے غلے کو گراں بیچنے کی نیت سے روکنے کی بھی ممانعت فرمائی گئی۔ درخت کے پھل جب تک اچھی طرح نہ آجائیں اُس سے قبل اُن کی بیع ممنوع فرمائی۔ پچھنے لگانے کی اُجرت کا حاصل کرنا بھی منع فرمایا۔ زانیہ کی اُجرت بھی حرام ہے۔

شراب کی حرمت اور اس کی بیع وغیرہ کی ممانعت:

شراب کو اسلام نے ام الخبائث ٹھہرایا جس کی وجوہات پر بحث کی گنجائش نہیں۔ شراب کے مضرات سے کون ناواقف ہوگا۔ اُس کی حرمت کا قرآن کریم نے جگہ جگہ حکم دیا اور اسے رجس من عمل الشیطان (۴۰۹) ٹھہرایا۔ سر دست یہاں چند احادیثِ شریفہ نقل کی جاتی ہیں:

[۱] عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال لعن رسول اللّٰہ ﷺ فی الخمر عشرۃ عامرھا و معتصرھا و شاربھا حاملھا والمحلولۃ الیہ وساقیھا وبائعھا واکل ثمنھا والمشتری لھا والمشتریٰ لہ (۴۱۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت کی:

(۱) شراب کے نچوڑنے والے (۲) نچوڑوانے والے (۳) پینے والے (۴) اُٹھانے والے (۵) جس کی طرف اُٹھائی گئی (۶) پلانے والے (۷) بیچنے والے (۸) اس کا مول کھانے والے (۹) مول لینے والے اور (۱۰) جس کے واسطے خریدی گئی۔

[۲] عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہ قالت سئل رسول اللّٰہ ﷺ عن البیع وھو بنبیذ

۴۰۹۔ المائدہ:۹۰۔

۴۱۰۔ جامع ترمذی: ابواب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلاً۔ حدیث نمبر ۱۲۹۵۔

العسل فقال کل شراب مسکر فھو حرام(۴۱۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتی ہیں حضورﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔

[۳]ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنھا لم یتیب لم یشربھا فی الاخرۃ(۴۱۲)

جو دنیا میں ہمیشہ شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کیے مر گیا تو قیامت میں (کوثر) نہ پئے گا۔

[۴]کل مسکر حرام ان علی اللّٰہ عھدا لمن یشرب المسکر أن یسقیہ من طینۃ الخبال قالوا یا رسول اللّٰہ وما طینۃ الخبال قال عرق اھل النار وعصارۃ اھل النار(۴۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا ہر نشے والی چیز حرام ہے اور تحقیق اللہ پر عہد ہے اُس شخص کے بارے میں جو نشے کی چیز پئے پلائے گا اُس کو طینۃ الخبال۔ صحابہ نے پوچھا طینۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا دوزخیوں کا پسینہ اور وہ پیپ لہو جو دوزخیوں کے زخموں سے نکلے۔

[۵]عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام(۴۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس چیز کا اکثر حصہ نشہ لائے اُس کا تھوڑا بھی حرام ہے۔

بے جا عذرات کا رد:

بعض حضرات جو دوسرے سرد ممالک میں رہنے کے عادی ہیں وہ نصاریٰ کی تقلید سے شراب

۴۱۱۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاشربۃ، باب الخمر من العسل و ھو البتع۔ حدیث نمبر ۵۵۸۵۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر۔ ۵۲۱۱۔

۴۱۲۔ صحیح مسلم: کتاب الاشربۃ، باب عقوبۃ من شرب الخمر۔ حدیث نمبر ۵۲۲۴-۵۲۲۲۔

۴۱۳۔ صحیح مسلم: کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر۔ حدیث نمبر ۵۲۱۷۔

۴۱۴۔ جامع ترمذی: ابواب الاشربۃ، باب ما جاء ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ حدیث نمبر ۱۸۶۵۔

نوشی کے عادی ہو کر عذرات کرتے ہیں کہ بغیر شراب کے سرد ملک میں ہم کس طرح کام کر سکتے ہیں۔ تقریباً ایسا ہی ایک عذر دیلم حمیری نے سرکارِ عالم ﷺ کی بارگاہِ عالی میں کیا۔ حضور ﷺ نے سماعت فرما کر جو جواب دیا وہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوگا۔

عن دیلم الحمیری قال قلت یا رسول اللّٰہ انا بارض باردۃ و نعالج فیھا عملا شدیداً وانا نتخذ شرابا من ھذا القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال ھل یسکر قلت نعم قال فاجتنبوہ قلت ان الناس غیر تارکیہ قال ان لم یترکوہ قاتلوھم (۴۱۵)

دیلم حمیری راوی ہیں مَیں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم سرد زمین میں رہ کر سخت کام کرتے ہیں اور گیہوں سے شراب بناتے ہیں اور اُس سے کاموں میں قوت حاصل کرتے ہیں اور سردی سے بچ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ مَیں نے عرض کیا ہاں فرمایا پس اُس سے بچو۔ مَیں نے عرض کیا لوگ اُس کے چھوڑنے والے نہیں (یعنی حلال جانتے ہیں) فرمایا اگر نہ چھوڑیں تو ان سے مقابلہ کرو۔

ہم نے مختصراً چند احادیث شریفہ یہاں درج کر دیں جن سے حرمتِ شراب اور اُس کی مختلف حیثیات آتی ہیں۔ کسی طاقت و حکم یا عادات و اطوار سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی۔ بدقسمت ہیں وہ مسلمان جو ام الخبائث کے عادی ہیں۔ سیندھی، تاڑی وغیرہ سب شراب کے حکم میں ہیں۔ خدا مسلمانوں پر رحم فرمائے کہ وہ اس شیطانی فعل سے محترز ہوں۔

اس قسم کی حرام چیزوں کے نفع وغیرہ سے جو صدقہ بھی دیا جائے گا وہ قبول نہیں ہوگا۔

ربوا

سودی لین دین:

موجودہ تجارتی دور میں کہا جاتا ہے بغیر سود کے کوئی تجارت نہیں چل سکتی۔ اس عذر کے ساتھ سعی کی جا رہی ہے کہ علما کسی نہ کسی طور سے سود کی حلت کا فتویٰ صادر کر دیں۔ احکام شرع میں نہ تو کسی حکومت کے لیے جائز ہے کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے اور نہ علما یہ کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے عذرات کے باعث جواز کے پہلو نکالیں۔ تجارتی نظامِ عمل میں آیات و احادیث نبویہ

۴۱۵۔ سنن ابوداؤد: کتاب الاشربۃ، باب ما جاء فی السکر۔ حدیث نمبر ۳۶۸۳۔

سے صاف وصریح طور پر تجارت کے ہر گوشے پر وضاحت سے روشنی ڈال دی گئی ہے۔ رہا مسئلہ سود تو اس بارے میں بھی آیات واحادیث اور احکام فقہ موجود ہیں۔ یہاں تمام بحثوں کا درج کرنا مشکل ہے چند آیات واحادیث متعلق سود درج کی جائیں گی:

[۱]الذین یاکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ذٰلك بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللّٰه البیع وحرم الربوا(۴۱۶)

جولوگ سود کھاتے ہیں (قیامت میں) نہ کھڑے ہوسکیں گے مگر اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ یہ اس قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسے ہی سود بھی ہے، حالاں کہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔

[۲]یا ایھاالذین آمنوا اتقواللّٰه وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰه ورسوله(۴۱۷)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو سود (لوگوں کی طرف) باقی ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو خدا اور اُس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لیے تیار ہوجاؤ۔

[۳]وماآتیتم من ربا لیربوَ فی اموال الناس فلا یربو عند اللّٰه(۴۱۸)

اور اے مسلمانو! تم جو سود دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں زیادتی ہو تو وہ (سود) خدا کے یہاں (پھولتا) پھلتا نہیں۔

احادیث:

عن جابر رضی اللّٰه عنه قال لعن رسول اللّٰه ﷺ آکل الربواوموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء(۴۱۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، سود کی دستاویز لکھنے والے اور معاملہ سود کی گواہی دینے والے ان سب پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ

۴۱۶۔ البقرہ:۲۷۵۔

۴۱۷۔ البقرہ:۲۷۹-۲۷۸۔

۴۱۸۔ الروم:۳۹۔

۴۱۹۔صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ، باب لعن اکل الربا و مؤکلہ۔حدیث نمبر۴۰۹۳۔

ارتکابِ معصیت میں برابر ہیں۔

سودخوار قوموں کا حال:

[۱] عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اتیتُ لیلة اسری بی علٰی قوم بطونهم کالبیوت فیها الحیات تریٰ من خارج بطونهم فقلت من هؤلآء قال جبرئیل هٰؤلاء اَکَلَةُ الربوا(۴۲۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں میرا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے بڑا گدا اور اُن میں اژدہے تھے جو پیٹوں کے باہر کی جانب سے دکھائی دیتے تھے۔ مَیں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ سودخور ہیں۔

[۲] عن عبداللّٰه بن حنظلة غسیل الملئکة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ درهم ربواً یاکله الرجل وهو یعلم اشد من سنة وثلثین زنیة(۴۲۱)

عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص سود کا ایک درم بھی جان کر کھائے تو وہ بہت زیادہ ہے گناہ میں چھتیس زنا سے۔

☆☆☆

۴۲۰۔ سنن ابن ماجہ: ابواب التجارات، باب التغليظ فی الربا۔ حدیث نمبر ۲۲۷۳۔

۴۲۱۔ مسند احمد: ج ۳۶/ص ۲۸۸۔

نظامِ وراثت

اسلام کا قانونِ وراثت بھی ایک ایسا مکمل قانون ہے جس کے تمام گوشے اپنے اندر جامعیت رکھتے ہیں، بلکہ اس قانون کی روشنی میں آج دوسرے مذاہب بھی اپنے لیے قوانین بنانا چاہتے ہیں۔ اس محدود رسالے میں اس اہم عنوان کے تحت مختصر بھی لکھا جائے تب بھی اوراقِ کثیرہ کی احتیاج ہوگی۔ مسلمانوں کی عام و خاص حالت پر نظر کرتے ہوئے وراثت کے چند اہم اور ضروری مسائل درج کیے جاتے ہیں تا کہ حقوق العباد کا یہ عنوان بھی اس سلسلے میں تشنہ نہ رہ جائے۔

اصولِ وراثت:

اپنے بعد کسی کو وارث کرنا یا کسی کا وارث ہونا، یہ امر اختیاری نہیں اگر چہ کسی کا یہ ارادہ ہو کہ میرے بعد فلاں وارث نہ ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ اگر زندگی میں بحالت ہوش و ہواس کوئی جائداد و بیع یا کسی کو ہبہ کردی جائے۔

وارثوں میں چھوٹے بڑے نفسِ وراثت میں سب برابر ہیں اور سب برابر حصہ پانے کے شرعاً مستحق ہوں گے۔ بعض بعض مقامات پر یہ طرزِ عمل کہ لوگوں نے اپنی جہالت سے لڑکی کو محروم الارث سمجھ لیا یا مقابلاً اُس کو کچھ نہیں دیتے یا باپ کے بعد صرف بڑا ہی مستحقِ وراثت ہو اور چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے محض رحم و کرم پر ہوں خواہ وہ دے یا نہ دے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں یا عورات کے مہر ادا نہ کرنے کا تخیل، اُس سے بچنے کے لیے تقسیم مہرین کا اصول بھی ایجادی اصول ہے جسے تغامل کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ وراثت میں وہی تقسیم قابل عمل ہے جو شریعت نے مقرر فرمائی۔

وارثوں کے اقسام اور ان کی تعریف:

موجودہ حالت میں تین قسم کے وارث ہوتے ہیں: ذوی الفروض، عصبہ، ذوی الارحام۔

ذوی الفروض وہ وارث ہیں جس کا حصہ شرع میں مقرر ہو جیسے چوتھائی، تہائی، چھٹا، آٹھواں۔

عصبہ اُس وارث کو کہتے ہیں جس کا کچھ حصہ مقرر نہ ہو اور ذوی الفروض کے لینے کے بعد باقی سب کا مالک ہو یا ذوی الفروض نہ ہوں تب بھی کل مال یہ پالے۔ چوں کہ شریعت میں اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، اسی لیے ماں کا نام نہیں لیا جاتا اور بیٹا اپنے باپ کا کہا جاتا ہے۔ بیٹا عصبہ ہی ذوی الفروض نہ ہوا، کیوں کہ اصلی وارث عصبہ ہی ہے۔

ذوی الارحام وہ وارث ہیں جن کا کوئی حصہ معین نہیں اور اُن میں اور میت میں تمام واسطے مرد کے نہ ہوں یا اگر تمام واسطے مرد کے ہوں تو خود عورت ہو جیسے نواسہ، نواسی، پوتی کی اولاد۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص دو قسم کا وارث ہو مثلاً عصبہ بھی ہو اور ذوی الارحام بھی۔ جیسے زید کی نواسی کلثوم جس کا باپ زید کا بھتیجا ہے وہ ماں کے لحاظ سے ذوی الارحام ہے اور باپ کے لحاظ سے عصبہ، کیوں کہ زید کے بھتیجے کی لڑکی ہے اسی طرح ایک شخص ذوی الفروض اور عصبہ میں سے ہو جیسے زید اور زینب دونوں بھائیوں کے لڑکا لڑکی ہوں اور اُن دونوں میں علاقہ زوجیت ہو تو زید شوہر کی حیثیت سے ذوی الفروض ہے اور چچا کا بیٹا ہے اس واسطے عصبہ بھی ہوا۔

یہ مختصر اقسام جو درج کی گئیں وہ ہیں جن کے شرعی نکاح کے ذریعے سے میت کے ساتھ رشتے قائم ہوئے ہوں، اگر زنا کے سبب کوئی رشتہ لگ گیا جیسے حرامی بیٹا یا حرامی بھائی یا حرامی نواسہ، پوتا یہ لوگ میت کے وارث نہیں ہوتے، البتہ حرامی اولاد اپنی ماں کے ترکہ سے میراث پائے گی۔ اسی طرح لعان کی صورت میں اگر لڑکا ماں کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ متبنیٰ شرعی وارث نہ ہوگا۔ ان اقسام میں ترتیبِ ترکہ یوں رہے گی کہ اول ذوی الفروض اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے، اگر عصبہ نہ ہوں تو باقی پھر ذوی الفروض ہی بقدر اپنے حصے کے لیں گے اور جب ذوی الفروض و عصبہ سے کوئی زندہ نہ ہو تب ذوی الارحام کو ملے گا۔

موانع وراثت:

کوئی شخص اپنے مورث کو جس کی میراث پاتا ہے اُس کو قتل کر ڈالے وراثت سے محروم رہے گا۔

وارث اور مورث کے درمیان مذہبی اختلاف ہو جیسے باپ کافر ہے بیٹا مسلمان۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا وارث نہیں ہوگا یا بیٹا مرے گا تو باپ وارث نہ ہوگا۔ وارثوں اور مورثوں کے درمیان یہ معلوم ہو کہ اُن میں کون پہلے مرا اور کون پیچھے، مثلاً ایک جہاز کشتی وغیرہ میں ایک ساتھ ڈوب گئے معلوم نہیں کس کی جان پہلے اور کس کی بعد میں نکلی یا کسی جنگ کے میدان میں خاندان

کے چند اشخاص مارے گئے مثلاً زید باپ تھا اور عمر اُس کا بیٹا تھا اور معلوم نہیں کہ دونوں میں پہلے کون مارا گیا۔ زید کے دو بیٹے اور ہیں خالد، ولید اور عمر کے بھی دو بیٹے ہیں سالم، حکم۔ اب زید کی میراث خالد اور ولید کو، عمر کی میراث سالم وحکم کو ملے گی، اُن کو زید کی میراث سے کچھ نہ ملے گا، کیوں کہ اُن کے باپ عمر کو زید کی میراث سے کچھ نہیں ملا تھا کہ یہ اُس کے مستحق ہوں۔

ذوی الفروض کی تعداد اور اُن کے حصے:

قرآن کریم میں مقرر حصے چھ ہیں۔ آدھا، چوتھا، آٹھواں، دو تہائی، ایک تہائی، چھٹا۔

ان حصوں کے پانے والے ذوی الفروض بارہ ہیں۔ باپ، شوہر، دادا، بھائی، بہن، اخیافی یعنی شریک ماں کا، زوجہ، بیٹی، ماں، پوتی، پرپوتی، دادی، پردادی، سگی بہن، علاتی بہن (جو باپ میں شریک ہو) اخیافی بہن (ماں شریک بہن)۔

یہ سب رشتے مردے کے اعتبار سے ہیں۔ مردے کا باپ یا مردہ عورت کا شوہر یا مردے کا دادا، بھائی یا مردے کی زوجہ وقس علیٰ ہٰذا۔

پہلا مرد ذوی الفروض میں سے مردے کا باپ ہے، اس کے تین حال ہیں یعنی تین صورتوں سے کمی بیشی کے ساتھ میراث پاتا ہے۔ میت کے باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہو تو ایک چھٹا حصہ باپ کا ہے جیسے زید مرا اور اپنا باپ خالد اور ایک بیٹا جعفر چھوڑا مال کے چھ حصے کر کے ایک حصہ باپ کو دیں گے اور باقی پانچ حصے بیٹا پائے گا اور اگر بیٹا نہ ہو، بلکہ پوتا پرپوتا ہو تو بھی باپ چھٹا حصہ لے گا۔

میت کے باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی ہو تو اُس وقت باپ کو چھٹا حصہ دے کر بیٹی یا پوتی کے بعد جو بچے گا وہ بھی باپ لے گا اس صورت میں دو طرح سے میراث پائے گا۔ پہلے تو بہ حیثیت ذوی الفروض کے، پھر عصبہ بن کر باقی لے لے گا، اگر باپ کے ساتھ میت کا بیٹا، پوتا یا بیٹی، پوتی کوئی نہ ہو تو باپ عصبہ بن کر سب لیتا ہے اور اگر دوسرے ذوی الفروض ہوں تو اُن سے جو کچھ بچے گا سب باپ کا ہے مثلاً عورت مری اُس نے باپ اور شوہر چھوڑا، ماسوا ان کے کوئی وارث نہ تھا تو اس صورت میں شوہر کو نصف ملے گا اور باقی نصف باپ کا ہے اور اگر شوہر بھی نہ ہو تو سب ترکہ باپ ہی کو ملے گا۔

دوسرا ذوی الفروض شوہر ہے، اُس کے دو حال ہیں۔ آدھا کل جائداد کا جب کہ شوہر کے ساتھ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی۔ اس شوہر یا دوسرے شوہر سے کوئی نہ ہو چوتھائی۔ چوتھائی در

صورت یہ کہ شوہر کے ساتھ اُن میں سے کوئی ہو یعنی بیٹا بیٹی ہو یا عدم صورت بیٹا بیٹی کے۔ پوتا پوتی ہوتو اُس وقت شوہر چوتھائی پائے گا۔ بیٹا بیٹی خواہ پہلے شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے ہوں ہر حال میں شوہر وارث کے حصے کو کم کر دیتے ہیں۔

تیسرا ذوی الفروض دادا ہے، اس کے بعینہٖ باپ کے ساتھ تین حال ہیں، لیکن اتنا فرق ہے کہ دادا باپ کے سامنے محروم ہوتا ہے اور باپ دادا کے سامنے پاتا ہے، کیوں کہ باپ مردے کی نسبت دادا کے لحاظ سے اصل ہے اور بلا واسطہ مردے سے منسوب ہے۔ دادا پر دادا اس سلسلے میں چاہے جتنے دور کے ہوں سب دادا ہیں۔ جب نیچے درجے والے موجود نہ ہوں تو اوپر درجے والا میراث پاتا ہے وقس علی ھذا ﴿باقی کو اسی پر قیاس کرلو﴾

چوتھا مرد ذوی الفروض ماں شریک بھائی یعنی ماں میت کی اور اُس کی ایک ہو اور باپ دو ہوں اُس کے بھی تین حال ہیں۔ اگر ایک بھائی ہو چھٹا حصہ پائے گا، دو یا دو سے زیادہ ہوں ایک ثلث لیں گے، میت کا لڑکا، پوتا، پروتا۔ پروتا ہوتو اس بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔

ذوی الفروض عورتیں:

پہلی عورت زوجہ ہے اُس کے دو حال ہیں۔ شوہر مردے کی اولاد ہو لڑکی، لڑکا، پوتا، پوتی۔ اس عورت سے خواہ دوسری عورت سے تو زوجہ کو آٹھواں کل جائداد کا اور اگر مردے کی اولاد نہ ہوتو زوجہ کو چوتھائی مال۔ ایک بیوی ہو یا دو تین چار ہوں، سب کو ایک ہی حصہ ملتا ہے یعنی ایک چوتھائی۔ یہ نہیں کہ ہر ایک کو اتنا جدا گانہ ملے۔ بیوی سے مراد ہے جس کے ساتھ نکاح صحیح طور پر ہوا ہو، اگر کوئی عورت بلا نکاح مرد کے تصرف میں ہوتو اُس کو مرد کے ترکے میں سے کچھ نہ ملے گا۔

دوسری عورت ذوی الفروض میں سے بیٹی ہے، اُس کے تین حال ہیں۔ اگر مردے نے ایک ہی بیٹی چھوڑی ہے تو اُس کو آدھا مال ملے گا، اگر دو بیٹیاں یا اس سے زیادہ ہوں تو سب کو دو تہائی جائداد ملے گی، اگر بیٹی کے ساتھ مردے کا بیٹا، بیٹی کا بھائی موجود ہوتو وہ بیٹا اُن کو بھی عصبہ بنا لے گا اور اس وقت بیٹی ذوی الفروض نہ رہے گی اور بیٹی کو بیٹے کے حصے کا آدھا حصہ برابر ملے گا یعنی روپے میں پانچ آنے، تین پائی بیٹی پائے گی اور ایک بیٹا برابر دو بیٹیوں کے سمجھا جائے گا۔ دو بیٹیوں کا حق بیٹا لے گا اور ایک کا بیٹی۔ سب بیٹیاں بیٹے کے ساتھ مل کر اسی حساب سے لیں گی یعنی ہر ایک کو بیٹے کا آدھا ملے گا، نہ یہ کہ سب کو ایک بیٹے کا آدھا مل جائے۔

تیسری ذوی الفروض عورت پوتی ہے، اُس کے چھ حال ہیں۔ آدھا کل جائداد کا جب کہ ایک پوتی ہو، دو تہائی جب کہ ایک سے زیادہ ہوں پوتی کے ساتھ اُس کے برابر کا یا اُس سے نیچے کے درجے کا پوتا پروتا وغیرہ ہو تو پوتی عصبہ ہو جاتی ہے۔ یہ تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں۔

ایک بیٹی کے ساتھ پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ دو بیٹیاں ہوں تو پوتی محروم ہے بشرطیکہ پوتی عصبہ نہ ہوئی ہو یعنی اُس کے ساتھ کوئی پروتا نہ ہو۔ بیٹے کے ہوتے پر پروتی محروم ہوتی ہے۔ اسی طرح قریب کے پوتے کے ساتھ دور والی محروم رہتی ہے جیسے ایک مرد نے ایک پوتا چھوڑا اور دوسری پروتی موجود ہے تو پوتا وارث ہوگا اور پروتی محروم رہے گی۔

اس کی مثال یوں سمجھو ایک شخص دو بیٹیاں ایک پوتی، ایک پروتا چھوڑ کر مر گیا دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال ملا، باقی مال پوتا پوتی دونوں عصبہ ہونے کے لحاظ سے بانٹ لیں گے، پوتے کے دو حصے اور پوتی کا ایک حصہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے دو بیٹیاں ایک پوتی، ایک پروتی، ایک پروتا چھوڑا تو اس پروتے کے سبب پروتی بھی عصبہ ہو گئی اور پوتی بھی پروتے کے ساتھ عصبہ ہوئی۔ اب ان وارثوں کو اس طرح مال تقسیم ہوگا کہ اول بیٹیوں کو دو تہائی دیں گے اور پوتا پروتی، پروتا یہ تینوں باقی ایک تہائی آپس میں بانٹ لیں گے۔ پروتے کو دو حصے ملیں گے اور پوتی پروتی ایک ایک حصہ پائیں گی۔ اسی طرح اگر کسی نے دو پوتیاں چھوڑیں اور ایک پروتی ایک پروتا، دو تہائی پوتیوں کا ہوا باقی پروتے کو دو حصے اور پروتی کو ایک حصہ ملے گا۔ بیٹیوں یا پوتیوں کا حق دو تہائی سے زائد نہیں۔ جب دو تہائی مال اُن کو پہنچ گیا پھر کسی بیٹی یا پوتی کو کچھ نہیں پہنچتا۔ دو تہائی پہنچنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سب ایک درجے کی ہوں جیسے دو بیٹیاں یا دو پوتیاں ہوں، دوسرے یہ کہ ایک بیٹی ہو اور اُس کے ساتھ ایک دو پوتیاں ہوں یا ایک پوتی کے ساتھ ایک پروتی یا دو چار پروتیاں ہو تو اس صورت میں بیٹی یا پوتی کو آدھا آدھا ملے گا اور پوتی پروتی کو چھٹا حصہ۔ آدھا اور چھٹا حصہ مل کر دو تہائی پورا ہو گیا، اب جو اُن کے نیچے درجے کی رہ گئی ہیں وہ سب محروم ہوں گی۔

چوتھی عورت ذوی الفروض سے سگی بہن ہے، اس کے پانچ حال ہیں۔ تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں یعنی آدھا ایک کا، دو تہائی جب ایک سے زیادہ دو یا تین چار ہوں، سگے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے۔ بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ خود عصبہ ہو جاتی ہیں۔ بیٹا یا پوتا اور باپ دادا ان سب

کے سامنے محروم ہوجاتی ہیں۔

پانچویں عورت ذوی الفروض میں سے سوتیلی بہن جس کی اور میت کی ماں دو ہوں اور باپ ایک ہو یعنی علاتی بہن ہے، اُس کے سات حال ہیں۔ چار تو سگی بہن کے مثل ہیں۔ یعنی ایک ہوتی تو آدھا پائے، دو یا اس سے زیادہ کو دو تہائی، ۳/ علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ، ۴/ بیٹیوں کے ساتھ خود ہی عصبہ ہوتی ہیں۔

ایک سگی بہن کے ساتھ علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔ میت کی دو سگی بہنوں کے ساتھ جب یہ عصبہ نہ ہوں یعنی اُن کے ساتھ اُن کا حقیقی بھائی نہ ہو تو محروم رہتی ہیں، اگر بھائی ہو تو یہ عصبہ ہو کر بھائی کا آدھا لیں گی۔ میت کے بیٹے یا پوتے پروتے کے ہوتے یا میت کے باپ دادا، پردادا کے ساتھ یا میت کے سگے بھائی بہن کے ساتھ جب وہ بہن عصبہ ہوگئی ہو تو علاتی بہن محروم ہوجاتی ہے۔

چھٹی ذوی الفروض عورت میں ماں ہے، اُس کے تین حال ہیں۔ میت کی ماں سے جب میت کا بیٹا یا پوتا ہو یا دو بھائی بہن یا دو سے زیادہ کسی قسم کے ہوں تو اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ جب یہ لوگ نہ ہوں اور شوہر باپ یا زوجہ اور باپ بھی نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا۔ جب میت کی ماں کے ساتھ میت کا شوہر اگر مرد ہے تو اُس کی زوجہ اور باپ ہے تو باقی کا تہائی حصہ ماں کا ہے یعنی پہلے ذوی الفروض کا حصہ نکال لیں گے پھر جو باقی رہے گا اس میں سے تہائی ماں کو دیں گے۔ اُس کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت میں اول شوہر کو چھ کے آدھے تین دیے، اب تین باقی کا ایک تہائی ایک ماں نے لیا، باقی کے دو باپ عصبہ بن کر لے گا۔

دوسری صورت میں اول زوجہ کو کل مال کا چہارم حصہ دے کر جو بچا اُس کا تہائی ایک ماں نے لے لیا باقی دو باپ نے لیے۔

ساتویں عورت ذوی الفروض سے جدہ ہے بشرطیکہ وہ جدہ فاسدہ نہ ہو، میت کی دادی یا نانی۔ دادی کے دو حال ہیں۔ چھٹا حصہ ایک دادی ہو یا اس سے زیادہ جب کہ ایک درجے کی ہوں میت کی ماں کے سامنے میت کی دادی محروم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دادی کے آگے ماں کے سلسلے والی دادی محروم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دادا ہو تو دادی محروم ہے، لیکن وہ دادی کہ میت کے باپ کی ماں ہے وہ میت کے دادا یعنی اپنے شوہر کے ساتھ حصہ لے گی اور قریب کے رشتے کی دادی خواہ وہ وارث ہو یا محروم دور کی دادی کو محروم کر دیتی ہے مثلاً دادی کے ہوتے پردادی محروم ہے۔

عربی میں نانی اور دادی دونوں کو جدہ کہتے ہیں جیسا کہ لفظ جد نانا اور دادا دونوں کو شامل ہے لیکن اُردو میں نانی اور دادی دو لفظ جدا جدا ہیں۔ یہاں بھی برعایت عربی زبان کے جدہ کا لفظ لکھا گیا ہے، ورنہ ذوی الفروض کے عدد تیرہ ہوجاتے ہیں۔

اب یہ جاننا چاہیے کہ جدہ صحیحہ کون ہے اور جدہ فاسدہ کسے کہتے ہیں؟ جتنی نانیاں ایسی ہوں جن میں مرد بیچ میں نہ آئے وہ سب جدہ صحیحہ ہیں اور وارث ہوتی ہیں، اگرچہ ہمارے محاورے میں وہ نانیاں کہی جاتی ہیں جیسے ماں کی ماں اور ماں کی ماں کی ماں (علیٰ ہذا القیاس) اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ یہ سب نانیاں ذوی الفروض سے ہوں گی جہاں بیچ میں مرد آ گیا اوپر کی تمام جدہ جدۂ فاسدہ ہوگئیں۔

خلاصہ یہ کہ نانیوں کا صرف مرد کا بیچ میں ہونا اُس مرد کے اوپر کی عورتوں کو جدۂ فاسدہ بنا دیتا ہے اور دادیوں میں صرف مرد کا بیچ میں آنا جدۂ فاسدہ نہیں بناتا ہے، البتہ اگر نانا ان جدۂ صحیحہ کے بیچ میں آجائے تو سب جدہ فاسدہ ہوجائیں گی۔

جدِ صحیح وہ ہے کہ میت کے اور اُس کے بیچ میں عورت کا واسطہ نہ ہو جیسے باپ کا باپ، باپ کے باپ کا باپ یہ سب جدِ صحیح ہیں اور جس دادا اور میت کے درمیان عورت آجائے خواہ وہ جدہ صحیحہ ہو یا فاسدہ وہ دادا جدِ فاسد ہوجائے گا۔ جیسے باپ کی ماں کا باپ کے باپ کی ماں کا باپ یہ سب جدِ فاسد ہیں۔

آٹھویں عورت ذوی الفروض سے ماں شریک بہن یعنی اخیافی بہن ہے، اُس کے تمام حالات مثل ماں شریک بھائی کے ہیں جیسا کہ ماں شریک بھائی کے بیان میں گزرا۔

ذوی الفروض کے یہ حصے جو اوپر بیان کیے گئے میت کے کل متروکہ کے ہیں جو بعد تجہیز و تکفین و ادائے قرض و وصیت کے باقی بچے، خواہ وہ جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، البتہ ایک ماں کی صورت باقی تہائی کی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حجب و حرماں:

جو شخص وارث اور اُس کے حق کے درمیان آڑ بن جائے اور وارث کو اُس کا حق نہ لینے دے اُسے حاجب کہتے ہیں۔ حاجبِ وارثت اور مانع وراثت میں فرق ہے۔ مانع وراثت کے سبب سے صلاحیت وراثت ہونے کی نہیں رہتی اور حاجب وراثت کے سبب سے وراثت میں صلاحیت

تو رہتی ہے، لیکن خارجی چیز اس کے اور اُس کے حق کے درمیان حائل ہو کر اُس کو اپنا حق لینے سے روکتی ہے۔ اگر وہ حاجب نہ ہوتا تو یہ وارث اپنا حق لے لیتا۔ برخلاف مانع کے کہ اُس شخص کی ذات میں ایک نقص پیدا کر دیتا ہے جس کے سبب یہ وارث نہیں ہوسکتا۔ جیسے میت کی بہن ایک ہو تو نصف پاتی ہے، اگر میت کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹا آڑ ہو جائے گا اور بہن وارث نہ ہوگی، اگر چہ بہن میں صلاحیت وارث ہونے کی تھی۔

بالفرض یہ بیٹا نہ ہوتا تو بہن بلا شبہ وارث ہوتی بخلاف اس کے کہ اگر یہ بہن کافرہ ہوتی خواہ بیٹا ہوتا یا نہ ہوتا وارث نہیں ہوسکتی، کیوں کہ کافرہ ہونے کی حالت میں وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ علاوہ اس کے محروم اور محجوب ہیں۔

حجب کی دو قسمیں ہیں۔ایک حجب نقصان یعنی کسی وارث کا حصہ بوجہ دوسرے کے کم ہو جائے، یہ حجب پانچ وارثوں کے حق میں ہوتا ہے۔شوہر، زوجہ، ماں، پوتی، علاتی بہن۔مثالیں اوپر گزر چکیں۔

دوسری قسم حجب حرماں ہے۔یعنی ایک وارث دوسرے وارث کے سامنے محروم ہو اس کے دو قاعدے ہیں۔اول جس شخص کے وسیلے سے کوئی وارث میت کا رشتے دار ہوا ہے اُس شخص کے ہوتے ہوئے یہ وارث محروم ہوگا جیسا کہ پوتا بیٹے کے ہوتے ہوئے اور دادا باپ کی موجودگی میں اور نانی ماں کے سامنے محروم ہیں، لیکن ماں کی اولاد یعنی بہن بھائی کے سامنے محروم نہیں ہوتی۔ یہ اس قاعدے سے استثنیٰ ہے، اگر چہ اصل یعنی ماں کے ہوتے ہوئے اُس کی اولاد کو جو پہلے شوہر سے ہے محروم ہونا چاہیے۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایک قسم کے وارثوں میں سے قریب کا وارث بعید کا حاجب ہوگا اور بعید کو محروم کر دے گا جیسے کسی نے چار پوتے یا چار دادیاں چھوڑیں تو جو پوتا قریب ہے مثلاً بیٹے کا بیٹا وہ بیٹے کے پوتے کا حاجب ہوگا۔ وارثوں کے ایک قسم ہونے کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے کہ پوتی قریبہ کے سامنے پر وتا محروم نہیں اور بھائی کے سامنے دور کا پوتا محروم نہیں، اگر چہ بھائی میں ایک واسطہ ہے اور دو کے پوتے میں متعدد واسطے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ وارث قریب مطلقاً وارث بعید کا حاجب نہیں بلکہ ایک نوع یا ایک قسم کے جو کوئی وارث ہوں اُن میں سے جو قریب کا ہو اُسی نوع کے وارث کا حاجب ہوگا۔

ذوی الفروض کے حصے نکالنے کا طریقہ:

اوپر بیان کیا جا چکا ہے جس کا حصہ معین ہو وہ ذوی الفروض ہے اور کل عدد ذوی الفروض کے بارہ ہیں اور ہر ایک کا حصہ مفصلاً درج کیا جا چکا ہے۔ اب اگر چند حصے دار جمع ہوں تو ایک چھوٹے سے چھوٹا عدد جس سے سب حصے نکل سکیں گے اور اُس سے سب کے حصے نکالیں گے اس عدد کا نام مسئلہ ہے۔

فرض کرو کہ سب حصے جمع ہوں تو چھوٹے سے چھوٹا عدد ۲۴ ہوگا اُس سے سب حصے نکالیں گے مثلاً ۲۴ کے آدھے ۱۲، چوتھائی ۶، آٹھواں حصہ تین، تہائی آٹھ، ۲ تہائی سولہ چھٹا حصہ چار ہوئے اس واسطے یہ مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔

ہم نے مختصراً ضروری اور اہم امور وراثت سے متعلق لکھ دیے ہیں۔ اس رسالے میں مفصل بحث نہیں ہوسکتی، اسی لیے یہاں عول تصحیح اور اُس کے قاعدے تخارج، مناصخہ وغیرہ کی بحثیں اور اُن کے مسائل کی تفصیل نہیں درج کی جاسکی اس کے لیے مستقلاً فرائض کی کتابیں موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یک جائی ڈوبنے والے، یک جائی جل جانے والے یا دیوار وغیرہ کے انہدام سے مرجانے والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

اگر قومی و مذہبی مجالس اور دوسری اسلامی تحریکات سے وقت ملا تو ان شاء اللہ فرائض پر مستقل رسالہ ترتیب دینے کا خیال ہے جس قدر مواد یہاں پیش کیا گیا ہے اُس سے ایک حد تک کام چل سکتا ہے۔

وقف

کسی چیز کو اپنی ملک سے نکال کر بہ نیت ثواب اللہ کو اُس کا مالک کر دینا اور جائداد وغیرہ کے منافع کو خاص کر دینے کا نام وقف ہے۔ واقف کے لیے ضروری ہے کہ شرائط کا تعین کرے جب وہ پوری ہو جائیں تو وقف کا اطلاق ہو جائے گا۔ مسئلۂ وقف میں سب سے زیادہ اہم بات واقف کی ہدایات ہیں جیسا کہ فرمایا (نَصُّ الواقفِ کنصِ الشارع) یعنی واقف کی ہدایات کا درجہ نص شارع کی طرح ہے۔

واقف کو چاہیے کہ شرائط ایسی مقرر کرے جو عندالشرع جائز ہوں ناچ گھر، گھر، چکلہ، شراب خانہ، جوئے خانہ وغیرہ کے لیے اگر وقف کیا گیا ہو تو ایسا وقف صحیح نہیں۔ حاکم شرع وغیرہ کو توڑ

دینے کا حق حاصل ہے واِلّا دوسرے شرائط میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

اسلامی نقطۂ نظر سے وقف کی غرض یہ ہے کہ واقف کی ہدایات کے مطابق اعزا و احباب، عامہ مسلمین، مساجد، مقابر، مکاتب کو مال موقوفہ سے فائدہ پہنچایا جائے۔ متولی ایسے شخص کو بنائیں جو دیانت دار، دین دار، پرہیزگار اور منتظم ہو۔ اگر واقف نے تولیت اپنے خاندانی افراد یا دوسروں کے لیے معین کر دی ہے تو جب تک منشائے واقف کی خلاف ورزی نہ ہو کسی متولی کا عزل و نصب نہیں ہوسکتا۔ اگر خیانت وغیرہ کا جرم ثابت ہو جائے تو مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ متولی کو علیحدہ کر کر دوسرے موزوں شخص کا انتخاب کر لیں۔ تولیت میں اگر واقف کی شرائط نہ ہوں تو اس صورت میں وراثت نہ ہوگی۔

یہ امر واقعہ ہے کہ آج کل ہمارے اوقاف محتاج اصلاح ہیں۔ اکثر اوقاف نہ تو واقف کی منشا کے مطابق ہیں اور نہ متولی حضرات ہی اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرماتے ہیں، بلکہ بعض اپنی حدود سے متجاوز ہو کر اوقاف کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ یہ مذموم صورت قابل اصلاح ہے، لیکن اب غور طلب امر یہ ہے کہ طریقۂ اصلاح کیا ہو؟ جہاں تک تعلیمات اسلام کا تعلق ہے اُس کی دفعات و قوانین میں اکثر و بیشتر شکلیں موجود ہیں۔ بدقسمتی سے ہم مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکام کی طرف سے بے توجہی برتی اس لیے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ بغیر قوانین بنوائے ہوئے ہمارے کسی نظام کی درستی نہیں ہوسکتی۔ اصلاحی تحریکات میں مخالف و موافق دونوں جماعتیں اپنے اغراض کی بدولت افراط و تفریط سے کام لیتی ہیں، مجوزین کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ دوسرے افراد کے وجود کو ختم کر دیں، اسی طرح مخالفین کے جذبات و حسیات میں شدت آجاتی ہے۔ اگر ہماری مذہبی و قومی جماعتیں تخریبی نظام پر قوتیں صرف کرنے کی بجائے قوم کی تعمیری ضرورتوں کے لیے مصروفِ عمل ہو جائیں تو ہماری معاشرت کے اکثر گوشے درست ہو سکتے ہیں۔

موجودہ مسئلۂ وقف میں چند امور قابل غور ہیں:

[۱] کیا اسلامی احکامِ وقف ناقص ہیں جو دوسرے قانون کی ضرورتِ داعی ہو؟

[۲] کیا بغیر جدید قانون کے نظامِ وقف درست نہیں ہوسکتا؟

[۳] کیا جدید قانون کے بعد تمام انتظامات حسب منشائے واقف درست ہو جائیں گے؟

[۴] قانون وضع ہونے کے بعد قطع نظر حکومت کی مداخلت کے اُس کے عملے کا وافر خرچ کا بار

ہمارے اوقاف پر نہ پڑے گا؟

[۵] جدید قانون کے بعد مسلمانوں کو اپنے اوقاف میں کہاں تک اختیارات ہوں گے؟

اس قسم کے سوالات پر غور کرتے ہوئے اصلاحی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہمارے پاس احکام موجود ہیں لیکن قوت نفاذ نہیں ہے، جس کا حصول ضروری ہے۔

اس قسم کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض اوقاف حکومت کے زیر انتظام آ کر خوش نما ضرور معلوم ہوتے ہیں، لیکن ظاہری نفاست مغربی تہذیب اور اس کی برکات کا اثر ان اوقاف پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ جس آمدنی کا اکثر و بیشتر حصہ غربا، فقرا، مساکین، زائرین، مدارس و مکاتب پر صرف ہونا چاہیے تھا وہ اعلیٰ منتظمین و ملازمین کی تنخواہوں میں خرچ ہو رہا ہے اور قائم کردہ نظام وقف میں عام مسلمانوں کو مداخلت کا موقع نہیں۔ غاصب متولیوں کی دست برد سے بچا کر اگر یہ رنگ پیدا ہو تو ہم اپنے اوقاف کی اصلاح کیا کرسکیں گے؟۔

لکھنؤ کے وقف امام باڑے وغیرہ کی کیفیت کس سے پوشیدہ ہے۔ آستانۂ حضرت سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ، آستانۂ حضرت سیدنا غریب نواز علیہ الرحمۃ کی سرکاری کمیٹی کے نتائج کا کسے علم نہیں۔ حضرت سیدنا ملا طاہر سیف الدین صاحب امام بوہرہ کے وقف میں مداخلت کے واقعات بھی جنھیں معلوم ہیں وہ جانتے ہیں کہ ذاتی مقاصد و اغراض رکھنے والے اصحاب اپنی توقعات کو جب پورا نہ کرسکے تو وہاں بھی اصلاح کے پردے میں جماعتی تفریق شروع ہوگئی۔

بلاشبہ ہماری ہر تحریک کی کامیابی کا دار و مدار خلوص اور اپنی تنظیم یا قوتِ عمل پر منحصر ہے۔ قانونی شکل کو صرف اس حد تک بدرجہ مجبوری قبول کیا جاسکتا ہے کہ جو دفعات معین ہوں وہ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق ہوں اور ابتدائی مراحل نفاذ میں حکومت مسلمانوں کی امداد کرے (جو اُس کا فرض ہے) اور اُس کے بعد خود مسلمان بغیر کسی امداد کے اُسے چلائیں۔

فقیر ان جذباتِ اسلامی کو اپنے صوبے کی گورنمنٹ کے سامنے یہی وقف بل کی شہادت کے موقع پر بمقام لکھنؤ زیادہ تفصیل سے کہہ چکا ہے۔ (رسالہ چوں کہ تخیل سے بہت زیادہ بڑھ گیا اس لیے اس موضوع کی تفصیلی بحث کسی دوسرے مستقل رسالے کی طباعت کے لیے ملتوی کرتے ہیں۔)

☆☆☆

آخری گزارش

خدائے قادر ومقتدر کے فضل واعانت سے مَیں نے اپنی مسلسل سفری نقل وحرکت کے باوجود حتی الامکان مسلمانوں کی زندگی کے اہم شعبوں کو اس تالیف میں جمع کر دیا۔ مسائل کی تلاش و ترتیب میں پورے غور وفکر اور احتیاط سے کام لیا گیا ہے احادیث وفقہ وغیرہ کی پچیس تیس کتابوں سے امداد لی گئی ہے، کتاب کے مضامین مؤلف کی محنت کی شہادت دیں گے۔ اگر بشری غلطی پریس کی مشکلات کے باعث کوئی سہو ہو جائے تو ناظرین درست فرمالیں۔

اگر ہمارے مدارس ومکاتب تعلیم یافتہ طبقے اور عام وخاص افراد نے اس تالیف کی اشاعت میں میری مدد کی تو ان شاءاللہ بہت جلد دوسری مفید تصنیفات پیش کرسکوں گا۔ جب تک مصنفین کی راہ میں آسانیاں پیدا نہ کی جائیں گی اُن کے تخیلات کا پورا ہونا مشکل ہے۔ مبارک ہیں وہ ممالک جہاں قوم ہمت افزائی کرتی ہے اور مصنفین کے لیے ہر ممکن سہولت بہم پہنچاتی ہے۔

خدائے برتر کی بارگاہ میں میرا معروضہ ہے کہ مجھے امر حق کی توفیق عطا فرمائے اور جو احکام اسلامی اس تالیف میں جمع کیے گئے ہیں اُن پر عمل کی توفیق دے۔

مَیں برادر مکرم جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری مالک عثمانی پریس و جناب قاضی عبدالسلام صاحب عباسی مینجر کا ممنون ہوں کہ اُنھوں نے پریس کی انتہائی دُشواریوں کے باوجود اس تالیف کی طباعت میں محنت فرمائی اور محمد نبی خاں عرف مسیت مشین مین نے چھپائی بہتر کرنے کی کوشش کی۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری
خادم دارالتصنیف، مولوی محلّہ بدایوں
۲۲؍رجب ۱۳۳۵

مصادر ومراجع

[۱]القرآن الکریم

[۲]احیاءعلوم الدین: امام ابوحامد محمد غزالی (المتوفی: ۵۰۵ھ)/مطبع مجتبائی/ میرٹھ۔

[۳]الادب المفرد: محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی: ۲۵۶ھ)/ دارالبشائر الاسلامیہ/ بیروت/مطبوعہ ۱۹۸۹ء۔

[۴]الاسرارالمرفوعۃ: نورالدین علی بن سلطان محمد ہروی قاری (المتوفی: ۱۰۱۴ء)/ المکتب الاسلامی/ بیروت۔

[۵] جامع الاصول فی احادیث الرسول: مجدالدین ابوالسعادات ابن اثیر جزری (المتوفی: ۶۰۶ھ)/ مکتبۃ الحلوانی/مطبوعہ ۱۹۷۱ء۔

[۶] جامع ترمذی: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی: ۲۷۹ھ)/ مکتبہ دارالسلام/ ریاض/مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔

[۷]سنن ابن ماجہ: امام محمد بن یزیدابن ماجہ(المتوفی: ۲۷۳ھ)/ مکتبہ دارالسلام/ ریاض/ مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔

[۸]سنن ابوداؤد: ابوداؤدسلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی (المتوفی: ۲۷۵ھ)/ مکتبہ دارالسلام/ ریاض/مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔

[۹]سنن دارقطنی: علی ابن عمرابوالحسن دارقطنی (المتوفی: ۳۸۵ھ)/ دارالمعرفہ/ بیروت/مطبوعہ ۱۹۶۶ء۔

[۱۰]سنن دارمی: عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (المتوفی: ۲۵۵ھ)/ دارالکتاب العربی/ بیروت/مطبوعہ ۱۴۰۷ھ۔

[۱۱]سنن کبری: ابوبکراحمد بن الحسین بن عبداللہ بیہقی (المتوفی: ۴۵۸ھ)/مکتبۃ دارالباز/ مکہ مکرمہ/ مطبوعہ ۱۹۹۴ء

[۱۲]سنن نسائی: امام احمد بن شعیب بن علی ابن سنان نسائی (المتوفی: ۳۰۳ھ)/ مکتبہ دارالسلام/ ریاض/

مطبوعہ۲۰۰۸ء۔
[۱۳] شرح السنۃ: ابومحمد حسین بن مسعود بغوی (المتوفی: ۵۱۶ھ)/ المکتب الاسلامی/ بیروت/مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔
[۱۴] شرح صحیح مسلم: محمد بن صالح عثیمن (المتوفی: ۱۴۲۱ھ)/ المکتبۃ الاسلامیہ/ قاہرہ۔
[۱۵] شعب الایمان: ابوبکر احمد بن الحسین بن عبد اللہ بیہقی (المتوفی: ۴۵۸ھ)/ دار الکتب العلمیہ/ بیروت/مطبوعہ ۱۴۱۰ھ۔
[۱۶] صحیح بخاری: محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی: ۲۵۶ھ)/ مکتبہ دار السلام/ ریاض/مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔
[۱۷] صحیح مسلم: امام مسلم بن الحجاج القشیری (المتوفی: ۲۶۱ھ)/ مکتبہ دار السلام/ ریاض/مطبوعہ ۲۰۰۸ء۔
[۱۸] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: عبد الوہاب بن علی سبکی (المتوفی: ۷۷۱ھ)/ مکتبہ ابن تیمیہ۔
[۱۹] عقد الفرید:
[۲۰] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: علاء الدین علی بن حسام الدین گجراتی (المتوفی: ۹۷۵ھ)/ مؤسسۃ الرسالۃ/ مطبوعہ ۱۹۸۱ء۔
[۲۱] مؤطا امام مالک: مالک بن انس (المتوفی: ۱۷۹ھ)/ مؤسسہ زائد بن سلطان آل نہیان/ مطبوعہ ۲۰۰۴ء۔
[۲۲] المستدرک علی الصحیحین: محمد بن عبد اللہ حاکم نیساپوری (المتوفی: ۴۰۵)/ دار الحرمین للطباعۃ/ قاہرہ/ مطبوعہ ۱۹۹۷ء
[۲۳] مسند احمد بن حنبل: امام احمد بن حنبل (المتوفی: ۲۴۱ھ)/ مؤسسۃ الرسالۃ/ مطبوعہ ۱۹۹۹ء۔
[۲۴] مشکوٰۃ المصابیح: محمد بن عبد اللہ الخطیب (المتوفی: ۷۴۳ھ) فیصل پبلکشنز/ دیوبند/ مطبوعہ ۲۰۰۵ء۔
[۲۵] المعجم الصغیر: ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ)/ المکتب الاسلامی، دار عمار/ بیروت/ مطبوعہ ۱۹۸۵ء۔
[۲۶] المعجم الکبیر: ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (المتوفی: ۳۶۰ھ)/ مکتبۃ العلوم والحکم/ مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱	آداب السالکین	شمس مارہرہ حضور اچھے میاں قدس سرہٗ
۲	تحقیق التراویح	سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ
۳	احقاق حق	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۴	عقیدۂ شفاعت	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۵	وہابی تحریک	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۶	اختلافی مسائل پر تاریخی فتوٰی	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۷	زیارت روضہ رسول	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۸	فصل الخطاب	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۹	حرز معظم	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۱۰	مولود منظوم	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۱۱	تبکیت النجدی	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۱۲	شمس الایمان	مولانا محی الدین قادری بدایونی
۱۳	احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۴	رد روافض	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۵	الکلام السدید	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۶	سنت مصافحہ	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۷	اختلاف علی و معاویہ	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۸	دیوان تاج الفحول	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۹	مردے سنتے ہیں؟	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۲۰	مضامین شہید	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۲۱	ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۲۲	عرس کی شرعی حیثیت	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۳	فلاح دارین	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۴	عقائد اہل سنت	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

۲۵	**دعوت عمل**	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۲۶	**الجواب المشکور**	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۲۷	**فلسفہ عبادات اسلامی**	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی
۲۸	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۹	**مثنوی غوثیہ**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۳۰	**مختصر سیرت خیر البشر**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۱	**احوال و مقامات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۲	**خمیازۂ حیات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۳	**باقیات ھادی**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۴	**محبت، برکت اور زیارت**	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۵	**نوائے سروش**	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۶	**مدینے میں**	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۷	**معراج تخیل**	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۸	**تذکرۂ شمس مارھرہ**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۳۹	**خیر آبادیات**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۰	**عربی محاورات**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۱	**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۲	**حدیث افتراق امت**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۳	**قصیدۂ فرزدق تمیمی**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۴	**تحقیق و تفہیم**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۵	**خامہ تلاشی**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۶	**احادیث قدسیہ**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۷	**تذکرۂ ماجد**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی
۴۸	**مفتی لطف بدایونی**	عالم ربانی شہید اسید الحق قادری بدایونی

☆☆☆